لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وبالنجم ھم یھتدون

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر — فہرست مضامین — ۷ - ذوالقعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ — اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع — جلد ۸

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ میں دوبار یعنی ہر ہجری مہینہ کی ۷ و ۲۲ تاریخ کو انشاءاللہ شائع ہوا کریگا

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور بعون اللہ وقوتہ کبھی زیادہ بھی ہوسکیگا

(۳) تمام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	ہے	ممالک غیر سے صرف بقدر
ششماہی	عہ	زیادتی محصول ڈاک اضافہ
سہ ماہی	عہ	کرلیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت میں محرم سے اسوقت تک کل رسالے بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائیں اور چاہے صرف بقیہ دنوں کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدیں

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دینا انکو اختیار ہوگا چاہیں ایک سال کیلئے پیشگی تمام رسالہ جلدی کرا منگا چاہیں ۴ روپیہ قیمت کی کتاب فقط النجم سے بیلیں

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہرسال ایک کتاب دو روپیہ قیمت کی انعام میں دیجائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین یعنی مسلمانوں کے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح و اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علے صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہیں

(۱) مواعظ و تقاریر جو کبھی دوسرے الفاظ میں مضامین کی صورت میں لکھ لیا جایا کرینگے اس ذیل میں انشاءاللہ تعالیٰ بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حکایات بھی ناظرین ہونگے

(۲) اہل علم کی طرف سے خاص خاص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق جو

(۳) غیر مذہب اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ میں کچھ حصہ جدید و جدید اسلامی خبروں کا بھی ہوگا خبریں جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جایا کرینگی

(۵) ہرسال جو کتاب انعام میں تجویز کیجائیگی وہ انشاءاللہ تعالیٰ بیشتر کتب سلف صالحین میں سے کسی کتاب کا ترجمہ یا تصنیف جدید ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ پائی اجرت ضمیمہ فیصدی ۰ ۔ بشرطیکہ قواعد دکانی نہ کے خلاف نہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

النجم لکھنؤ یوم شنبہ

۷- ذی قعدہ سنہ ۱۳۳ھ

اعلان ضروری

رسالہ بحث آیۂ استخلاف کا حجم اور اس کی قیمت دونون چیزین النجم نمبر (۱۹) مین غلط چھپ گئی ہین - صحیح یہ ہے کہ رسالہ آیۂ استخلاف کا حجم چھپن ۵۶ صفحہ ہے اور قیمت اس کی ایک روپیہ کے رسالہ بارہ اور تین روپیہ کے پچاس رسالہ ملین گے -

النجم مین شیعون کی تردید کیون اختیار کیگئی؟ اس سے ناظرین واقف ہین - شیعون کی جو کوششین رد اہل سنت مین مسلسل کئی سال سے جاری تھین وہ کسی سے پوشیدہ نہین - اگرچہ ان کوششون کی طرف اہل سنت کو التفات نہ تھا - بعض کو اس وجہ سے کہ وہ اس فرقہ کو لاشئی محض سمجھتے تھے اور بعض اس وجہ سے کہ وہ دوسرے مذہب کو کچھ سمجھتے ہی نہین - لیکن عند العقل شیعون کی کوششین ہرگز قابل فروگذاشت کے نہ تھین -

رسالہ شیعہ کے لائق اور ضرورت سے زیادہ مہذب اڈیٹر صاحب اپنے رسالہ مین کئی سال سے ایک ناول لکھ رہے ہین جسکا نام انھون نے "عالم برزخ مین اہل جمل" رکھا ہے - اس ناول مین صحابۂ کرام سے لیکر اسوقت تک کے بزرگان دین و علمای شرع متین کی توہین و تہجین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا - ناظرین النجم کی خواہش تھی کہ ایک ناول ہماری طرف سے بھی نکلے جسمین شیعون کے ائمہ و اصحاب ائمہ سے لیکر اسوقت تک کے مجتہدین کے حالات دلچسپ پیرایہ مین دکھائے جائین - مگر اس خیال سے کہ سچے واقعات کو کذب کا لباس پہنانا کچھ اچھا نہ معلوم ہوا - مین اسکو مناسب نہ سمجھا - لیکن ہفتہ گزشتہ مین ایک حامی اسلام نے ایک ناول کا درمیانی حصہ بھیجا ہے جو انھون نے خاص اسی مقصد کے لیے تیار کیا ہے مجھے پسند آیا اور نمونہ کے طور پر اس نمبر مین اسے شائع کرتا ہون - امید ہے کہ ناظرین خوش ہونگے - اگر ناظرین کو اس ناول سے دلچسپی ہو تو میرا ارادہ ہے کہ اسکے چار صفحے ہر نمبر مین شائع کر دیے جائین -

اڈیٹر صاحب اصلاح کا نمایان فرار

فرار و گریز ایسی مذموم صفت ہی جسکو ہر شخص بُرا جانتا ہی خواہ وہ کسی قوم و ملت کا ہو۔ اہل حق کے سامنے اہل باطل کا فرار ایک ضروری اور لابدی امر ہی۔ مگر ایسا صاف وصریح فرار جو اسوقت اڈیٹر اصلاح سے ظاہر ہوا ہی کسی اہل باطل سے کم سرزد ہوا ہوگا۔ محض بے ضرورت اور بے وجہ اسوقت اڈیٹر اصلاح نے اپنے کو اس فرار قبیح مین مبتلا کیا۔

لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہی۔ مذہب شیعہ ایک نہایت عجیب وغریب مذہب ہی حجت و برہان سے مغلوب ہوجانا۔ اہل حق کے سامنے سے فرار کر جانا اس مذہب مین نہایت عمدہ چیز سمجھا جاتا ہی۔ حتیٰ کہ مذہب حق کی پہچان ان لوگون نے یہی رکھی ہی کہ وہ حجت و برہان سے مغلوب ہوجایا کرے۔ اور یہ کوئی نئی بات اس مذہب کی نہین ہی دوسرے قبائح کو بھی اس مذہب مین یہی عزت دیگئی ہی۔ جب کذب و دروغ کو اس مذہب مین وہ رتبہ ملا کہ اہم الواجبات مین قرار دیا گیا۔ اور دین کے نو حصے کذب و دروغ مین رکھے گئے اور ایک حصہ باقی عبادات نماز و روزہ وغیرہ مین۔ تو سمجھ لیجیے کہ دوسرے قبائح کا کیا حال ہوگا ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

خیر ہمین اس قصہ سے کوئی مطلب نہین۔ ہم اس وقت اڈیٹر اصلاح اور اُنکے ہمنوا اصحاب کو مبارکباد دیتے ہین کہ انکے وجود باجود نے مذہب شیعہ کی حقیت مین ایک جدید برہان کا اضافہ اور کیا۔ لہذا یہ فرار انکو مبارک ہو۔ حکیم سبحان علیخان اور مفتی محمد قلی کے بعد آج اڈیٹر اصلاح نے مناظرہ سے فرار اختیار کرکے یہ بتادیا کہ مذہب شیعہ مین وہی خواص اب بھی موجود ہین جو زمانہ گذشتہ مین تھے۔

اب اس فرار کا تذکرہ کچھ تفصیل کیساتھ سنیے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ النجم کے گزشتہ نمبرون مین یہ دیکھکر کہ علمای شیعہ کسی طرح بالمشافہہ مناظرہ مین نہین آتے۔ مگر گھر مین بیٹھکر زمین کو آسمان

لکھنے مین بڑے مشاق ہین - یہ اعلان دیا گیا کہ اچھا تو تحریری ہی مناظرہ کرلو - جس مسالہ کو اپنے مذہب مین سب سے زوردار سمجھو اُسی سے ابتدا کرو اور طرفین کی تحریر بلفظہ مع جواب النجم مین بھی چھپا کرے اور کسی شیعی رسالہ مین بھی مثل اصلاح و شیعہ وغیرہ کے - اب دیکھین کہ زمین کو آسمان دن کو رات لکھنے مین تمین کیسے پناہ ملتی ہی - اور انکا بدیہیات کی مشق کیا کام دیتی ہی - اعجاز غالب آتا ہی یا سحر" النجم کے اس اعلان کو دیکھکر ایڈیٹر اصلاح نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ شاید اب مدیر النجم کا دل بالمشافہہ مناظرہ سے سیر ہو گیا - لہذا آپ نے فوراً بالمشافہہ مناظرہ کی مجھے دعوت دی جسکے الفاظ یہ تھے "کہ اگر آپ کو بغیر کسی شرط کے مناظرہ منظور ہی تو آپ کھجوہ آئیے مین خود پولیس کو اطلاع دیکر انتظام کرا لونگا" مین نے بتوسط ایک شیعہ خریدار اصلاح کے ایڈیٹر اصلاح کو ایک رجسٹری شدہ خط بھیجا کہ تاریخ مقرر کیجیے - انشاءاللہ تعالی مین اُس تاریخ مین کھجوہ پہونچ جاؤنگا - اس خط کا جواب کئی ماہ بعد ایڈیٹر اصلاح نے دیا - جسمین کچھ مضامین تخویف و ترہیب کے اور کچھ دلشکن کلمات کے بعد یہ مرقوم تھا کہ سال بھر مین جس وقت آپ کا جی چاہے آئیے - صرف یوم عید شجاع کو مستثنی کیا تھا - اور ماہ رمضان کو لکھا تھا کہ سنیون کے دنیا کمانے کا زمانہ ہی لہذا اسکے بعد مناظرہ ہوگا - یہ تحریرات النجم مین شائع ہو چکی ہین - چونکہ رمضان کا زمانہ شروع ہو چکا تھا لہذا ارادہ ہوا کہ بعد ختم رمضان اس مناظرہ کا اعلان دیا جائیگا کہ جو لوگ شریک ہونا چاہتے ہین شریک ہون - اور مخفی طور پر اس امر کی تدبیر کیگئی کہ ایڈیٹر صاحب اصلاح کسی پوشیدہ طریقہ سے حکام ضلع کو بدظن کر کے مناظرہ کو رکوا دین لیکن رمضان کا مہینا ختم ہوا - ۷ - شوال کا النجم بوجہ تعطیل عید الفطر کے حسب دستور قدیم نہ نکلا - ۲۰ - شوال کے پرچہ مین یہ اعلان شائع ہوتا اور مناظرہ کی تاریخ مقرر کیجاتی - کیونکہ ایڈیٹر اصلاح نے تعیین تاریخ کا اختیار مجھے دیدیا تھا - اپنی طرف سے تو انھون نے تمام سال کی اجازت باستثناے عید شجاع دی تھی - لیکن قبل اسکے کہ ۲۱ - شوال کا النجم شائع ہو آپ نے اصلاح نمبر ۱ مین ہمیشہ کیلیے مناظرہ سے فارغخطی لکھدی جس کے آخری فقرات بلفظہ حسب ذیل ہین :-

"بہرحال اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہی تو پندرہ شوال تک آپ تشریف لائیے ورنہ تضیع اوقات سے

کیا فائدہ - ہان ایک جوڑہ حکم کا اپنے ساتھ ضرور لائیے جس مین ایک عالم علماے
مسلم الثبوت اہل سنت سے ہو مثل شمس العلماء مولوی شبلی صاحب یا مفتی عبداللہ صاحب
ٹونکی یا جناب مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محل اور منشی گنگا پرشاد صاحب ورما حکم ہو
تشریف لائین تو خرچ آمد و رفت مین دونگا اور تا زمانہ قیام فقیر خانہ کے مہمان رہین گے
اب نہ کسی تحریر کی ضرورت ہے نہ مہلت کی - اڈیٹر النجم کو ان حکمون کے ساتھ ۱۵ شوال تک
آجانا چاہیے - ورنہ ہمیشہ کیلیے زبانی مناظرہ سے استعفا دینا چاہیے - والسلام علی من اتبع الہدیٰ

آپ ذرا اہل انصاف دیکھین کہ اس سے زیادہ حیا و غیرت کا نمونہ دنیا مین کہین ملسکتا ہے - خود ہی مجھے دعوت
دی اور لکھا کہ بغیر کسی شرط کے یہ مناظرہ ہوگا اور جب دیکھا کہ وقت سر پر آگیا تو شرائط لگا دین - اور شرائط
بھی ایسی جو امکان سے باہر - پہلی شرط یعنی ۱۵ شوال تک لکھنؤ پہونچ جانا گو مناظرہ کے مقاصد کے
خلاف تھا - کیونکہ ابھی مناظرہ کا اعلان ہوا تھا نہ کوئی انتظام - لیکن تاہم مین پوری کر سکتا تھا - ایسلیے
کہ ۱۵ شوال سے دو دن پہلے مجھے پرچہ اصلاح مل گیا تھا لیکن شرط دوم تو کسی طرح میرے امکان
مین نہ تھی - دو حکم - اور ان مین بھی ایک اڈیٹر ہندوستانی جو آریہ ہونے کے علاوہ اہل سنت سے
کھلی ہوئی مخالفت رکھتا ہے - یہ لوگ میرے محکوم نہین میرے مطیع و تبع نہین -

خود ہی تعیین تاریخ کا مجھے اختیار دیا اور اپنی طرف سے تمام سال کی توسیع کی - پھر جب دیکھا کہ وقت
آگیا تو خود ہی تاریخ مقرر کر دی - اس بے نظیر قرار پر اڈیٹر اصلاح جس قدر فخر کرین بجا ہے درست ہے -

ہمیشہ کے لیے زبانی مناظرہ سے استعفا یعنی معافی چاہتے ہین اسکا جواب یہ ہے کہ مین آپکو مجبور کر کے
مناظرہ کرا لینے پر قادر نہین ہون - لہذا اسکو چاہے آپ معاف کر دینے پر محمول کر لین - ورنہ عند العقل و
الشریعۃ یہ جرم آپ کا ہرگز معاف کرنے کے قابل نہین ہے -

بالمشافہہ مناظرہ مین حقیت مذہب اہل سنت کی روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی - اسکے بعد آپ کو ہرگز
لازم نہ تھا کہ آپ مذہب شیعہ ترک کر کے مذہب اہل سنت اختیار کرتے - مگر عام بندگان خدا کا اسمین
نفع تھا کہ جو لوگ دھوکہ مین گرفتار تھے اور مذہب شیعہ کو حق سمجھ کر انھون نے اختیار کیا تھا انکے

اس نفع عام کے تلف کرنے پر تنہا مجھ سے معافی مانگنا کس قدر لغو اور بیہودہ ہی۔

مگر یاد رکھیے آپ اور آپ کے ہم مذہب چاہے اس فرار کو اپنے مذہب کی حقیت کی دلیل سمجھیں اور موافق حدیث امام کے یہ خیال کریں کہ اہل باطل کو خدا حجت و برہان کی تلقین کرتا ہی۔ لیکن تمام دنیا کے عقلا آپ کے اس فرار سے یہ نتیجہ ضرور بالضرور نکالین گے کہ آپ کو خود اپنے مذہب کے باطل ہونے کا یقین کامل حاصل ہی اور آپ خوب جانتے تھے کہ مناظرہ ہوا تو مذہب شیعہ کا باطل ہونا ثابت ہو جائیگا اور بہت سے مخفی اسرار اس مذہب کے فاش ہو جائینگے۔ اسی سے آپ نے فرار کیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

زہد و رقائق

اس سلسلہ مین حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالی کی مثنوی کا اقتباس کئی نمبر سے ہدیۂ ناظرین ہو رہا ہی۔ بعض احباب نے اس نظم کو بہت پسند کیا۔ یہانتک کہ انکا یہ اصرار ہی کہ یہ مثنوی چھپ جانا چاہیے بعض احباب نے پیشگی درخواستین بھیجدی ہین۔ لہذا ارادہ کیا گیا ہی کہ اسکو علیحدہ بصورت رسالہ طبع کردیا جائے انشاء اللہ تعالی یہ مثنوی عنقریب چھپکر ہدیۂ ناظرین ہوگی۔ اسوقت اسی مثنوی سے قصہ ہجرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا جاتا ہی جو آیندہ نمبر مین ختم ہو جائیگا۔ اسکے بعد اس سلسلہ مین دوسرے مفید مضامین درج کیے جائین گے۔

قصۂ ہجرت خیر البشر
صلی اللہ علیہ وسلم

قصۂ ہجرت حدیث غار	اس طرح ایمان تک شعار	لکھ گئے ہین بشرح و بسط تمام	جسکی ... نے د... کلام
دیکھنا چاہتا ہو کوئی اگر	کرے سیر کتابہائے سیر	مختصر یان مین کرتا ہون منظوم	تاکہ احوال غار ہو معلوم
باعث ہجرت ہمین ہی تحریر	آیۂ غار کی یہ ہے تفسیر	ابتدا مین رسول ہر دوسرا	خاص کر بھی مین نہیں دعوہ فرما

کیونکہ مکہ ہی آپکا تھا وطن — وہی مولد تھا اور وہی مسکن
بانیِ کعبہ کی دعا تھے آپ — وارث بیت کبریا تھے آپ
آپ مکہ ہی مین ہوے پیدا — وہین پائی تمام نشو و نما
جب خدا کے ہوے پیمبر آپ — رہے تیرہ برس وہین پر آپ
وہین تشریف دو جہانیہ ہوئی — وہین معراج آسمانیہ ہوئی
وہین ایمان جو ہوے [illegible] — زمرۂ سابقین مین ہین شامل
وہین دشمن تھے جو دے ایذا — تھے شکنجہ مین دوستان خدا
آیا دن کافرونکی شامت کا — ہوا پیدا سبب یہ ہجرت کا
قوم انصار تھی وہ با اعزاز — سرفراز مدینہ و ممتاز
دو جہان کا جو مل گیا رہبر — لائے ایمان خدای واحد پر
ہوے چھ شخص داخل اسلام — کر گئے شش جہت مین اپنا نام
انکو گھر کا طواف تھا مقصود — صاحب خانہ ان مین تھا خود موجود
آئے تھے بہر طوف بیت حرام — گھر کے مالک نے دیا انعام
دل سیہ آئے صورت آہن — ملکے پارس سے ہو گئے کندن
ہوے رخصت حضور سے آخر — کر گئے حاضری کا وعدہ پھر
وہ پہنچے اپنے گھر [illegible] — دولت دین حق سے مالامال
ذکر کرتے تھے سب حضرت کا — آپکے خلق کا نبوت کا
پس یہ افسانہ ہو گیا مشہور — تھا ہر اک گھر مین ذکر خیر حضور
موسم حج کا انتظار رہا — سال کا کاٹنا گوارا ہوا
ہو گئی ختم عمر ہجوری — آئے وہ دن [illegible] موعود
[illegible] نبوت کا بارھوان سال — ہوا دین کا دوچند پھر اقبال

آپ تھے خاص نور چشم خلیل — قرۃ العین خاص اسمعیل
آپ مصباح حضرت حق تھے — ذات مطلق کے نور مطلق تھے
وہین فرمان رہبری کا ملا — وہین منصب پیمبری کا ملا
طی وہین پر ہوے مدارج قرب — ہوئی حاصل وہین معارج قرب
دعوت دین ہوئی وہین آغاز — وہین اسلام لائے اہل نیاز
یہین کفار کا تھا شور و شر — وہین ہر دم تھا مومنین پہ ضرر
بڑھ گیا حد سے جب جفا و جور — غیرت حق نے کی مدد فی الفور
پئے تحصیل حج بیت رب — ہوئی حاضر مدینہ کے بھی عرب
دعوت دین سے بہرہ مند ہوے — چھوڑا باطل کو حق پسند ہوے
چاق چوبند ہوکے بے غم و رنج — لائے ایمان ہر ایک بے شش و پنج
حج کے آنے کا یہ مزا پایا — نعمت دین کا ذائقہ پایا
ملگیا انکو صاحب خانہ — گھر مین داخل ہوے وہ مردانہ
اپنے گھر سے نہ پہلے خالی ہاتھ — زادرہ نقد دین سے کر دیا ساتھ
پایا جب یہ شرف سعادت کا — گیارھوان سال تھا نبوت کا
جا کے داخل ہوئے مدینہ مین — نور ایمان کو لیکے سینہ مین
جو کوئی انکے پاس آتا تھا — شرف اندوز ہو کے جاتا تھا
وہ جب اپنے گھرونکو جاتے تھے — اپنے گھر والونکو سناتے تھے
دیکھنے والے ہی تھے مشتاق — لوگ نادیدہ ہو گئے مشتاق
گیا آخر کو جب سال گذر — ہوے ایام انتظار بسر
حج کے ایام پھر قریب ہوے — سب کے بیدار پھر نصیب ہوے
آئے بارہ مدینہ کے اعراب — سات غیر اور پانچ وہ اصحاب

سال ہاشمی مین آئے تھے جو یہان / قبلہ دین پہ لائے تھے ایمان
یہ بھی ایمان سے بہرہ مند ہوئے / دولت دین سے مستفید ہوئے
کہ کسی شخص کو بلطف وفور / بھیجدین گر ہمارے ساتھ حضور
علم قرآن کی بھی کرے تعلیم / دعوت دین کرے بحکم علیم
کیا ابن عمیر کو ہمراہ / نام تھا انکا مصعب ذیجاہ
کیا مصعب نے امر دین جاری / اور مدینہ مین رہے وہ انصاری
دیکھے اسلام کے جو فرع و اصول / کیا اکثر نے دین حق کو قبول
پس بتائید حضرت قادر / ستر انصار پھر ہوئے حاضر
یعنی ہر اک نے بار بار کیا / عہد و پیمان استوار کیا
جان و دل سے ہین ہم سب آپکے ساتھ / آزما لیجیے ہماری بات
گر چڑھائی کرینگے وان کافر / ہم لڑائی مین بھی نہین قاصر
جان و مال آپ پر کرینگے نثار / ہین وہ دشمن اگر تو ہم انصار
آپ نے اذن عام فرمایا / لطف و شفقت کو کام فرمایا
یان سے ہجرت سوے مدینہ کرین / [illegible]نکو کارونسے مدتی کرین
سب بتدریج ہوگئے راہی / نہوئی دشمنونکو آگاہی
نہ پسند آیا یون چلے جانا / کہ نہین ہے یہ کام مردانہ
آپنے زیب تن کیے ہتھیار / کیا تلوار کو گلے کا ہار
سوے کفار پھر کیا یہ خطاب / پوچھنے والے ہون تو دین جواب
جوش مردی اگر کسی مین ہو / روک لے مجھکو جسکے جی مین ہو
کرے عورت کو اپنی بے شوہر / اور اطفال کو بغیر پدر
ایسی تھی دلخراش یہ تقریر / کام کرتی تھی دلمین مثل تیر

یہ جو سات آدمی جدید آئے / بے ایمان تو مرد آئے
کی ہر اک نے حضور سے بیعت / اور یون عرض کی بوقت رخصت
وہ سکھائین طریقہ اسلام / جاری ہر جا ہون دین کے احکام
خوش ہوئے سنکے یہ جناب رسول / عرض نے پایا اوج قبول
پھر سے اہل مدینہ با دلشاد / لائے مصعب کو ساتھ حسب مراد
ہوگئے جاری دین کے احکام / ہوا شائع طریقہ اسلام
جب نبوت کا تیرھوان سال / تھا ترقی پہ دین کا اقبال
داعی حق نے دینکی دعوت کی / لائے اسلام سب نے بیعت کی
گر مدینہ مین لائے تشریف / ہوگی لیکن حضور کو تکلیف
وان نہین دشمنونکا خوف و خطر / ہونگے ہم ہر طرح سے سینہ سپر
جان و دل سے کرینگے ہم نصرت / ہونگے ہر گز نہ قاصر الخدمت
جبکہ انصار نے دم بیعت / کیا یہ عہد اور ہوے رخصت
کہ صحابی مکے یہان رہین / رات دن ظلم کافران سہین
سنکے اصحاب نے یہ جان پائی / تیر کفار سے امان پائی
لیکہ فاروق ذیجاہ کی ہجرت / رنگ فاروقیت نے کی حرکت
ہوا جوش شجاعت و غیرت / کر کے صرف دلیری و ہمت
جیسے جاتا ہو کوئی بہر طواف / کیا کعبہ کا پہلے آکے طواف
عزم اپنا نہین چھپاتا ہون / مین عمر ہون یہان سے جاتا ہون
لیکہ اسکا ہے خیال نبرد / جسکو دیکھو [illegible]
وہ کرے آکے سامنا میرا / نہین آسان مقابلہ میرا
سننے والونکو غیرت آتی تھی / جان ہیبت سے نکلی جاتی تھی

پر تجاہل مین سے ٹالدیا | سنکے سب انسنی مین ڈالدیا
کون فاروق کا مقابل تھا | شیر کے آگے کون بزدل تھا
عزم رفتن کیا دلیرانہ | گئے سوے مدینہ مردانہ
ایک صدیقؓ دوسرے حیدرؓ | رہے حاضر حضور پیغمبرؐ
رنج تھا انسے کافرونکو کمال | تھا انھین زیادہ سبکو ملال
پس انھین بھی یہ بات تھی منظور | کہین ہوجاوین کافرونسے دور
جب رسول خدا سے ذکر آیا | آپنے لطف سے یہ فرمایا
تم ہو قابل مری رفاقت کے | تم سزاوار ہو معیت کے
سنی تقریر جب یہ حضرت کی | اور بشارت ملی رفاقت کی
تھا یہی عین مدعا اُسکا | دور رہنا پسند اُسے کب تھا
بنے آئی وہ ساعت مسعود | پھر ہجرت ہوئی تھی موجود
یعنی کفار مکہ کو تھا عناد | تھی شب و روز فکر تازہ فساد
مشورت کے لیے ہوے یکجا | دار ندوہ مقام شورا تھا
مشورت تھی ہر ایک کو یہ ملحوظ | فکر اس کام مین تھی [illegible]
شمع دین کو بجھانے کیونکر | قلعۂ دین کو ڈھاے کیونکر
خانۂ مشورت تھی سب [illegible] | تھے اسی فکر مین وہ شب ذات
ہوگیا اُس گروہ مین [illegible] | اہل شورا مین ہوگیا شامل
کیا مشورت کو [illegible] | تاکہ افشا کسی پہ ہو یہ راز
مجکو معلوم ہو وہ سب احوال | میرے آنیکا کچھ کرو نہ خیال
نہین [illegible] سے مجکو کچھ سرکار | ساکن نجد ہون مین تجربکار
سنکے خوش ہوے دشمن لعنت | اُسکے آنیکو سمجھے بازی بخت

خوب سمجھے سو عمرؓ نہ بڑھے | خیر سمجھی کہ اُمین شر نہ بڑھے
جب ذرا بھی کوئی خبر نہوا | متوجہ سوے عمرؓ نہوا
الغرض سب چلے گئے شتاب | [illegible]رف کو مدینے سے اصحاب
چونکہ صدیقؓ تھے رفیق خاص | جان نثار و معین بصد اخلاص
انسے ہر بات مین اٹکتی تھی | سب کی آنکھون مین یہ کھٹکتے تھے
کیا سامان سفر کا سب تیار | تھا جو کچھ زاد و راحلہ درکار
کیون نہ عجلت ہو عزم ہجرت | کیا عجب ہے مری معیت ہو
حکم کا انتظار ہے مجکو | رہنا یان ناگوار ہے مجکو
خوش ہوا دو رفیق خاص ص | یار غار رسول با اخلاص
تھی حضوری بجان و دل منظور | پس توقف کیا بحکم حضور
پیشتر ہو گئے وہ سب بیتاب | ہوا ہجرت کا قصد جسکی شتاب
ایکدن وہ گروہ نا ہنجار | کافران قریش کے سردار
خاص تھا بہر مشورہ وہ مقام | دار ندوہ اسی سبب تھا نام
حق پرستی ہو کیونکر مسدود | دین اسلام کا رہے نہ وجود
ذات احمدؐ پہ سایہ افساد | منہدم کس طرح ہو بنیاد
آگیا ابلیس مورد لعنت | بنکے اک پیرمرد کی صورت
یون جو ابلیس کا گزر ہوا | اہل شورا کو ناگوار ہوا
تب یہ ابلیس نے کیا اظہار | جن خیالون مین تم ہو مشورہ کار
رہنے مین تم سبھون کی سنلونگا | بعدازان نیک مشورہ دونگا
تجربہ سے ہی پر مرا سینہ | ہون مین کار آزماے دیرینہ
حال شوری کا کر دیا اظہار | اپنے اگلے نکالے سارے بخار

عالم برزخ مین واویلا

(منقول)

یہ وہ زمانہ ہی کہ چرند وپرند - شجر وحجر - زہرہ ومشتری - شمس وقمر اور کچھ انھین پر موقوف ومنحصر نہین ہی کل مخلوق ارضی وسماوی اعتراف نبوت ورسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلمۂ شہادت ادا کر رہی ہی - خلقت انسانی کے وہ فائز المرام افراد جن کی نسبت اُس معبود حقیقی نے جس کے فہم وادراک سے عقول انسانی وملکوتی عاجز ودرماندہ ہین +ہدی للمتقین الذین یومنون بالغیب، فرمایا ہی - ہر وقت وہر حالت مین اس بات کے منتظر رہتے ہین کہ جہان ہمارے پیارے نبی ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کا قطرہ ٹپکے وہان اپنا خون گرادین -

اخلاق محمدی نے ہر ایک قلب کو مسخر کر لیا ہی - سوائے منافقین کے جسکو دیکھو مدینہ سے مکہ تک اسلام کا سچا مطیع ومنقاد ہی - تابعداری اور فرمانبرداری کا جو حق ہی اُسکو مطیع الامروان نے پورے طور سے ادا کرکے بتا دیا ہی کہ ہم سچے جان نثار ہین - دریا مین ڈھکیل دو تو انکار نہین ہے آگ مین پھاندنے کا حکم دو تو عذر وتامل نہین - علاوہ ازین جان فروشی کے اس قسم کے دعوے محض قولی حد تک محدود نہ سمجھنا چاہیے - بلکہ میدان عمل مین بارہا امتحان دیے ہین - اُنکو حب اسلامی نے اتفاق واتحاد مین باوجود کثرت قالب یکجان بنا دیا ہی - ہر شخص کی ایک ہی غرض ہی اور بس -

اگرچہ معاندین ومخالفین نے جن کے ظاہری وباطنی حواس بمصداق *ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوہ، بیکار ومعطل ہو چکے ہین - زور وقوت کے ہر ایک پہلو سے سعی وکوشش کرکے چاہا کہ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزنما اثر کو نقصان پہونچا کے ترقی اسلام کا سدباب کر دین

+ راہ بتاتی ہے ڈر والون کو جو یقین کرتے ہین بن دیکھے -

* اللہ نے (منکران کے) دلونپر اور کانونپر مُہر کر دی ہی اور اُن کی آنکھون پر پردہ (ڈالدیا) ہے -

مگر تائید غیبی کے مقابلہ مین کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی۔ اور آیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا
وعدہ خداوندی بغیر پورا ہوئے نہ رہا۔

یہ انسان ضعیف البنیان کی خام خیالی ہی کہ خلاف قضا وقدر اپنی تدبیرون کی دُھن مین گردان
ہی۔ اسوقت مسلمانون کی جماعت کا نہم بنیان مرصوص کی مصداق ہی۔ کوئی قوت اس جماعت کو
تتر بتر نہین کرسکتی۔ جس مرسل صادق نے اپنی زبان مبارک سے کل مومن اخوۃ کا افسون پھونک
کر اس جماعت کی شیرازہ بندی کردی ہی وہ ان مین موجود ہی۔ اُسکے اثر حقہ کو کوئی بشری طاقت مٹا
نہین سکتی۔ اُسکے دربار نصفت شعار مین اعلیٰ۔ ادنیٰ۔ غریب۔ امیر۔ شاہ وفقیر کا ایک درجہ ومرتبہ ہی
کوئی فرق وامتیاز نہین ہی۔ جسکو دیکھو ایک ہی رنگ مین رنگا ہوا ہی۔

جو شقی ازلی تھے یا جن کے دلون کو بغض وحسد کی آگ نے جلا کر خاک کر دیا تھا وہ اپنی عداوتون
مخالفتون کا قریب قریب کمال ذلت و خواری اور بے انتہا نقصانون کے ساتھ اکثر نتیجہ بھگت چکے
ہین۔ اور جو کچھ باقی ہین اُنکو یقین ہی نہین بلکہ حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو چکا ہی۔ کہ ہمارے ہی ظاہری
تعصب اور کھلی ہوئی عداوت نے مسلمانون کے غیظ وغضب کو جوش دلا کر انتقام پر آمادہ کر دیا ہی
اور ہماری بیجا مخالفت اُنکے زور و قوت کو ترقی دلا رہی ہی۔

حالت منافقین

سال نہم ہجری فتح مکہ کے بعد کفار مکہ کی بغاوت کا چراغ گل ہوگیا۔ گروہ مخالفین معاندین
جس نے بصدق دل اسلام قبول کر لیا بچگیا۔ ورنہ سب تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ مکہ و حوالی
مکہ مین کوئی کافر و مشرک باقی نہین رہا۔ بہت سے منافقین بھی فی النار والسقر ہو چکے ہین۔ مگر
رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول مع اپنے چند خاص رفقا کے زندہ ہی۔ اور
جو لوگ ہیا شئی اسلام سے ناواقف مین ان تربیافتہ منافقین نے اُنکو مطلق یقین بنا رکھا ہی۔ عبداللہ

ترجمہ اور تو نے دیکھا اللہ کے دین (اسلام) مین لوگ فوج فوج داخل ہو رہے ہیں

ابن ابی مدام رشک وحسد کی نگاہ سے ترقی اسلام کو دیکھ کے سینہ کباب رہتا ہی۔ جب کسی موقع پر مسلمانون کو اتفاقیہ کوئی نقصان پہونچ جاتا ہی اُسوقت اُسکی مسرتون کا کوئی اندازہ نہین کر سکتا۔ باوجودیکہ اس شقی ازلی نے بیشمار ایسے واقعات معائنہ کیے ہین جو صداقت نبوت اور حقانیت اسلام پر آفتاب سے زیادہ روشنی ڈالنے والے ہین۔ مگر اس شقاوت شعار کے تاریک قلب پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ البتہ آتش رشک وحسد کو ضرور اشتعال ہوتا رہا۔ اور وجہ اسکی وہ ہی ہی یعنی دنیاوی رفعت ومنزلت کے چھن جانے سے ہمیشہ نعل در آتش رہتا تھا۔ اگر اسکی تدبیر سے مسلمانونکو احیاناً کوئی نقصان پہونچتا ہی تو بدنصیب اپنے دلی صدمات کا انتقام تصور کرتا ہی۔ مگر فی زمانہ دلی حزن والم تپ دق سے مبدل ہو گیا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ کمبخت اب قیہ مکان سے بہت کم باہر آتا ہی۔

شروع شوال سنہ ۹ھ ہی۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بستر بیماری پر پڑا ہوا ہی۔ اور اب اُسکو یقین ہوتا جاتا ہی کہ موت کے چنگل سے نجات پانے کی کوئی صورت نہین ہی۔ اسی باعث جو رفیق تیمارداری کو آتے ہین اُن سے عبداللہ بن ابی کے طرز تکلم کا زیادہ تر حصہ ہوتا ہی وہ مایوسانہ انداز لیے ہوتا ہی۔

عبداللہ بن ابی کی عیادت اور باہمی مکالمہ

آج ۲۵ ماہ شوال سنہ ۹ ہجری ہی۔ ثعلبہ بن حاطب۔ وجاریہ بن عامر وجذام بن خالد وعباد بن حنیف وتجاد بن عثمان۔ گروہ منافقین کے ارکان اعلی سے پانچ افراد ابن ابی کی تیمارداری کو موجود ہین۔ ہر شخص کی زبان پر یہی کلمہ ہی "کہو دوست کیا حال ہی"

ابن ابی۔ کچھ نہ پوچھو۔ مرتا ہون۔

جذام۔ نہین جی۔ تم بھی کیا برا کلمہ منہ سے نکالتے ہو۔ بخار ہی جاتا رہیگا۔

ابن ابی۔ آہ بخار نہین پیام اجل ہی جو جان لیکے ٹلیگا۔

جذام۔ سب وہم ہے۔

ابن ابی۔ کیا تمکو شک ہے۔ سچ جانو میرے دل وجگر کو صدمات نے اس قابل ہی نہین چھوڑا کہ زندہ رہنے کی توقع کر سکون۔

بجاد۔ یار اسوقت تو تم بہت بیٹے پن کی گفتگو کرتے ہو کیا آج رات کو کوئی خواب دیکھا ہے۔

ابن ابی۔ مین سچ کہتا ہون۔ ہیٹے پن کی گفتگو نہین کرتا۔ آہ تم خود دیکھ رہے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ) اور اُن کے اصحاب دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہے ہین۔ تم بجاے خود جو جی مین آئے سمجھو اور کہو۔ مگر مجھسے تو ہرگز نہین دیکھا جاتا۔

ثعلبہ وابن عامر۔ ہونہہ۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ ہم بھی اپنی تدبیرون اور فکرون سے خالی نہین ہین

ابن ابی۔ یہی تو سریح غلطی ہے۔ کہ ہمکو اپنی تدبیرون اور فکرون پر باوجودیکہ اسوقت تک کوئی ایسی کارگر نہین ہوئی۔ تعلی ونا زیبا ہے۔

ثعلبہ۔ یہی خیالات تو ہمت کو مٹانے اور حوصلہ مندی کا خون کرنیوالے ہین۔ اپنا تو یہ قول ہے کہ ہمت نہ ہارنا چاہیے۔ اگرچہ کامیابی نہ ہو اور ہر ایک تدبیر اُلٹی پڑے۔ مگر جب ہم ایک کام کے پیچھے لگے رہین گے۔ ممکن نہین کہ حسب مراد کار برآری نہ ہو۔

ابن ابی۔ میرا یہ منشا نہین ہے کہ حوصلہ مندی وجرأت کو خیرباد سنا دیا جائے۔ اور بالکل سکوت اختیار کر کے مسلمانون کی طرف سے غافل ہو جائین۔ نہین۔ بلکہ مین نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا ہے میرے دل وجگر مین ناسور پڑ گئے ہین۔ میرا کام تمام ہو چکا ہے۔ اور اسکو مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ واقعی امر یہی ہے جیسا مین نے عرض کیا۔ مجھکو زیادہ صدمہ یہی ہے کہ جس قدر تدبیرین ہم لوگ کرتے ہین سودمند ہونا تو درکنار سخت تر مضر پڑتی ہین۔

ابن عامر۔ یہ ارشاد آپ کا بالکل صحیح ہے۔ مگر فی الحال ابو عامر کی تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانون کی قوت وجمعیت کا قلع قمع ہوا چاہتا ہے۔ کیونکہ جو معاملہ تبوک پر پیش آیا ہے اُسنے رومیو نکو جوتا کر دیا ہے۔ اُنکے جوش انتقام کی کوئی انتہا ہی نہین۔ اُنھون نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک مسلمانون کا استیصال نہ کرلین اُسوقت تک بفکری کے ساتھ خورونوش اور راحت وآرام حرام

ابن ابی ۔ اول تو سب غلط ۔ اور اگر کچھ اصلیت تسلیم ہی کر لیجائے تو ان خبرون کو غفلت تسلی سے زیادہ اہمیت نہین دیجا سکتی ۔

جذام ۔ میرے پیارے دوست ! کیا تم نے شام کے نصاریٰ کی حالت کو عرب کے یہودونصاریٰ پر قیاس کر لیا ہی ۔ قسم ہی خدا کی وہ اپنی دُھن کے پکے ہین ۔ اُنکے پاس بیشمار دولت ہی ۔ اُن کی جنگی فوجون کا شمار نہین ہی ۔ اُنکے بہادر اور سرفروش سوائے مارنے اور مرجانے کے اور کچھ سیکھے ہی نہین ۔ اُنکی جنگی نقل و حرکت باقاعدہ ہی ۔ وہ میدان رزم کے طریقون سے پورے طور پر واقف و ماہر ہین ۔ عرب کے خانہ جنگیون سے اُنکو کوئی مناسبت نہین ہی ۔ اُنکے آلات حرب جن کو فتح کی کنجیان کہنا چاہیے ، پٹے پڑے ہین ۔ ہر ایک جنگجو لوہے کی مجسم تصویر ہی ۔

ابن ابی ۔ یہ سب خواب و خیال کی باتین ہین ۔ میرے جراحت قلب کے اندمال کو ہرگز کافی نہین ہو سکتین ۔ آپ لوگ میرے اس قول کو لکھ رکھین ۔ جب تک ابن عبدالمطلب (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھون مین اسلام کی باگ ہی مسلمانون کو دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہین کر سکتی اور نہ برداشت کر کے اُنکو کسی قسم کا نقصان پہونچا سکتی ہی ۔ یہ میرا خیال اور دعوے کمال تجربہ کی بنا پر ہی ۔

ثعلبہ ۔ گو مین آپکے قول و خیال کی تردید نہین کر سکتا ۔ مگر ابو عامر نے مجھکو یہی لکھا ہی کہ تم لوگون کا یہ معاہدہ قائم رہنا بہت ضروری ہی ۔ چند ہزار مسلمان لاکھون اور کروڑون مخالفون کا مقابلہ نہین کر سکتے ۔ اگرچہ روم و شام کے نصاریٰ کو عرب کے باشندون سے کوئی تعرض نہ تھا مگر مسلمانون نے خود پیش قدمی کر کے اُنکو جوش دلایا ہی ۔ اسکے سوا ابو عامر نے یہ بھی لکھا ہی کہ رئیس فلسطین کے نصاریٰ نے اپنے وفد بمقابلۂ اسلام متفقہ کوشش کرنے کی نیت سے سلطنت ایران مین بھی روانہ کیے ہین ۔ اور اُنکو بھی اسلامی خطرہ کی اہمیت کا یقین دلایا ہی ۔

ابن ابی ۔ افسوس تم نے سب کچھ اپنی آنکھون سے دیکھ لیا ہی ۔ اور دیکھ رہے ہو ۔ اور پھر بھی بچون کی سی باتین کرتے ہو ۔ سنو ۔ اسلام نے جو اخوۃ قائم کی ہی ۔ اسکے لیے نہ آلات حرب کارآمد ہین اور نہ دنیا بھر کی دولت سے کام نکل سکتا ہی ۔ ایران و طہران کے مجوسیون روم و شام کے نصاریٰ

سے اگر اتفاق ہی کرا با تو کیا ۔ واللہ سب بیکار۔ اس لیے کہ جو قومی عصبیت آج اس جماعت کو میسر ہے وہ دنیا کی کسی قوم کو نصیب نہین ہو سکتی۔ کیا تم لوگون نے کسی تدبیر کو اٹھا رکھا؟ بولو۔ انصاف سے جواب دو۔ ابتدا ہی پر نظر ڈالو۔ کیا اس قلیل جماعت کے نیست و نابود کر دینے کیلیے تمام عرب کے بہادر و سورما کم تھے۔ بتاؤ۔ اُنھون نے مخالفت کر کے کیا خمیازہ بھگتا۔
سمجیا د۔ یہ ارشاد آپ کا بہت درست اور بجا ہی۔ اسکی بابت ہم سب بالاتفاق کہہ سکتے ہین کہ جو قومی عصبیت مسلمانون نے اسوقت حاصل کی ہی اسکی نظیر کمیاب نہین بلکہ فی زمانہ نایاب ہی۔
ابن اُبی۔ اسی لیے مین نے یقین کر لیا ہی کہ اگر تمام دنیا کے جنگجو متفق ہو جائین تو مسلمانو نکا کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ ہان چند تدبیرین ایسی ہین کہ جنکو مین نے شب و روز کی فکرون مین مبتلا رہ کر اپنے ذہن مین قائم کر لیا ہی۔ وہ کسی طرح پٹ نہین پڑ سکتین ۔ اگرچہ یہ بھی مین نے خوب اچھی طرح سے سمجھ لیا ہی کہ مین اپنی زندگی مین مسلمانونکو ذلیل و خوار نہین دیکھ سکتا۔ میرا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا۔ میری زندگی کے دن بہت کم باقی ہین۔ اب مین زندہ نہین رہ سکتا۔ البتہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات تک زندہ رہجاتا تو آپ لوگ ملاحظ فرماتے کہ مین کیسا کار نمایان کرتا لیکن سوائے حسرت و افسوس کے اور کچھ چارۂ کار نہین ہی۔ صبح شام کا مہمان ہون۔
ثعلبہ (قطع کلام کر کے) مزن فال بد کہ آورد حال بد۔ ان واہیات خیالات سے تمکو اپنا دماغ پاک و صاف کر کے اپنے احباب مثل۔ بخرج۔ زید۔ ثعلبہ۔ معتب۔ ابو حبیبہ۔ ودیعہ۔ ابن عامر کے دونون بیٹون کی محنتون اور کوششون پر اظہار مسرت کرنا چاہیے۔
ابن اُبی۔ بڑے افسوس کا مقام ہی۔ جس حالت مین تمکو یہ عقدہ حل ہو چکا کہ مخالف کی ظاہری مخالفت مسلمانون کے نقصان کا باعث نہین ہو سکتی۔ پھر بھی انھین بے سود کوششون مین تضیع اوقات کرنا حماقت نہین تو کیا ہی۔ اب تو ہمکو صبر کر کے وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے مسلمانون کی آیندہ نسلون مین نفاق و شقاق کی بنیاد قائم ہو کے اتفاق و اتحاد کو ملیا میٹ کر دے۔ اور جو قومی عصبیت آج نظر آ رہی ہی اُسکا انحصار صرف قصہ کہانیون تک محدود ہو جائے

میرے دوستو! تم غور کر کے دیکھو۔ اگر ہمنے دوا دوش کر کے جدال و قتال کے اسباب بہم پہونچا بھی دیے تو اسکا کوئی مفید نتیجہ نہین ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات مین بساط معرکہ قائم کر کے کوئی جنگجو قوم مسلمانون سے عہدہ برآ نہین ہو سکتی ہے۔ اور میرا یہ خیال ہے کہ اگر اخوۃ اسلامی یونہین موجود رہی جیسی کہ قائم کی گئی ہے تو ایک روز وہ بھی آنیوالا ہے کہ مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک مسلمانون کی حکومت کا سکہ بیٹھ جاویگا۔ ہان اگر اخوۃ اسلامی اور عصبیت قومی کی چولین ڈھیلی پڑ گئین تو پھر کوئی خطرہ باقی نہ رہیگا۔ اب مین جن تفکرات مین مبتلا ہون۔ اور جن امور کا انصرام اپنے مرنے سے پہلے چاہتا ہون وہ بھی ملاحظہ ہون۔

جاریہ بن عامر- آپ ارشاد فرمائین۔ ہم بہت غور کے ساتھ سنینگے۔ بلکہ آپ کی مجوزہ تجویز و تدبیر پر عمل بھی کرین گے۔

ابن ابی- میری رائے ہے کہ روش سابقہ کو چھوڑ کے اسلام کر لینا چاہیے۔ اور آیندہ بھول سے بھی اُن تدبیرون کو کام مین نہ لانا چاہیے جنکا بارہا تجربہ سے بے سود و غیر مفید ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ فی الحال ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمکو ایک انجمن قائم کرنا چاہیے جسکی تمام کارروائیان مخفی ہون اور جو اصول انجمن کے لیے ایسے ایجاد کیے جائین کہ حسب موقع و محل ہون جسکے اجرا ہونے سے مسلمانون مین تفرق کی بنیاد قائم ہو جائے۔ اگر حزم و احتیاط کیساتھ ہمارے مجوزہ اصولون پر عمل کرنیوالے میسر آ جائینگے تو ایک دن مسلمان اپنی آنکھون سے دیکھ لین گے کہ وہ خود اپنے ہاتھون سے اپنے پاؤن مین کلھاڑی مار کر گرفتار رنج ہوئے ہین آپ کو معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قومی عصبیت اور حب اسلامی قائم رکھنے کی غرض سے مدام اپنے اصحاب کو یہ وعید سناتا رہتا ہے* اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم۔ بس کارکنان انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ جہان تک ممکن ہو۔ مسلمانون مین تنازع اور جھگڑے پیدا کر کے اتحاد کو مٹائے تاکہ وتذہب ریحکم کی وعید پوری ہو جاوے [illegible]

* حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا اور آپس مین نہ جھگڑو پھر تم بزدل ہو جاؤ گے اور جاتی رہیگی ہوا تمہاری۔

ہر طرح سے جانچ کرلی ہے۔ ظاہری مخالفت اور تعصب اسلام کی ترقی کا اصلی راز ہے کیونکہ اس سے مسلمانوں میں جوش اور اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور سب اکیلے ہوکے مقابلہ کے لیے طیار ہوجاتے ہیں۔ ہاں غافل بناکے اور دوست بنکے جوکچھ بھی مسلمانوں کو نقصان وضرر پہونچایا جائیگا اُس میں ہرگز ناکامی نہ ہوگی۔ اس لیے میں نے مدتوں اس بات پر غور کرکے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس قدر کوشش کیجائے وہ دو باتوں کے متعلق ہو۔ اول اسلامی اتحاد میں اس درجہ فتور ڈالا جائے کہ پھر کسی تدبیر سے باہمی صفائی و مصالحت نہ ہوسکے دوم جس طریق اور ترکیب سے ممکن ہو مسلمانوں کو اسلامی اصول سے غفلت بے رغبتی اختیار کرانے میں انتہا سے زائد سعی کی جائے۔ اس صورت میں پیشین گوئی بالکل مناسب حال مسلمانوں کے ہوگی÷ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم آیندہ جو تجویز آپ صاحبان کے ذہن میں آئی ہو اسکو بھی اسوقت ظاہر کردینا مناسب ہے۔

چونکہ عبد اللہ بن اُبی نے جو تدبیر سوچی ہے حصول مقصد کے بابت اسکے تیر بہدف ہونے میں کوئی شک ہی نہ تھا۔ اس لیے بالاتفاق جملہ سامعین کی زبان سے بیساختہ یہ کلمہ نکلا۔

"صدقت یا ابا حباب ۔ اے حباب کے باپ تو سچ کہتا ہے"

ثعلبہ۔ بس اب زیادہ تاب انتظار نہیں ہے۔ جس حالت میں آپ نے یہ تجویز ٹھہرائی ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے تو اُسکے واسطے جن اصول کی ضرورت ہوگی یقین ہے وہ بھی آپ نے تجویز کرلیے ہونگے۔ لہذا اُنکو بھی بعجلت بیان فرمائیے۔

ابن اُبی (داڑھی پر ہاتھ پھیر کے) ہاں۔ میں نے تفرقہ اندازی کے اصول قائم کرنے میں اپنی جانب سے کوئی کمی اُٹھا نہیں رکھی۔ مگر قبل اس سے کہ وہ سالا پیش خدمت احباب کیا جائے۔ اوّل ایک مختصر تمہید ملاحظہ ہوجائے۔

اُسکا علم تو جملہ احباب کو ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول ہے کہ انک میت وانھم میتون

÷ اللہ اپنی مہربانی اور نگہبانی سے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا جو ہمیشہ اسکی طرف سے ہی ہے جبتک وہ اپنی چال نہ بدلیں

یہ خطاب خداوندی خاص میری نسبت ہی۔ پس جس سال کے ماہ مین او ماہ کے (ن) مبارک دن مین یہ واقعہ پیش آئے۔ اُسکا علم نہ مجھکو ہوا ورنہ آپ کو۔ چونکہ یہ ایک امر شدنی ہی۔ اسلیے اوس نادر موقع کے لیے ہم کو پہلے سے طیاری کرلینا مناسب ہی۔ اب اگر یہ سوال کرو کہ وہ طیاری کس قسم کی ہی؟ اُسکو مین اُس دستور العمل مین بتاؤنگا جو اُس خفیہ انجمن کے واسطے تجویز کیا ہی۔ فی الحال سب امور سے اول یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ جس وقت واقعۂ وفات پیش آئیگا۔ ضرور کوئی جانشین اور خلیفۂ رسول مقرر کیا جائیگا۔ ہوشیاری اور چالاکی یہ ہی نام ہی کہ اُس کارآمد اور زرین موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جائے (ٹھنڈی سانس بھر کے) افسوس مین زندہ نہ ہونگا۔

بجاد و ثعلبہ - ہونھ۔ پھر وہی بدفالی کا کلمہ مُنہ سے نکالتے ہو۔

ابن اُبی - آہ۔ مین سچ کہتا ہون۔ میرا کام تمام ہو چکا ہی۔ زمانہ مفارقت دائمی بالکل قریب آگیا ہی۔ مگر ہرچہ بادا باد۔ وہ کام کرکے جاؤنگا جسکا دفعیہ مسلمانون سے قیامت تک نہ ہو سکے گا۔

جاریہ - اگر حسب خواہش آپ کے کاربرآری ہوئی تو میرے دوست ایسا مرنا ہرگز قابل تاسف نہین بلکہ ہزار زندگی سے بہتر ہی۔

ابن ابی - یہ سچ ہی۔ مگر اُس وقت کہ مجھکو میری مرضی کی مطابق کام کرنیوالا بھی میسر ہو جائے۔

جذام - آپ ارشاد تو فرمائین۔ کام کا آدمی بھی تلاش کرلیا جائیگا۔ من جد وجد

ابن اُبی - اچھا ملاحظہ ہو۔ کارکنان انجمن کے لیے اصول ذیل کا پابند ہونا ضروری ہی۔

اول - بروقت تقرری جانشین پیغیبر ہمارا یا ہمارے کارکن کا یہ فرض ہی کہ بمقابلہ جانشین کوئی زید و بکر دعویدار خلافت پیدا کیا جائے۔ اور یہ کام اس خوبی سے انجام دیا جائے کہ کارکنان انجمن کی ادنی ادنی کارروائی کی نسبت بھی کسیکو بدگمانی کا موقع نہ ملے

دویم - چونکہ ہم بارہ رفیق ہین اور گو ذریات ہماری بہت ہی مگر بدنامی کا ٹیکہ ہین بارہ آدمیون کے ماتھون پر لگا یا گیا ہی۔ اس لیے جو لوگ ہماری انجمن مین داخل ہوکے ہمارے ہمنوا

کی اشاعت کا پختہ وعدہ کریں اُنکے نشان شناخت ثم ثنا عشر مقرر کیا جائے۔ جب تک مسلمان میں انجمن کے پہلو بہ پہلو ہمارا اشتہار بھی اپنی تیز رفتاری دکھاتا رہے۔ باقی شایع کنندگان اہل کی لیاقت قابل تحسین و مدح اُسوقت سمجھی جائیگی کہ یہ بالامتیاز شعار کو آئینہ عاملین خوشی سے ساتھ قبول کرکے اختیار کریں۔

سوم جہانتک ممکن ہو کذب و دروغ کا مرتبہ صدق و راستی سے بالاتر ثابت کرکے شایع کیا جائے۔ بلکہ اسکو اپنے مذہب سے اسلام کی ایک اہم مسئلہ قرار دیا جائے۔ تاکہ کارکنان انجمن کو اپنے اقوال و افعال میں تبدیل و تغیر کرنے کی گنجایش اور آسانی رہے۔ اور مخالفین کو کسی وقت افراد انجمن خفیہ کو ملزم بنانے کا کوئی پہلو نہ مل سکے۔ اور جب کذب اور دروغ شامل حسنات کر دیا گیا تو اُسکا نام تقیہ رکھنا چاہیے۔ یہی حصار تقیہ مخالف کے حملہ و تشنیع سے بچانے کیلیے از بس کارآمد ہوگا۔

چہارم۔ کارکنان انجمن کو نہایت زور سے اُس فریق کی طرفداری کا فرضی ثبوت ہر ایک فعل و حرکت سے دینا ہوگا جسکے مد مقابل جانشین بنایا جائے۔ مگر طرفداری اس طریقہ سے ادا کیجائے کہ مدعی مفروضہ کو مطلق علم نہ ہو۔ ورنہ موجب خرابی ہو۔ کیونکہ ہماری بیجا طرفداری کا راز آشکارا ہوگیا تو سب بنا بنایا کام بگڑ جائیگا۔ وجہ یہ کہ اِسوقت اخوۃ اسلامی کی جڑیں مضبوط و مستحکم استوار ہو چکی ہیں کہ انپر حملہ کرنے میں عجلت سے کام لیا گیا تو ہرگز کاربراری نہوگی۔ یہ تصور کرنا کہ مسلمانوں کی قومی عصبیت کا استیصال جلد ہو جائیگا۔ ہاں اگر بسہولت اور کمال اخفا سے کارروائی جاری رکھی گئی تو ضرور کارکنان انجمن کی کوشش بار آور ہوگی۔

پنجم۔ اوامر و نواہی کے متعلق اپنے اختیارات کو وسعت دیجائے۔ اس تدبیر کے اختیار کرنے سے تفرقہ پردازی کی بنیاد قائم کرنے میں بہت بڑی امداد ملیگی۔ اسکے سوا رجوعات زیادہ

مدینہ منورہ میں منافقین کا بہت بڑا گروہ تھا مگر بارہ منافقوں نے شدت نفاق سے ایسی شہرت حاصل کی تھی کہ عالیجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حق میں ارشاد فرمایا۔ ان فی امتی اثنا عشر منافقا لا یدخلون الجنۃ ولا یجدون ریحہا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط ثمانیۃ منہم

زیادہ اور بالخصوص کاہل و بیکار لوگون پر یہ افسون بجد مفید و موثر ہوگا۔ اور انکی کثرت سے ہماری جماعت کو خوب ترقی ہوگی۔ مگر اس اصول کی ذمہ داری وہی شخص کرسکیگا جو آٹھوین گانٹھ کمیت ہوگا۔

ششم۔ تفرقہ پردازی کی بنا قائم کرنے کی غرض سے جو مسئلہ زیر بحث لایا جا[ئے] اُسکی وہ شق جو اپنے منشیٔ مطلب و مقصد کو مرجح بنانے کے لیے موضوع [illegible] پیش کیجاتی ہین۔ اس غرض کے حاصل کرنے کے واسطے یہ ترکیب زیادہ کارآمد ہوگی کہ احادیث موضوعہ کا ذخیرہ پہلے سے تیار رکھا جائے۔ تاکہ ضرورت کے وقت دعوی فوراً [illegible] ہو سکے

ہفتم۔ جس قدر اسلامی اصول و مسائل ہین اُن مین کسی پورے طور سے غور کرکے حتی الامکان تبدل و تغیر سے کام لیا جائے۔ مطلب یہ کہ آیات قرآنی مین غلط تاویلین کرکے ہر ایک مسائل کی صورت بگاڑ دی جائے۔ اور جس حد تک اپنے مطالب و مقاصد کے اثبات مین [illegible] و معانی قرآنی مین گنجائش تحریف کی مل سکے اُس سے فائدہ اُٹھانے مین ہرگز [illegible] نکیا جائے۔ کیونکہ اس قسم کی ترکیبون سے مسلمانون مین باہم خوب سرپھٹول ہوگی اور [illegible] فرقہ بندیان ہوجائینگی۔ اور یہی ہمارا اصل مقصد ہے کہ تخریب اسلام کی صورتین پیدا ہون۔

ہشتم۔ ہمارے راز اور بھید اس درجہ مخفی رکھے جائین کہ ہرگز کسی غیر شخص کو علم ہو [illegible] [illegible] جنکی نسبت یقین کلی ہو جائے کہ خفیہ انجمن کے اغراض و مقاصد کے ثبوت [illegible] [illegible] اکمل پہنچائے اُسکو ان اصول کے اجرا پر مامور کرنے کی خاطر منتخب کیا جائے [illegible] [illegible] قابلیت۔ انداز کی نوجوان قواعد سے ہرگز واقف نکیا جائے۔ البتہ [illegible] ہوشیاری [illegible] عامیون کے عقائد مین فتور پیدا کرنا ہر تدبیر مکلمنہ سے کارکنان انجمن کا فرض [illegible]

نہم۔ چند واعظ اور مناد ایسے [illegible] کیے جائین جنکے زہد و تقوی کا [illegible] [illegible] یہ کام ہوگا کہ ہنگام وفات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قبائل عرب کو ور غلا[کر] [illegible] اسلامی سے انکار کرا دین تاکہ باہمی نزاع ہو کے خون خرابہ کی نوبت آجائے۔

دہم - ایک زمانہ وہ بھی ہوگا کہ بعض نادان جوشیلی طبیعت والونکی حماقت سے ان رازہاے مخفیہ کا افشا ہوجائیگا - اور نوبت بحث و مباحثہ تک پہونچیگی - جب یہ نامسعود وقت آئے تو بحث مباحثہ سے ہمیشہ گریز کیجائے - کیونکہ اس سے ہمارے رازدون کی بالکل پردہ دری ہوجائیگی اور اسرار مخفیہ پر برا اثر پڑے گا - اور جو لوگ ہمارے معتقد ہونگے اُن مین بدظنی پھیل جائیگی - اور جو اغراض اُنسے وابستہ ہونگی اُنپر پانی پھر جائیگا - باقی خم ٹھونک کے مقابلہ پر آنے کے واسطے بہت شد و مد کے ساتھ دعوی کیا جائے اور صورت بھی بنائی جائے - مگر موانع ایسے پیدا کیے جائین کہ مقابلہ کی نوبت ہی نہ آئے - لیکن اُس نامبارک وقت سے بچنے کے لیے ہمیشہ تہیہ و تاکید سختی کے ساتھ کرتے رہین - کیونکہ ہماری کارستانیون کی اصلی ترقی کا وہی ہوگا کہ جسمین ہمارے راز مخفی رہین گے -

یازدہم - شعبدہ بازی اور کہانت کا عوام کالانعام پر خوب ہوتا ہے - اس لیے جہانتک ممکن ہو ایسے کرتبون سے بھی اپنی ہوا باندھنے مین کام نکالا جائے - یہ تدبیر انجانت کم کم مؤثر ہوگی - بلکہ ناواقف جاہل اعجاز و کرامت ہی تصور کرین گے

دوازدہم - مالی طاقت کو ہر حالت مین ترقی دیجائے - اس سے غریب لوگون کی جماعت قابو مین رہ سکتی ہے - اور تمام مشکلات سخت سے سخت اسکی بدولت دور ہوجاتی ہین - غرض روپیہ مشکل کشا ہے - اور ایسے اخراجات جو ضروری ہین - اگر پہلے سے روپیہ جمع رہیگا انمین بھی وقت پر کوئی دقت پیش نہ آئیگی - بلکہ یہ بہتر ہوگا ایک بیت المال قائم کرلیا جائے تاکہ بہنگام ضرورت کشادہ دلی روپیہ صرف کیا جائے -

اگرچہ چند امور اور بھی میرے خیال مین ہین مگر اسقدر اہم نہین ہین کہ فی الحال اُن کو شامل اصول کرلیا جائے - البتہ جو شخص کارکن ہوگا اُسکے روبرو قابل تذکرہ ضرور ہین - اب آپ لوگ بھی بنظر غائر ملاحظہ فرمائین - اور جو امر لائق اصلاح ہو اُسکی اصلاح مین دریغ نکیا جائے اور کم و بیشی کا اختیار ہے - کیونکہ اب نہ وہ پہلا وقت ہے اور نہ مسلمان ایسے کمزور ہین - بلکہ تم

خود دیکھ رہے ہو کہ ہر بات مین ترقی ہو رہی ہی - اس لیے تدابیر سابقہ مسلمانون کو کچھ نقصان و مضرت نہین پہونچا سکتی ہین - اس لیے اُنکو خیرباد سنا دینا ہی مناسب ہی -

ان اصولون کو سُن کے جملہ منافقین کے چہرے خوشی سے چمکنے لگے - جب تک عبداللہ ابن اُبی خاموش نہین ہوا سب اُسکے منہ کو حیرت سے تکتے رہے - اسکے خاموش ہوتے ہی دفعتًہ نعرۂ خوشی بلند ہوا - پھر ثعلبہ بولا -

ثعلبہ - میرے دوست - تمھاری رائے تمھارے اصول موتیون مین تولنے کے قابل ہین قسم ہی خدا کی انکے اجرا کے بعد اسلامی مطلع بغیر مکدر ہوے نہ رہیگا -

بجاد - خدا علیم ہی - تمھاری تجویز بالکل صحیح و درست ہی - اور یہ وہ اصول ہین جنکے اجراء اور عمل درآمد کے بعد ضرور اسلامی بنیاد کھوکھلی ہو جائیگی اور مسلمانون مین باہم اختلاف و افتراق پیدا ہو جانا امر یقینی ہی -

جذام - واللہ - اسلامی ترقی کا سیلاب ایکدم رُک جائیگا - کیونکہ مسلمانون کو باہمی تنازعات ہی سے مہلت نہ ملیگی -

عباد - برب کعبہ - گو ان اصولون کی اشاعت کے وقت ہم موجود نہون گے - مگر ہمارے منشاء دلی کے مطابق انکے اثر مترتب ہونے سے ہماری روحین قبرون مین مسرت اندوز ہونگی -

جاریہ - حقیقت یہ ہی کہ جمعیت اسلامی کو تہ و بالا کر دینے کیلیے ان اصول سے بڑھکر اور کوئی تدبیر میسر نہین آسکتی - مگر ان اصولونکو عملی جامہ پہنانے کے واسطے ایک ایسا شخص تلاش کرکے بہم پہونچایا جائے - جسکی طباعی - ذہانت و فطانت کسی وقت اور کسی حالت مین کمزوری کو خیال مین نہ لائے - بلکہ اُسکی غیر معمولی ہوشیاری ان اصولون مین چار چاند لگا دے -

ابن اُبی - بیشک - یہ ارشاد آپ کا بجا اور درست ہی - تا وقتیکہ کوئی انتہا کا چالاک و ذہنی شخص میسر نہ آئیگا - ان اصول کی تکمیل غیر ممکن ہی - مگر یہ آپ کی سعی و کوشش پر منحصر ہی - خلاصہ یہ کہ ایک ایسا شخص بہم پہونچاؤ یا طیار کرو کہ جسکی مکاری اور شیطنت معلم الملکوت سے بڑھ چڑھکر ہو

اسکے سوا میرا خیال یہ بھی کہ اگر کسی چالاک یہودی کو جو اپنے مذہبی علوم مین بھی دست گاہ کامل رکھتا ہو منتخب کیا جائے۔ تو بہت مناسب ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے مسائل گڑھ گڑھ کے اسلامی عقائد مین ملاتا رہیگا۔ اور اس ترکیب سے باسانی صورت اختلاف پیدا ہونے کی قوی امید ہے۔

ثعلبیہ۔ واللہ۔ مجھے آپ کے خیال کی تائید مین ہرگز تامل نہین ہے۔ ضرور ایسا ہی ہونا چاہیے۔

جذام۔ اسکی انجام دہی مین اپنے ذمہ لیتا ہون۔

سجاد۔ اس ذمہ داری سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سو دو سو برس تک زندہ رہنے کی کوئی دستاویز آپ کے ہاتھ آگئی ہے۔

جذام۔ یہ مقدار عمر تو آپ نے میرے لیے اس کام کی اہمیت کا اعتراف فرماتے ہوے بہت ہی کم تجویز فرمائی ہے۔ مین تو قیامت تک زندہ رہنے کی دستاویز پیش کرنیوالا ہون۔

ثعلبیہ۔ میرے عزیز دوستو! یہ گفتگوے مذاق تو اور کسی وقت مناسب کے لیے تہ کر رکھو سر دست کار مرجوعہ کے متعلق غور و تامل ہو کے معاملہ کا تصفیہ قابل اطمینان ہو جانا ضروری ہے۔

جذام۔ مذاق نہین۔ مین سچ عرض کرتا ہون۔ جو اصول میرے دوست نے قائم کیے ہین۔ یہ میرے ہی زندہ رہنے کے واسطے دستاویز نہین ہین بلکہ تمام احباب کی دائمی زندگی کا انکو فرمان واجب الاذعان تصور کرنا چاہیے۔

ثعلبیہ۔ یہ آپ کا فرمانا بجا ہے۔ مگر اُسی حالت مین کہ ان اسرار خفیہ پر عمل درآمد کرنیکے لیے غیر معمولی قابلیت کا انسان میسر آجائے۔

جذام۔ میری نگاہ مین ایسا ایک شخص جو ہمارے اصول اور ارادون کی تکمیل مین ہماری وسعت خیال سے زیادہ کام کر گزرنے پہنچ گیا ہے۔ اس لیے مین نے اپنی ذمہ داری کا اظہار کیا ہے۔ اور جسوقت نام بتا کر آپ کو یاد دلاؤنگا۔ ممکن نہین کہ میرے انتخاب پر جملہ احباب صاد نہ کردین۔

عباد۔ تو کیا ابھی نام بتانے مین کچھ وقفہ درکار ہے۔ یا کسی ساعت۔ گھڑی۔ پل کا انتظار؟

جذام۔ نہین یہ بات نہین۔ بلکہ مین دیکھتا ہون کہ کسی کا ذہن اُسطرف منتقل ہوتا ہی یا نہین
اچھا سنیے۔ وہ عبداللہ المعروف بہ ابن السودا ہی۔ جو مجھسے نیزہ بازی سیکھنے آتا
ہی۔ جواب یہ ممکن نہین ہم آپ صاحب میری راے سے اتفاق نہ کرین
ثعلبہ۔ وہ تو میرا جانا بوجھا ہی۔ زہر کا بجھا ہوا ہی۔ غضب کا تیلا ہی۔ اور نہایت درجہ تیز
اور ذہین۔ وہب بن سبا یہودی کا لڑکا جو صنعا کا رہنے والا تھا۔
ابن ابی۔ مین نے بھی اُسے چند مرتبہ دیکھا ہی اُسکے بشرہ سے چالاکی و ہوشیاری عیان
ہی۔ اسوقت اُسکا تذکرہ ہونے سے خودبخود میرے دل کو مسرت ہوئی۔ اس لیے اب مین
اُس پیشین گوئی کے پورا ہونے کا جسکا دعوے میرے دوست جذام نے کیا ہی حق الیقین کے
ساتھ اقرار کرتا ہون۔
سجاد و عباد۔ سچ پوچھو تو یہ نہایت اعلیٰ درجے کا انتخاب ہی۔ اُس کی صورت کہے
دیتی ہی کہ عیار زمانہ بنے گا۔
ابن عامر۔ بے شک۔ اُسکے جوش غضب سے مین بھی واقف ہون۔ جب وقت بنی قریظہ
کے یہودیون کا مسلمانون کے ہاتھون قتل عام ہوا ہی۔ اُسوقت اس لڑکے کی عمر تہا بارہ
برس کی ہوگی۔ یہ دیکھ کے کہ اُسکی قوم کے آدمی قتل ہو رہے ہین۔ بجاے اظہار رنج و الم
اُسکے چہرے سے غضب و غصہ نمودار تھا۔ بار بار دانت پیس رہا تھا اور کہتا تھا "اے زمین و
آسمان کے حقیقی مالک۔ اے بنی اسرائیل کے سچے خدا۔ مجھکو اپنے ان خاص بندون کا عوض
و انتقام لینے کی توفیق عطا فرما۔ آہ۔ بڑا ظلم ہی۔ یہ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیے جا رہے ہین"
مین نے یہ کلمات اُسکی زبانی سنے تو پوچھا "تم کیا کروگے" بولا۔ ابھی تو مین کچھ نہین کہتا کہ
کیا کرونگا۔ مگر بدلہ پر دسترس ہونا شرط ہی۔ پھر کیا اُسوقت کسی قسم کی پہلوتہی کرونگا۔ تو بہ
وہ معاوضہ لیا ہو کہ دیکھنے والے عش عش کرنے لگین" غرض مین نے اُسی روز سے سمجھ لیا کہ
یہ لڑکا اپنے عنفوان شباب مین مسلمانون کے حق مین ضرور مضرت رسان ثابت ہوگا۔ اب

اسوقت اُسکا تذکرہ پیش آنے اور اُسکے انتخاب سے مجھکو اپنے خیال کی تصدیق ہوگئی - بڑا زہریلا ہے - اُسکے کاٹے کا منتر ہی نہین -

جدام - ابن السودا کی علمی لیاقت بھی اعلی درجہ کی ہے - نظم و نثر مین وہ رتبہ حاصل کیا ہے کہ بڑے بڑے شاعر و ادیب اُسکی فصیح و بلیغ تقریرون کے ششدر و حیران رہجاتے ہین - اپنی مذہبی تعلیم کا بھی اُسکو شوق ہے یقین ہے چندروز مین اُسکی قابلیت اعلی پیمانہ پر پہونچ جائیگی -

ابن اُبی - بس بس - ابن السودا کیلیے زیادہ تعریف اور مدح سرائی کی ضرورت نہین وہ ہمارے مقاصد کی تکمیل کے لیے ازبس موزون ہے - اسکے اندر بیشک ایسی قابلیت ہے اگر ہمنے اپنے منشا کے مطابق اُسکو طیار کرلیا تو مسلمانون کی قومی عصبیت کا شیرازہ ہرگز قائم نہ رہ سکیگا

جدام - اُسکو تو آپ طیار ہی تصور فرمائین - صرف دو چار باتین جو تجربہ سے متعلق ہین اوسکو سمجھا دی گئین تو سمجھلینا ابھی تو آفت ہے پھر قیامت ہو جائیگا -

ابن ابی - یہی میرا مقصد ہے - خواہ کیسا ہی لائق و ہوشیار آدمی کیون نہو مگر بغیر تجربہ کے سب بیکار ہے - اس لیے اُسکو پہلے سے وہ ضروری امور جتا کر جو ہنگام اجرائے اصول ہر حالت مین رکھنا پڑینگے - اُسوقت اطمینان ہوگا -

جدام - کل اسی وقت پھر سب حضرات تشریف لائین - مین ابن السودا کو لا کے حلبۂ احباب مین پیش کرونگا - وہ بہت خوشی سے اس کام کی سرانجام دہی پر کمربستہ ہو جائیگا - اور جو جو امور اُسکو بتائے جائینگے ہرگز فراموش نکریگا -

غرض یہ سب امور طے ہو جانے کے بعد ہر شخص ابن اُبی کو صحت کی امید دلا کے رخصت ہوگیا - اسکے بتانے کی کوئی ضرورت نہین کہ ابن السودا جو آیندہ ابن سبا مشہور ہو کر مسلمانون مین تفرقہ اندازی کا باعث ہوا اُسکی ابتدائی تاریخ سے ناظرین کو مطلع کیا جائے - البتہ آیندہ جو مسلمانون کے حق مین اس ظالم نے کانٹے بوئے اور جنکی کھٹک آج تک اتحاد اسلامی کے تلوون مین موجود ہے وہ آیندہ ضبط تحریر مین لایا جائیگا

راقم - یکے از ناظرین النجم

الکلام کی مختصر کیفیت

(۱۱) اس کتاب الکلام مین شمس العلما صاحب نے اس امر کی بڑی کوشش کی ہو کہ مسلمانون مین آزادی کو رواج دین - اور آزادی بھی صرف اعمال ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عقائد بھی اُسی رنگ مین رنگ جائین - ہر شخص اپنی سمجھ اور عقل سے اپنے لیے عقائد تجویز کر لے چنانچہ الکلام صفحہ ۱۳۴ مین مولوی صاحب نے اسپر بڑا زور دیا ہی - اور اسی کو اسلام کی تعلیم قرار دیا ہی - چنانچہ فرماتے ہین -

"سب سے پہلا مرحلہ یہ ہی کہ انسان کو اپنی فکر اور اجتہاد سے عقائد قائم کرنے چاہیین یا دوسرون کی تقلید اور پیروی سے اسلام سے پہلے جس قدر مذہب تھے سب مین، ائمہ دین کے سوا باقی تمام لوگ تقلید پہ مجبور تھے - عیسائیون مین **پوپ** یہودیون مین **احبار**، پارسیون مین **دستور**، ہندوون مین **رشیون** اور **منیون** کے سوا کوئی شخص مذہبی عقیدہ کے متعلق کچھ بھی نہ کہہ سکتا تھا - نہ عقائد کے متعلق، اپنی راے قائم کر سکتا تھا -

اسلام نے اس قسم کی تقلید کو شرک فرما دیا اور کہا کہ

اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ (توبہ - آیت ۳۱)	عیسائیون اور یہودیون نے خدا کو چھوڑ کر اپنے احبار اور رہبانون کو خدا بنا لیا ہے

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل کتاب نے بڑے تعجب سے کہا کہ ہم لوگ، احبار اور رہبان کو خدا کہان کہتے ہین !!! آنحضرت نے فرمایا کہ تمھارا عقیدہ ہی کہ بطریق (پادری) جس چیز کو حلال کر دیتا ہی، حلال ہو جاتی ہی اور جس چیز کو حرام کر دیتا ہی، حرام ہو جاتی ہی"

اسلام نے اس قسم کی جو آزادی دی ۔ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ مین گو نہایت اختلاف مراتب تھا ، لیکن عقائد مین کوئی شخص کسی کا مقلد نہ تھا ۔ ایک جاہل بدو بھی عقائد مین بڑے بڑے صحابہ کی تقلید نہین کرتا تھا ، بلکہ اپنی سمجھ اور عقل سے کام لیتا تھا اسی کا اثر ہی کہ گو زمانہ مابعد مین جب اسلام کو تنزل ہوا تو تقلید کا رواج شروع ہوا لیکن یہ مسألہ آج تک مسلم رہا کہ لا یجوز التقلید فی العقاید یعنی عقائد مین تقلید جائز نہین ۔ اسلام کی یہی ہدایت تھی جو ہزار برس کے بعد **لوتھر** کے خیال مین آئی اور جسکی بناپر اُس نے دنیا کو **پوپ** کی غلامی سے آزادی دلائی ۔ یورپ مین ہر قسم کی مذہبی آزادی کی بنیاد درحقیقت گویا اسلام کی اسی ہدایت پر قائم ہوئی اور قائم ہے "

ف ۔ اس عبارت کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ مولوی صاحب کا منشا کیا ہی ۔ مولوی صاحب چاہتے ہین کہ یورپ کی سی مذہبی آزادی مسلمانون مین آجائے ۔ جب ہر شخص اپنے لیے اپنی سمجھ سے عقائد تجویز کریگا اور سلف کی پیروی اس بارے مین نکیجائیگی تو کیا اسکا نام الحاد نہ ہوگا ؟ تقلید کی ممانعت کا مطلب تو یہ ہی کہ عقائد کو ہر شخص تحقیق کے ساتھ اختیار کرے ۔ یعنی عقاید اسلام کو اُنکے دلائل کے ساتھ جانے ۔ نہ یہ کہ اُنکو بازیچۂ طفلان بنا دے ۔

آیت کا حوالہ بھی بے جوڑ ہی ۔ تحلیل و تحریم کا اختیار اور چیز ہی اور تقلید اور چیز ۔ یہ بالکل غلط ہی کہ صحابہؓ مین باہم اختلاف عقائد تھا اور ایک جاہل بدو بھی اپنی عقل اور سمجھ سے اپنے لیے عقائد تجویز کرتا تھا کسی صحابی سے اخذ نہ کرتا تھا ۔

(۱۲) مولوی صاحب کی یہ بھی خواہش ہی کہ حدود شرعیہ دنیا سے موقوف ہوجائین ۔ اور صرف حدود ہی پر موقوف نہین بلکہ جو حکم جس وقت جسکا جی چاہے یہ کہکر ٹال دے کہ یہ حکم فلان زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا ۔ اب فرمائیے ۔ اگر یہ بھی الحاد نہین ہی تو الحاد کس چیز کا نام ہی ؟

الکلام صفحہ ۱۴۰ مین مولوی صاحب فرماتے ہین :-

" اوپر بیان ہو چکا ہی کہ پیغمبر جس قوم مین مبعوث ہوتا ہی اُسکی شریعت مین اُس قوم کی عادات اور خصوصیات کا خاص طریقہ پر لحاظ ہوتا ہی لیکن جو پیغمبر تمام عالَم کے لیے مبعوث ہو، اُسکے طریقۂ تعلیم مین یہ اصول چل نہین سکتا، کیونکہ نہ وہ تمام دنیا کی قومون کے لیے الگ الگ شریعتین بنا سکتا ہی نہ تمام قومون کی عادات اور خصوصیتین باہم متفق ہو سکتی ہین۔ اسلیے وہ پہلے اپنی قوم کی تعلیم و تلقین شروع کرتا ہی اور انکو محاسن اخلاق کا نمونہ بناتا ہی، یہ قوم اُسکے اعضا اور جوارح کا کام دیتی ہی۔ اور اُسی کے نمونہ پر وہ اپنی تلقین کا دائرہ وسیع کرتا جاتا ہی، اُسکی شریعت مین اگرچہ زیادہ تر وہ قواعد کلیہ اور اصول عام ہوتے ہین جو قریباً تمام دنیا کی قومون مین مشترک ہوتے ہین، تاہم خاص اُسکی قوم کی عادات اور خصوصیات کا لحاظ زیادہ ہوتا ہی لیکن جو احکام اُن عادات اور حالات کی بنا پر قائم ہوتے ہین اُنکی پابندی مقصود بالذات نہین ہوتی اور نہ اُنپر چندان زور دیا جاتا ہی "

پھر صفحہ ۱۱۷ مین فرماتے ہین:-

اس اصول سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ شریعت اسلامی مین چوری۔ زنا۔ قتل وغیرہ کی جو سزائین مقرر کی گئی ہین اُن مین کہان تک عرب کے رسم و رواج کا لحاظ رکھا گیا ہی اور یہ کہ اُن سزاؤن کا بعینہا و بخصوصہا پابند رہنا کہان تک ضروری ہی "

ف ۔ صاف صاف تصریح ہو گئی کہ بہت سے احکام شرعیہ کسی خاص قوم سے مخصوص ہوتے ہین اور چوری۔ زنا۔ قتل وغیرہ کی سزاؤن کو اسی ذیل مین داخل کر کے اُڑا دیا۔ افسوس ہی کہ شریعت کی رازدانی جس قدر مولوی صاحب مین ہی، صحابۂ کرامؓ مین نہ تھی۔ اسی وجہ سے صحابۂ کرام کے عہد مین ممالک عجم مفتوح ہوے اور اُنھون نے وہان بھی یہی سزائین جاری رکھین۔ آگے چل کر مولوی صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا حوالہ دیا ہی کہ یہ خیالات ہمنے اُنھین سے اخذ کی ہین۔ مگر ہمارا شاہ وکلا حضرت محدث دہلوی، مولوی صاحب کے اس الزام

بری ہین - اُنکے مضمون مین اس الحادی مضمون کا نام و نشان بھی نہین ہے - اُنھون نے لکھا ہے کہ "جن احکام مین کسی قوم کی خصوصیت ہوتی ہے اُن احکام مین آیندہ نسلون کیلیے شارع کی طرف سے تنگی نہین ہوتی"، پس اُنھون نے چوری وغیرہ کی سزاؤن کو اسمین داخل نہین کیا اور انھون نے ایک حد قائم کر دی کہ جن احکام مین خصوصیت ہو گی اُن احکام مین شارع کی طرف سے آیندہ نسلون کو کوئی حکم نہ ہو گا - معلوم ہو گیا کہ جن احکام مین ایسا نہ ہو وہ حکم عام ہین -

(۱۳) مولوی صاحب نے اِس امر کی بھی کوشش کی ہے کہ مخالفینِ مذہبِ اسلام کے ساتھ دوستی اور محبت کے رشتے قائم کیے جائین - غالباً اس سے مقصود یہ ہو گا کہ بغیر اس تدبیر کے حمیت اسلامیہ کی بنیاد متزلزل نہ ہو گی - خیر جو کچھ بھی مقصد ہو مگر اسمین شک نہین کہ مولوی صاحب کا یہ مضمون قرآن اور حدیث کی تصریحات کثیرہ کے بر خلاف ہے - خود مولوی صاحب کو بھی اسکا احساس ہوا کہ مسلمان میرے اس مضمون پر اعتراض کرین گے - چنانچہ جہان آپ نے مضمون مذکورۂ بالا رقم فرمایا ہے اُسکے حاشیہ مین لکھتے ہین :-

"قرآن مجید مین بہت سی آیتین اس قسم کی موجود ہین جن مین یہ حکم ہے کہ غیر مذہب والون سے دوستی اور محبت نہ رکھو، اور انھین آیتون کو ہمارے ظاہربین علما ہر موقع پر پیش کرتے ہین لیکن وہ آیتین اُن کافرون سے مخصوص ہین جو مسلمانون سے مذہبی لڑائی لڑتے ہین - چنانچہ خود خدا نے اس آیت کے بعد تصریح فرما دی اور فرمایا کہ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم یعنی خدا تو اُن لوگون سے دوستی رکھنے کو منع کرتا ہے جو تم سے مذہب کے بارے مین لڑے اور تم کو تمھارے گھرون سے نکالدیا اور تمھارے نکال دینے پر اعانت کی"

{ ملاحظہ ہو الکلام صفحہ ۲۳۱ }

باقی آئندہ

من مذہبہ لا غیرہ من الاخبار التی شاعت عنہم علیہم السلام والثانی ان لا یکون فی ذلک تنافٍ لان قولہ منہا دلاءٌ فانہ جمع کثرۃ

کیونکہ ان کا مذہب اس بارے مین مشہور تھا[1] دوسری احادیث ائمہ علیہم السلام کی اس بارے مین شائع تھین - دوسرے یہ صورت بھی ہی کہ ان احادیث مین باہم منافات نہ ہو کیونکہ لفظ دلاء جمع کثرت ہے اور جمع کثرت وہ جمع ہے جس کے افراد دس سے زیادہ ہون - لہذا ممکن نہین ہے کہ اس سے چالیس ڈول مراد ہون جیسا کہ پہلی حدیثون سے معلوم ہوا اور اگر اس سے کم ڈول مراد ہوتے تو اسکی جمع فعل کے وزن پر آتی : فعال کے وزن پر علاوہ اسکے نجاست کے حصول کا علم ہو چکا اور چالیس ڈول نکالنے سے اس نجاست کے زوال کا علم ہو جائیگا اور چالیس ڈول سے کم کی روایتین اخبار احاد ہین لہذا چاہیے کہ عمل اسی پر ہو جو ہم نے بیان کیا لیکن وہ حدیث جو حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انھون نے جمیل بن دراج سے انھون نے ابو اسامہ سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے چوہیا اور بلی اور مرغی اور کتے اور پرندے کے متعلق پوچھا تو انھون نے کہا کہ جب یہ چیزین پھٹی نہ ہون یا پانی کا مزہ نہ بدلا ہو تو تم کو پانچ ڈول نکالنا چاہیے اور اگر پانی کا مزہ بدل گیا ہو تو اتنا پانی نکالو کہ بو جاتی رہے - پس یہ حدیث دو باتون کا احتمال رکھتی ہے ایک تو وہی جو ہم پہلی حدیثون کے متعلق بیان کر چکے ہین - -

دلاء والاقل من العشرۃ ولا یمتنع ان یکون المراد بہ زیادۃ ولو احسب بالقلتۃ الاجبار الاولۃ ولو کان المراد بہا دون العشرۃ لکان جمعہ یاتی علی افعل دون فعال بینا فقد حصل العلم بحصول النجاسۃ ویبرح الاربعین لوا ترد حکم النجاسۃ ایضا وذلک معلوم وما دون ذلک طریقۃ اخبار الاحاد فینبغی ان یکون العمل علی ما قلناہ واما ما رواہ الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن جمیل بن دراج عن ابی اسامۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الفارۃ والسنور والدجاجۃ والکلب والطیر قال اذا لم یتفسخ او یتغیر طعم الماء فیکفیک

[1] یہ تاویل نہایت عجیب و غریب ہے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں بیان ہوا - بھلا اگر یہی بات ہوتی اور سائل کو امام کا مذہب اس بارے مین معلوم ہوتا یا دوسری احادیث ائمہ علیہم السلام کی اسکو پہونچی ہوتین تو وہ سوال مین ان اشیاء کو کیون شامل کرتا - کیا سائل کو امام کا امتحان لینا مقصود تھا ؟ -

خمس دلاء وان تغیر الماء فخذ منہ حتی یذہب الریح فہذا الخبر یحتمل وجہین احدہما ہو الذی ذکرناہ فی الاخبار الاولۃ

ان یکون اجلب عن حکم الدجاجۃ والطیر والثانی ان نحملہ علی انہ اذا وقع فیہا الکلب فخرج منہا حیا فانہ ینزح منہا بالدلاء

الی سبع دلاء ولیس فی الخبر انہ مات فیہا والذی یدل علی ذلک اخبرنا بہ الحسین بن عبید اللہ عن احمد بن محمد بن یحیی عن ابیہ عن محمد بن علی بن محبوب عن العباس بن معروف عن عبد اللہ بن المغیرۃ عن ابی مریم قال حدثنا جعفر علیہ السلام قال کان ابو جعفر علیہ السلام یقول اذا مات الکلب فی البئر نزحت قال جعفر علیہ السلام اذا وقع فیہا ثم اخرج منہا حیا نزح منہا سبع دلاء فقولہ علیہ السلام اذا مات الکلب فی البئر نزحت محمول علی انہ تغیر معہ ان اوصاف الماء فان ذلک یوجب نزح جمیعہ واذا لم یتغیر کان الحکم فیہا قدمناہ فاما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی عن احمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو بن سعید بن مصدق

یہ کہ امام نے صرف مرغی اور پرندہ کا حکم بتایا[1] - دوسری بات یہ ہے کہ ہم اس حدیث کو اس صورت پر محمول کریں جبکہ کنوین مین کتا گرجائے اور اس سے زندہ نکل آئے تو اس سے یہ مقدار سات ڈول تک نکالڈالے جائین حدیث مین یہ ذکر نہین ہے کہ وہ جانور اس مین مرگیا تھا - اس مطلب کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ہمسے حسین بن عبد اللہ نے بیان کی وہ احمد بن محمد بن یحیی سے وہ اپنے والد سے وہ عبد اللہ بن مغیرہ سے وہ ابو مریم سے روایت کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہمسے جعفر علیہ السلام نے بیان کیا کہ ابو جعفر علیہ السلام فرماتے تھے کہ جب کتا کنوین مین گرجائے پھر اس سے زندہ نکل آئے تو اس سے سات ڈول نکالڈالنا چاہیے - اور امام کا یہ فرمانا کہ جب کتا کنوین مین گرجاتے تو کل پانی نکالڈالنا چاہیے - یہ اس صورت کے لیے ہے جبکہ پانی کا کوئی وصف بدل جائے - اس صورت مین البتہ کل پانی نکالنا واجب ہے - لیکن اگر پانی کا وصف نہ بدلا ہو تو اسکا وہی حکم ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے - لیکن وہ روایت جو محمد بن احمد ابن یحیی سے روایت کی ہے وہ احمد بن حسن بن علی بن فضال سے وہ عمرو بن سعید سے وہ مصدق

[1] یہ وہی عجیب وغریب تاویل ہے جو مصنف نے اوپر کی حدیثون ذکر کی ہے تعجب ہے کہ جو لوگ عالم کے مقتدا ہون - جنکا ایک ایک لفظ قانون الہی کا حکم رکھتا ہو - انکے کلام مین [illegible] شاتبہ اور مغالطہ آمیز باتین پائی جائین - جس سوال مین دس چیزونکی بابت پوچھا گیا ہو اس کی جواب مین ایک حکم عام جو سب چیزون پر منطبق ہوتا ہو دیا جائے تو یقینا سائل اپنی کل اشیای مسئول عنہا پر اس جواب کو منطبق کریگا - اب اگر مجیب کی مراد صرف بعض اشیا تھین تو کیا یہ کہا جائیگا کہ مجیب یا تو بے تمیز تھا یا فریبی تھا معاذ اللہ منہ ۱۲

ابن صدقة عن عمار الساباطی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سئل عن بئر تقع فیها کلب او فارۃ او خنزیر قال ینزح کلها فان غلب

ابن صدقہ سے وہ عمار ساباطی سے وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام سے کنوین کی بابت پوچھا گیا کہ اُس مین کتا یا چوہیا یا سور گر جائے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا کہ کُل پانی نکالڈالنا چاہیے۔

پس مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ کتے کا کنوین مین مرجانا اس صورت پر محمول ہے جب پانی کا کوئی وصف بدل جائے۔ خواہ رنگ خواہ مزا خواہ بو۔ ولیکن جبکہ پانی کا کوئی وصف نہ بدلا ہو تو حکم وہی ہے جو ہم بیان کر چکے۔ لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے حسن بن موسی خشاب سے انھون نے غیاث بن کلوب سے انھون نے اسحاق بن عمار سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ مرغی اور اسکے مثل کوئی جانور کنوین مین گر کر مرجائے تو اُس سے دو یا تین ڈول نکالے جائین اور اگر بکری اور اسکے مثل کوئی جانور ہو تو نو یا دس ڈول نکالے جائین۔ پس یہ روایت گذشتہ روایات کے منافی نہین ہے۔ کیونکہ یہ روایت شاذ ہے اور جو حدیثین سابق مین بیان ہوئین وہ دوسری حدیثون کے مطابق ہین اور یہ وجہ بھی ہے کہ جب ہم اُن حدیثون پر عمل کرینگے تو ان حدیثون پر بھی عمل ہو جائیگا کیونکہ یہ حدیثین اُن مین داخل ہین اور اگر ہم اس حدیث پر عمل کرینگے تو ضرور اُن حدیثون پر عمل نہ ہوگا اور یہ وجہ بھی ہے کہ اُن حدیثون پر عمل کر کے زوال نجاست کا علم ہو جاتا ہے اور ان حدیثون پر عمل کر کے یہ علم حاصل نہ ہوگا۔

فی ہذا الخبر فی حدیث ابی مریم من قولہ اذا مات الکلب فی البئر نزحت ان نحملها علی انہ اذا تغیر احد اوصاف الماء من اللون والطعم والرائحۃ واما مع عدم ذلک فالحکم ما ذکرناہ فاما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی عن الحسن بن موسی الخشاب عن غیاث بن کلوب عن اسحاق بن عمار عن جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول الدجاجۃ ومثلها یموت فی البئر ینزح منها دلوان او ثلثۃ واذا کانت شاۃ وما اشبهها فتسعۃ او عشرۃ فلا ینافی ما قدمناہ لان ہذا الخبر شاذ وما قدمناہ مطابق للاخبار کلها ولانا اذا عملنا علی تلک الاخبار یکون قد عملنا علی ہذہ الاخبار لانها داخلۃ

فیها وان عملنا علی ہذا الخبر احتجنا ان نسقط تلک جملۃ ولان العلم یحصل بزوال النجاسۃ مع العمل بتلک الاخبار ولا یحصل مع

العمل بهذا الخبر

باب البئر يقع فيها الفارة والوزغة والسام ابرص

اخبرني الشيخ ابو عبدالله عن احمد بن محمد عن ابيه عن الحسين بن الحسن بن ابان عن الحسين بن سعيد عن حماد وفضالة عن معاوية بن عمار قال سألت اباعبدالله عليه السلام عن الفارة والوزغة تقع في البئر قال ينزح منها ثلث دلاء وعنه عن فضالة عن ابن سنان عن ابي عبدالله عليه السلام مثله فاما ما رواه الحسين بن سعيد عن القاسم عن علي قال سألت اباعبدالله عليه السلام عن الفارة تقع في البئر قال سبع دلاء وعنه عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال سألته عن الفارة تقع في البئر او الطير قال ان ادركته قبل ان ينتن نزحت منها سبع دلاء فالوجه في هذين الخبرين ان نحملهما على ان الفارة اذا كانت قد تفسخت فانه ينزح منها سبع دلاء والخبران الاولان نحملهما على انها اخرجت قبل

باب کنوین مین اگر چوہیا او مینڈھک اور چھپکلی گر جائے۔

مجھے شیخ ابو عبداللہ نے احمد بن محمد سے انھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حسین بن حسن بن ابان سے اُنھون نے حسین بن سعید سے انھون نے حماد اور فضالہ سے اُنھون نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے چوہیا اور مینڈک کی بابت پوچھا کہ وہ کنوین مین گر جائین (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا اُس سے تین ڈول نکال ڈالے جائین۔ اور نیز حسین بن سعید سے مروی ہے وہ فضالہ سے وہ ابن سنان سے وہ ابو عبداللہ علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کرتے ہین۔ **لیکن** وہ حدیث جو حسین بن سعید نے قاسم سے انھون نے علی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے چوہیا کی بابت پوچھا کہ وہ کنوین مین گر جائے تو امام نے فرمایا کہ سات ڈول نکال ڈالو۔ اور نیز حسین بن سعید سے مروی ہے وہ عثمان بن عیسی سے وہ سماعہ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے کہا مین نے امام سے چوہیا کی بابت پوچھا کہ وہ کنوین مین گر جائے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا کہ اگر قبل اسکے کہ وہ بدبودار ہو تمکو موقع مل جائے تو سات ڈول نکال ڈالو **پس** ان دونون حدیثون کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو اس صورت پر محمول کرین جبکہ وہ چوہیا پھٹ جائے اس صورت مین البتہ سات ڈول نکالے جائین گے اور پہلی دونون حدیثون کو اس صورت پر محمول کرین جبکہ وہ نکال ڈالی جائے قبل اسکے کہ

مضمون نگاری کے قواعد

[illegible]ی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہے مگر النجم کی مضمون نگارے کے لئے حسب ذیل قواعد کی پابندی
[illegible] بوجہ ان قواعد کی پابندی نہونیکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
[illegible] بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیئے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیئے

وہ قواعد یہ ہین

[illegible]مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔
[illegible]جو مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون انمین تحقیق والزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور
[illegible]الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گا یون
[illegible] جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا
[illegible]سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔
[illegible]عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس [illegible] ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو انکا ترجمہ بھی جانا چاہیئے
[illegible] خط صاف ہو کر پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔
[illegible] مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جاسکتے ہین
[illegible] مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ اور معاوضہ کے آرزومند نہون۔ ان اجرہم الا علی اللہ
[illegible] جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو انکے نام النجم ہدیۃً
جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی انکو بھی ملتی رہینگی۔
[illegible] جو مضمون حسن خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اسکا چھپنا مفید سمجھا جائے اسکے لکھنے والے
[illegible] ہر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آرڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔
[illegible] اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون
[illegible] تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین۔
[illegible] ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا اور اگر کوئی
[illegible] مانع قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔

اطلاع عام

حسب دستور قدیم اس مرتبہ بھی بتقریب ماہ مبارک
دفتر النجم کی موجودہ کتب مین رعایت کیجاتی ہے۔
یہ رعایت یکم رمضان سے شروع ہوکر ۱۵ شوال تک رہیگی۔
ابکی مرتبہ بہ نسبت سالہاے گذشتہ کے رعایت زیادہ
کی گئی ہے فہرست رعایتی قیمت کی منسلکۂ ہذا ہے۔
اس موقع کو شائقین علوم دینیہ غنیمت سمجھین کیونکہ
ایسی عظیم الشان رعایت پھر ممکن نہین وما علینا الا البلاغ

الملتمس
مینجر دفتر النجم لکھنؤ پاٹانالہ

نمبر ۲۱ | ۲۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ **فہرست مضامین** ۲ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء | جلد ۸

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۲۴ صفحہ کا ہوگا اور بعونہ تعالیٰ آیندہ اس سے بھی زیادہ ہو سکیگا

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	[illegible]
ششماہی	[illegible]
سہ ماہی	[illegible]

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کیلیے اپنے نام رسالہ بلا قیمت جاری کرائین چاہین ۳ روپیہ قیمت کی کتابین دفتر النجم سے لیلین

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہرسال ایک کتاب دو روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصرت سنت و بیخ کنی بدعت ہے جس مین مسلمانون کے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت مقدسہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) حوادث و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جائے اس ذیل مین انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین ہونگے

(۲) اہل علم کی دلچسپی کیواسطے خاص مضامین بھی ضروری مسائل سے متعلق

(۳) غیر مذہب اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ جدید و جدید اسلامی خبرونکا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جاینگی

(۵) ہرسال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ تعالیٰ حتی الامکان سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ اجرت ضمیمہ فیصدی [illegible] بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً

النجم لکھنؤ یوم شنبہ

۲۱ - ذی قعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ

عشرۂ ذیحجہ کی فضیلت

صحیح بخاری مین بواسطہ حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ آپ نے فرمایا کسی زمانہ مین عبادت ذیحجہ کے پہلے عشرہ کی عبادت سے افضل نہین ہو۔ جہاد بھی اس زمانہ کی عبادت سے افضل نہین مگر اُس شخص کا جہاد جو اپنی جان اور مال سے دشمن کا مقابلہ کرے اور پھر نہ اُسکی جان سلامت رہے نہ مال -

عشرۂ ذیحجہ کی فضیلت مین اور بھی احادیث وارد ہوئی ہین - مگر مین اصح الکتب کی صرف اسی ایک روایت پر اکتفا کرتا ہون ۔ اگر غور سے یہ حدیث دیکھی جائے تو پھر کیا وجہ ہو کہ مسلمانون کے دل پر اس عشرہ کی فضیلت کا اثر نہ ہو۔ اور وہ اس فضیلت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرین - علما نے لکھا ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہو کہ ذیحجہ کا پہلا عشرہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ سے بھی افضل ہو۔ چنانچہ بعض علما اسی کے قائل ہوگئے ہین اور بعض رمضان کے اخیر عشرہ کو افضل کہتے ہین - مگر شیخ محقق مولنا عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین اس اختلاف کا نہایت عمدہ فیصلہ کر دیا ہو جس سے دونون عشرون کی احادیث فضیلت مین تطبیق ہو جاتی ہو۔ وہ فرماتے ہین کہ عشرۂ ذیحجہ کے دن افضل

ہین بوجہ اسکے کہ ان مین عرفہ کا دن ہی۔ اور راتین عشرۂ رمضان کی افضل ہین اس وجہ سے کہ انمین شب قدر ہے" اس فضیلت کی کوئی حد ہی کہ عشرۂ ذیحجہ عشرۂ رمضان سے ہمسری کرتا ہی۔ اب ہم ان اعمال کا بیان کرتے ہین جو ان مبارک ایام مین شریعت اسلامیہ نے اپنے متبعین کے لیے مقرر فرمائے ہین۔

تکبیر تشریق (۱) واجب ہی۔ حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری مین منقول ہی کہ انھون نے فرمایا۔ واذکروا اللہ فی ایام معدودات (یعنی اللہ کو چند شمار کیے ہوے دنون مین یاد کرو) سے یہی ایام تشریق مراد ہین (۲) یہ تکبیر نوین ذیحجہ کی فجر سے شروع ہوتی ہی اور تیرہوین تاریخ کی عصر کو ختم ہوجاتی ہی (۳) ہر فرض مین نماز کے بعد علی الاتصال ایک مرتبہ یہ عبارت پڑھی جائے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اسی کو تکبیر تشریق کہتے ہین۔ مگر شرط یہ ہی کہ وہ نماز با جماعت ہو اور وہ مقام مصر ہو (۴) یہ کل تیئس نمازین ہین جنکے بعد یہ تکبیر واجب ہی۔ یہ تکبیر امام اور مقتدی سب پر واجب ہی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیون کو فوراً تکبیر کہنا چاہیے امام کا انتظار نہ کرین (۵) یہ تکبیر عورتون اور مسافرون پر واجب نہین۔ ہان اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہون جسپر تکبیر واجب ہی تو انپر بھی تکبیر واجب ہوجائیگی (۶) اس تکبیر کو بلند آواز سے پڑھین (۷) عید کی نماز کے بعد بھی اس تکبیر کو باواز بلند پڑھنا واجب ہی (۸) بے جماعت فرض نماز کے بعد اور گانؤن مین اور مسافرون اور عورتون پر یہ تکبیر واجب نہین مگر پڑھ لین تو بہتر ہی (دیکھو علم الفقہ جلد دوم عیدین کی نماز کا بیان)۔

نماز عید کے ضروری مسائل ہم النجم نمبر ۱۸ جلد ۹ - ۲۱ رمضان ۱۳۳۲ھ مین لکھ چکے ہین۔ وہی مسائل اس عید کی نماز کیلیے ہین۔ فرق صرف اس قدر ہی کہ عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھا لینا مسنون ہی اور عید الاضحی کی نماز سے پہلے کھانیکی ممانعت ہی۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہی عید الفطر کی نماز کا دیر کرکے پڑھنا مسنون ہی اور عید الاضحی کی نماز کا سویرے پڑھنا۔ عید الفطر کے دن راستہ مین آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہی اور عید الاضحی کے دن بلند آواز سے۔ تکبیر کی عبارت وہی ہی جو اوپر بیان ہوچکی ہی عیدگاہ پا پیادہ جانا اسدن بھی سنت ہی۔ اور اس دن بھی۔ غرض سوا ان چند باتون کے جو ہمنے ذکر کردین اور کسی

بات مین فرق نہین ہی۔ نماز عید کی ترکیب البتہ ہم ذکر کیے دیتے ہین۔ پہلے یہ نیت کرو کہ نماز عید واجب معہ چھ تکبیرون کے ادا کرنا چاہتا ہون - یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لو۔ پہلی رکعت مین امام اور مقتدی سب بدستور سبحانک اللھم۔ پڑھین۔ اسکے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور چھوڑدے۔ ہر دو تکبیرون کے درمیان بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے توقف کیا جائے۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیے جائین۔ اور امام آہستہ آواز سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر قرأت شروع کرے پھر بدستور رکوع سجود سے فارغ ہوکر دوسری رکعت مین پہلے قرأت کرے۔ قرأت ختم کرکے پہلی رکعت کی طرح تین تکبیرین کہے بعد اسکے چوتھی تکبیر کہکر رکوع مین جائے۔ اگر کسی کی ایک رکعت نماز عید مین فوت ہوجاوے تو اسکو چاہیے کہ جب وہ فوت شدہ رکعت کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے بعد اسکے تکبیرین کہے۔ (ردالمحتار)

قربانی کی فضیلت خود قرآن مجید سے جا بجا ظاہر ہی۔ اور احادیث تو اس باب مین بیشمار ہین۔ ایک مرتبہ صحابہ نے قربانی کی بابت دریافت کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہی اور اسکے ہر بال کی عوض مین ثواب ملتا ہی" (یعنے بیشمار ثواب)

ایک روایت مین یہ مضمون بھی ہی کہ قربانیان قیامت کے دن پل صراط پر تمھاری سواریان بنین گی۔

قربانی کی تاکید مین جس قدر احادیث ہین ان سب مین زیادہ قابل لحاظ وہ حدیث ہی جسے ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص باوجود مقدرت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے"۔ کون مسلمان ہوگا جو اس وعید شدید کی برداشت کر سکے گا؟ اگر ہم بغیر رضامندی حضرت صاحب شریعت کے عیدگاہ گئے تو ہمارا جانا کس کام کا۔

مسائل قربانی (۱) قربانی واجب ہی ہر ایسے مسلمان پر جو عاقل بالغ ہو اور اسکے پاس حاجت ضروری سے زائد ساڑھے باون تولہ (۵۲ تولہ۔ ۶ ماشہ) چاندی ہو یا اسکے ہموزن روپیہ ہو یا کوئی مال ہی کہ جسکی قیمت اسقدر ہو اور وہ مسافر بھی نہ ہو۔ نابالغ بچون پر مسافرون پر اور ان غریب مسلمانون پر جن کے پاس مقدار مذکورہ کے موافق مالیت نہ ہو قربانی واجب نہین۔ باپ اگر اپنے چھوٹے بچون کی طرف سے اپنے مال سے قربانی کرے تو بہتر ہی۔ نہ کرے تو مضائقہ نہین (۲) قربانی ایک سال سے کم عمر کی بکری [illegible] سال سے [illegible]

گاے اور پانچ سال سے کم عمر کے اونٹ پر درست نہین - بھیڑ دُنبہ بکری کے حکم مین، اور بیل بھینس گاے کے حکم مین ہین - دُنبہ اگرچہ چھہ مہینہ کی عمر مین اس قدر فربہ ہو گیا کہ دیکھنے مین سال بھر کا معلوم ہو تو اسکی قربانی درست ہی (۳) جنگلی جانور پر قربانی درست نہین - اگر کوئی جانور دوغلا ہو یعنی جنگلی اور دیسی جانور کے ملنے سے پیدا ہوا ہو تو اُسکی ماں کا اعتبار ہی - اگر ماں دیسی ہی تو وہ جنگلی نہ سمجھا جائیگا - مثلاً وہ جانور جسکی ماں بکری ہو اور باپ ہرن اُسکی قربانی درست ہی - (۴) ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہی - ہان گاے اور اونٹ مین سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہین بشرطیکہ جتنے شرکا ہون سب بہ نیت تقرب الی اللہ ذبح کرین - اگر اُنمین سے کوئی شخص صرف گوشت کھانے کے لیے شریک ہوا ہو تو ایسے شخص کی شرکت سے وہ قربانی درست نہ ہوگی (۵) جس صورت مین قیمت زیادہ لگے وہی افضل ہی مثلاً گاے کے ساتوین حصہ مین ایک بکری سے زیادہ قیمت صرف ہو تو گاے کا ساتوان حصہ افضل ہی اور جو ہر صورت مین قیمت برابر صرف ہو تو بھیڑ بکری دنبہ افضل ہی - (۶) قربانی کے لیے فربہ جانور لینا مسنون ہی (۷) کانے اور اندھے اور ایسے دُبلے جانور کی قربانی جس کی ہڈیون مین مغز نہ ہو اور ایسے لنگڑے جانور کی قربانی جو قربانی کے مقام تک جا نہ سکتا ہو اور اُس جانور کی قربانی جسکے کان یا دُم یا تھن وغیرہ کا اکثر حصہ کٹا ہوا ہو اور ایسے بیمار جانور کی قربانی جس کی صحت کی امید نہ ہو درست نہین ہی ان کے علاوہ اور ہر قسم کے جانور کی قربانی درست ہی - اور خصی جانور کی قربانی مین کچھ حرج نہین - بلکہ بہتر ہی (۸) قربانی کے لیے تین دن ہین - دسوین - گیارہوین - بارہوین - پہلی تاریخ افضل ہی اور رات کو وقت بھی قربانی جائز ہی مگر مکروہ ہی - (۹) قربانی کے گوشت کی تقسیم باہم شرکا مین تول کر کرنی چاہیے نہ اندازہ سے - (۱۰) قربانی کے گوشت کے تین حصے کر دیے جائین - ایک حصہ محتاجون کو تقسیم کر دیا جائے - ایک حصہ اپنے مالدار اعزہ احباب مین تقسیم کر دین - ایک حصہ خود اپنے لیے رکھین (۱۱) قربانی کے جانور سے کوئی کام لینا مکروہ ہی (۱۲) جو جانور بہ نیت قربانی لیا گیا ہو اگر اسکے بچہ پیدا ہو تو وہ بھی قربانی کر دیا جائے (۱۳) قربانی کا طریقہ یہ ہی کہ جانور کو قبلہ رو داہنے پہلو پر لٹا کر پیر اسکے رخسارے پر رکھ لے اور تیز چھری سے بسرعت تمام اُسے ذبح کرے - ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے -

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللہم تقبلہ منی کما تقبلت من خلیلک ابراہیم علیہ السلام ومن حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ اللہ اکبر۔

ترجمہ - مین نے شرک سے یکسو ہو کر اپنا منہ اُس ذات کی طرف کیا ہی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہی اور مین مشرکین مین سے نہین ہون - اور بیشک میری نماز اور قربانی اور میری زندگانی اور موت خاص کر اللہ کے لیے ہی جو پروردگار ہی تمام عالم کا - مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہی اور مین مسلمانون مین ہون اے اللہ اس قربانی کو مجھ سے قبول کر لے جیسے تو نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی تھی مین اللہ کا نام لیکر ذبح کرتا ہون "

(۱۴) قربانی کی کھال اور جھول کو بیچ کر[1] اُسکی قیمت خیرات کر دینی چاہیے یا اُسکی کوئی چیز اپنے استعمال کے لیے بنوائی جائے قصاب کی اجرت علیحدہ سے دیجائے -

(۱۵) جن لوگون پر قربانی واجب ہی اگر انکو میعاد کے اندر قربانی کے لیے کوئی جانور نہ ملے یا کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکین تو میعاد گذر جانے کے بعد قربانی کی قیمت خیرات کر دینی چاہیے اور غریب کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہی کہ وہ خود اسی جانور کو خیرات کر دے -

(۱۶) جن لوگون کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو - اُنکے لیے مستحب ہی کہ ذیحجہ کی پہلی تاریخ سے ناخن ترشوانے اور بال ترشوانے سے اور خط کی اصلاح سے پرہیز کرین - پھر دسوین ذی حجہ کو قربانی کر چکنے کے بعد خط وغیرہ کی اصلاح کرائین اور ناخون وغیرہ ترشوائین -

---

[1] قربانی کی کھال کا بیچنا یا کسی ناپائدار چیز سے بدل لینا قربانی کرنے والے کے لیے مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص اس مکروہ کا ارتکاب کرے تو پھر اُس پر اسکی قیمت کو خیرات کر دینا واجب ہے - قربانی کی کھال آج کل مدارس وغیرہ کے مصرف مین دیدی جاتی ہے مگر بغیر کسی حیلہ شرعی کے اس کا ارتکاب درست نہین وہ حیلہ یہ کہ کسی محتاج کو اس کھال کا مالک بنا دیا جائے وہ اپنی خوشی سے بیچکر اس کام مین صرف کرے ۱۲

زہد و رقائق

سلسلہ کے لیے گذشتہ نمبر ملاحظہ ہو

کہ ہین احمد سے ہم پراگندہ | سخت تر عاجز و سر افگندہ
بت پرستی کو کر دیا ناحق | کہتے ہین کفر و شرک ہے مطلق
بت پرستونکا رکھکے کافر نام | کہا ہے قعر دوزخ انکا مقام
ہمکو مشرک کہین خدا کی شان | اور کہین کافران بے ایمان
کیا کتنون نے دین انکا قبول | سمجھے برحق انھین خدا کا رسول
کیا عجب گر یہی ہین لیل و نہار | ہو محمد کی گرمی بازار
علم دین کو کر کے استادہ | ہون لڑائی پہ ہمسے آمادہ
بیٹھے بٹھلائے گر اٹھے یہ فساد | مفت مین جان و مال ہو برباد
چاہیے ایسی نیک اب تدبیر | کہ نہ کھلاے روز بد تقدیر
ہو چکی جب یہ گفتگوے فضول | بولا انمین سے ایک معقول
اس جگہ پر نہ ہو کسی کا گذر | انسے ملنے نہ پائے کوئی بشر
دین احمد فقط زبانی ہے | انکی یہ ساحر البیانی ہے
سنکے ابلیس نے دیا یہ جواب | نہین یہ راے ہے قرین صواب
تم محمد کو گر کرو گے قید | ہاشمیون سے نہین امید
نہ رسوا اسکے یہ گروہ قوی | تا بجان محمد عربی
جبکہ ابلیس نے یہ کی تقریر | بولا اک اور کافر بے پیر
سنکے ابلیس نے یہ گفت و شنید | کیا ادا اسطرح کی تردید

کیا احمد نے دین نو ایجاد | چھوڑ کر دہ طریقۂ اجداد
دین ہمارے جو خاص تھے معبود | سب کو احمد نے کر دیا مردود
شرک کہکے صنم پرستی کو | کیا بے دین ساری بستی کو
فرق آیا ہماری عزت مین | پڑ گئی پھوٹ اہل ملت مین
اک جتھا انکا ہو گیا ہے اب | اپنے ایمان لائے اکثر عرب
گر بڑھی انکی کچھ جماعت اور | جس سے حاصل ہو انکو قوت و زور
ہمنے دیکھا ہے خوب گرم و سرد | سخت آثار بد ہین اے ہمدرد
فکر اسکی ابھی سے واجب ہے | اب تغافل بھی نامناسب ہے
نکلے ایسا کوئی طریق بحال | جسمین جاتا رہے یہ سارا خلل
اپنا قیدی بناو احمد کو | بند رکھو کہین محمد کو
بس ابھی سد باب دین ہو جائے | مطمئن خاطر حزین ہو جائے
جب نہ کوئی سنیگا انکا کلام | کون پھر آنیہ لائیگا اسلام
پیش میزان عقل سنجیدہ | نہین یہ راے کچھ پسندیدہ
کہ یہ ذلت انھین گوارا ہو | قید مین انکا ایسا پیارا ہو
چھین لیجائینگے محمد کو | لڑ کے لینگے بزور احمد کو
کردو احمد کو جلد شہر بدر | نہ رہین گر وہ یان تو کچھ نہین ڈر
کہہ کیا سود ٹالدینے سے | فائدہ کیا نکال دینے سے

کیا اس شہر سے جو تجھے بدر / ہوگا شہر دگر میں انکا گزر
جب ہوئے انکے یہ آئین تا تیز / لوگ ہونگے وہانکے بھی تسخیر

مسبقہ یہاں ہیں انکے یار و معین / پہونچینگے یہی سب وہیں
جمع ہو جائیگا گروہ کثیر / کھینچینگے رواد را آخیر

زور و قوت میں بڑھکے آئینگے / تم سے لڑنیکو چڑھکے آئینگے
ہوگا ہنگامہ جدال و قتال / نہیں معلوم کیا ہو اسکا مآل

کسکی ہو پھر شکست کسکی ظفر / جنگ میدان ہے پہ دردسر
شیخ نجدی نے کی جو یوں تردید / خامشی تھی جواب پر مزید

ہو کے بیتاب بول اٹھا بوجہل / ہے یہ تدبیر صلاح ہے سہل
تب کو پہونچو مکان احمد پر / صدمہ پہونچاؤ جان احمد پر

حرفہ ہے یہ کار مردانہ / قتل انکو کرو دلیرانہ
ہاشمی رکھتے ہیں کب طاقت / لڑیں اس مجمع سے کہاں فوقت

لاجرم خونبہا کرینگے قبول / ہوگی دیت ہی جو تمکو وصول
خونبہا میں کرینگے حجت کیا / یاں ہے خشکی ادائے دیت کیا

جب ابوجہل نے کہا یہ سخن / شاد و فرحان پھڑک اٹھے دشمن
ہو شیطان کو بھی پسندیدہ / کہا بس ہے یہ رائے سنجیدہ

متفق مشورہ اسی پہ ہوا / کی نہ رد و قدح کسی نے ذرا
یہ خبر اس سے تھے خدائے خلیل / یہ خبر آکے دے گئے جبرئیل

کہ اے رسول کریم نیک صفات / حق کا تم پر سلام و صلوات
کر رہے ہیں صلاح کفار / عازم اس مکر کے ہیں وہ مکار

قید تمکو کریں کسی گھر میں / کریں مقتول یا اسی گھر میں
یا کریں مکہ سے تمہیں خارج / ہوں کسی طور سے غرض حارج

ان سبھوں پر خدا کی ہے پھٹکار / نہیں بچتے وہ بدکردار
مکر انکا نہ پیش جائیگا / جو کرینگے وہ آگے آئیگا

کب خدا سے کسیکا مکر چلا / جبکہ خود خیر الماکرین ہے خدا
نہ چلے گا یہاں پہ انکا داؤ / داؤ پر انکے ہے خدا کا داؤ

لیک اس دم یہ ہے صلاح کار / تم ہو پھر روانگی تیار
ہو نہ ان دشمنوں کو آگاہی / تم بسوئے مدینہ ہو راہی

ڈالدو کافروں کی آنکھوں میں خاک / کور ہو جائینگے یہ ناپاک
پس حبیب خدا یہ سنکر حال / اپنے گھر سے رواں ہوئے فی الحال

گئے صدیق باصفا کے گھر / تاکریں حکم حق سے انکو خبر
وقت نصف النہار تھی یعنی / سر پہ تھی آفتاب کی گرمی

دھوپ سے سرخ چہرۂ انور / گرمی نیمروز سے اظہر
زیر چادر اگرچہ چہرا تھا / پر تمازت سے تمتمایا تھا

کہتی ہیں عائشہ رض یہ با تحقیق / بیٹھی تھی میں بخانۂ صدیق
خیر مقدم کی دی کسی نے خبر / اور صدیق رض نے سنی یہ خبر

کہا اسمیں ہے کوئی خاص سبب / ورنہ اس وقت آپ آتے کب
دوپہر کو کبھی نہ تھا معمول / صبح و شام آتے تھے جناب رسول

اسی اثنا میں آئے در پہ آپ / سر سے اوڑھے ہوئے تھی چادر آپ
کہا باہر سے آؤں میں اندر / ہے محل میرے آنیکا یہ گھر

عرض صدیق نے کی با ادب / اے شہ مرسلین فخر عرب
ہیں قدم آپکے سراپا خیر / آپکا ہے یہ گھر نہیں کوئی غیر

الکلام کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لیے ۷ ذیقعدہ کا النجم ملاحظہ ہو

یہ حاشیہ لکھکر مولوی صاحب نے اپنے زعم مین اُس کھٹک کو جو مولوی صاحب کے مضمون مذکورہ بالا سے پیدا ہوئی تھی دفع کرنا چاہا ہی۔ مولوی صاحب تو خوش ہونگے کہ مین نے ایک لاینحل عقدہ حل کر دیا۔ مگر اہل علم و انصاف کے نزدیک یہ حاشیہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی حد مین داخل ہے۔

مولوی صاحب نے جو آیت اپنے اس دعوے کے ثبوت مین پیش کی ہی کہ غیر مذہب والون سے دوستی و محبت کی آیتین صرف انھین کافرون کے ساتھ مخصوص ہین جو مسلمانون سے مذہبی لڑائی لڑین" اس آیت سے ہرگز یہ دعوے ثابت نہین ہوتا۔ کیونکہ آیت مین تو صرف یہ فرمایا گیا ہی کہ اللہ ان صفات کے کافرون سے محبت رکھنے کو منع فرماتا ہے۔ یہ نہین فرمایا گیا کہ "جو کافر ان صفات کے نہون انکی محبت کی اجازت ہی" مولویصاحب تو اپنے کو نعمانی لکھا کرتے ہین انکے نزدیک تو مفہوم مخالف حجت نہونا چاہیے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مفہوم مخالف حجت نہین۔ جیسا کہ کتب اصول فقہ مین مذکور ہی۔ لیکن شاید مولوی صاحب اس مقام پر یہ فرما دین کہ "نعمانی تو مین یونہین لکھدیا کرتا ہون میرے نزدیک جب عقائد مین اتباع سلف ناجائز ہی تو ان فروع مین کب جائز ہوسکتی ہی؟ مین تو ہر جاہل عامی کو چاہتا ہون کہ اپنی عقل و سمجھ سے اسلامی عقائد و اعمال کو اختیار کرے سلف کا اتباع نہ کرے۔ پس مین خود کیونکر اسکے خلاف کرسکتا ہون؟ تو جواب اسکا یہ ہی کہ مفہوم مخالف کی حجیت کے جو لوگ قائل ہین مثل شوافع وغیرہ کے ان کے نزدیک بھی مفہوم مخالف اُسوقت حجت ہوسکتا ہی جبکہ اسکے خلاف کی تصریح نہوئی ہو۔ اور یہی مقتضای عقل بھی ہی۔ حالانکہ اس موقع پر جانب خلاف کی تصریح ہی۔ وہ تصریحات اگر دس بیس

نقل کیجائین تو بہت طول ہو۔ لہذا صرف ایک آیۂ قرآنی اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔
یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء۔ الآیہ۔ یعنی اے مسلمانو! یہود و نصارے سے دوستی نکرو۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ عہد نبوی مین کبھی نصاری نے مسلمانون سے مذہبی لڑائی نہین کی۔ بلکہ نصارے کو ان اوصاف کے ساتھ قرآن مجید مین یاد فرمایا ہے کہ اقربہم مودۃ - اور بان منہم قسیسین ورہبانا۔ وغیر ذلک۔ اور انھین نصرانیون کی شکست پر بمقابلہ ایرانیون کے مسلمانون نے رنج کیا تھا۔ اور سورۂ روم مین پھر نصرانیون کی کامیابی کا مژدہ مسلمانون کو سنایا گیا۔ صرف ایک تبوک کا واقعہ نصرانیون کے ساتھ پیش آیا تھا مگر اسمین بھی لڑائی کا وقوع نہین ہوا۔ قیصر روم نے ایک تنفس بھی لڑنے کے لیے نہ بھیجا۔
اس آیت کے علاوہ اور بہت سی آیتین ہین جن مین تمام کفار سے محبت و الفت کی ممانعت ہے۔ اور ہرگز وہ تخصیص وتقیید کی محتمل نہین ہین۔ اور حدیثین تو بیشمار ہین۔ اور پھر صحابہ کرام خصوصًا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تعامل (جو اسلام کی سچی تصویر تھے۔ اور اسکا آپ کو بھی اقرار ہے) تو بالکل نص صریح ہے۔
مولوی صاحب! اس مقام پر ایک نکتہ ہے۔ جسکو آپ نہین سمجھ سکے۔ یہان دو چیزین ہین۔ ایک الفت و محبت۔ دوسرے انصاف وعدالت اور خوش اخلاقی۔ شریعت اسلامیہ نے کافرون کے ساتھ قول الذکر چیز کو منع فرمایا ہے اور ثانی الذکر کی اجازت دی ہے بلکہ بعض صورتین واجب فرمایا ہے۔ اور ایسا کرنا عقل صراح کے بالکل مناسب ہے۔ غالبًا ہر شخص جانتا ہے کہ محبت و الفت ایک قلبی چیز ہے۔ اور جب کسی کی محبت دل مین جاگزین ہوجاتی ہے تو اسکے تمام اقوال و افعال و احوال محب کی نظر مین محبوب ہوجاتے ہین۔ لہذا مقتضای عقل بھی یہی ہے کہ کفار کے ساتھ محبت و الفت کی ممانعت کیجائے۔ ورنہ انکے افعال کفریہ بھی بوجہ محبوبیت کے مسلمانون کو محبوب ہوجاتے اور اسلام کی جگہ دل مین کفر کی جڑ قائم ہوجاتی۔ چنانچہ یہ بات حضرات ندایچہ مین مشاہدہ ہورہی ہے۔ ملاحظہ فرمالیجیے۔ یہی وجہ ہے کہ کفار کی محبت پر حق تعالی

یہ وعید ارشاد فرمائی کہ من یتولہم منکم فانہ منہم اور حدیث شریف مین یہی مضمون ان الفاظ مین ادا ہوا کہ من تشبہ بقوم فہو منہم۔

اس نکتہ کو آپ کے استاد جناب سر سید صاحب بھی نہین سمجھے اور حدیث مذکور پر اپنی تہذیب الاخلاق مین بہت کچھ رد و قدح کر گئے۔ جسکی حقیقت کا اظہار النجم کے کسی گذشتہ نمبر مین ہو چکا ہے۔

ایک لطیفہ اور بھی قابل سننے کے ہے۔ کفار کے ساتھ مودت و موالات کو تو مولوی صاحب اس شد و مد سے رائج کرنا چاہتے ہین۔ مگر اکابر ائمہ مسلمین سے مسلمانون کو بدظن اور متنفر کرنے کی کوشش فرماتے ہین۔ چنانچہ اسی کتاب الکلام مین جابجا اسکے شواہد موجود ہین۔ اور کچھ ہمارے منقولات سابقہ مین بھی ہین۔ عموماً تمام علماے اسلام کو اور خصوصاً اشاعرہ رحمۃ اللہ علیہم کو مولوی صاحب نے جن ناپاک اور گستاخانہ الفاظ سے یاد کیا ہے، قابل ذکر نہین۔ نمونہ کے طور پر مولوی شبلی صاحب کی علمی قابلیت اور انکے عقائد کی کیفیت ظاہر ہونیکی مین سمجھتا ہون کہ اسقدر کافی ہے گو ابھی الکلام کے متعلق بہت کچھ گنجایش ہے۔ مثلاً معجزہ کی بحث اور اس بحث مین جو غلط مضامین بزرگان دین کی طرف مولوی صاحب نے منسوب فرمائے ہین اور انکی عبارات سے خود تراشیدہ نتائج کا اظہار کیا ہے۔ مثلث مثلاً مولنا روم رحمہ اللہ کے اشعار سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ معجزہ کے وقوع کے منکر ہین۔ مولنا کے اشعار منقولہ مولوی صاحب کا وہ شعر جو موضع استدلال ہے یہ ہے ؎

درولِ ہر امتے کز حق مزہ ست ۔۔۔ روے و آواز پیمبر معجزہ ست

حالانکہ مولنا کا ہرگز یہ مقصد نہین۔ ہم خود بھی کہتے ہین کہ انبیا علیہم السلام کی ہر بات اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب معجزہ ہوتی ہے۔ اسکا یہ مطلب نہین ہوتا کہ وہ انکے علاوہ اور کوئی معجزہ نہین دکھاتے لیکن اب مین اس سلسلہ کو بالفعل ختم کرتا ہون فان فیما مضی کفایۃ لاولی النہی

جو شخص انصاف کے ساتھ اسلام کی محبت بھی اپنے سینہ مین رکھتا ہو وہ اب خوب سمجھ لیگا

کہ ایک اسلامی ریاست کی طرف سے **سیرۃ نبوی** صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ایک ایسے شخص
کے متعلق کیا جاتا کہاں تک مناسب ہی جو دینی علوم و فنون خصوصاً فن حدیث سے اس قدر بیگانہ ہو
اور جس کے عقائد کا یہ حال ہو -

ہاں خوب یاد آیا - مولوی صاحب کی کتاب **سیرۃ النعمان** بارہ تیرہ سال ہوے مین نے
دیکھی تھی وہ الکلام سے بھی بدرجہا بڑھی ہوئی ہی - اسکا ایک فقرہ مجھے یاد ہی - غالباً الفاظ اسکے
یہی ہون یا قریب اسکے ،، مناقب لکھنے والون نے خوش اعتقادی سے اسقدر کام لیا ہی کہ امام
صاحب کا اصلی چہرہ نہین پہچانا جاتا ،، مطلب مولوی صاحب کا یہ ہی کہ امام صاحب کے مناقب
بہت سے بے اصل ہین اور اسکے بعد ان بے اصل مناقب پر آپ نے کچھ قدح بھی کی ہی - خیر یہان
تک تو کوئی بات نہ تھی - اگر مولوی صاحب ان مناقب پر محدثانہ تنقید کرتے - لیکن مولوی صاحب
کے نزدیک تو صحت کا معیار وہ ہی جو اہل یورپ نے مقرر کیا ہی - جو باتین عام افراد انسانی مین
نہین پائی جاتین - اُنکی روایت مولویصاحب کے نزدیک ہرگز صحیح نہین ہوسکتی - اور اگر روایت
کی صحت مولوی صاحب مان بھی لین تو **مجاز و استعارہ** کا میدان مولویصاحب کیلیے بہت وسیع ہی

پس اگر مولوی صاحب نے **سیرۃ نبوی** علیہ السلام مین بھی انھین نادر اصول سے کام
لیا (جنکو مولوی صاحب نے بلکہ انکے پیشواؤن نے **فلسفۂ تاریخ** کا مہمل لقب دے رکھا ہی) اور
ضرور لین گے - تو خیال کیجیے کہ کیا نتیجہ ہوگا ؟ **مولوی صاحب** کی کوشش یہ ہوگی کہ اُس

اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین جو باتین عام انسانی حالات کے خلاف
ہون اُنکو اپنے فلسفۂ تاریخ کے اصول سے رد کردین اور اگر کسی خوف یا مصلحت سے رد کرنا
مناسب نہ سمجھین تو مجاز و استعارہ کہکر اُڑا دین -

مولوی صاحب کی کوشش یہ ہوگی کہ اہل یورپ جن باتون کو ناپسند کرتے ہین اُن سے
اُس سید کائنات کی ذات والاصفات کا بری ہونا ثابت کرین - اور جن باتون کو اہل یورپ
پسند کرتے ہین اُنکو اُس نور خالص کی طرف منسوب کرین - المختصر مولوی صاحب اُس جان جہان

کو یورپ کی آنکھ سے دیکھنا چاہین گے حالانکہ وہ جمال جہان آرا اُس آنکھ سے نظر نہ آئیگا

لیلی را بچشم مجنون باید دید!

نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سیرت بجائے اسکے کہ اُس سردار بنی آدم کی سیرت ہو، ایک یورپین جنٹلمین کی لائف ہوگی اور ناواقف مسلمان دھوکا کھائینگے۔ کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماءً۔

مولوی صاحب اس آیۂ کریمہ کو "جعلنا بینک وبین الذین لایومنون بالآخرۃ حجابا مستورا" مجاز واستعارہ کہہ کر اُڑا دیتے ہون۔ مگر ہمارے نزدیک تو یہ خالص حقیقت ہی حقیقت ہے۔ ہم تو یہی یقین رکھتے ہین کہ کافرون کی آنکھ سے نکلے ہوے خطوط شعاعیہ اُس روے دل آرام تک پہنچ ہی نہین سکتے۔ جو باعزت ہو! اُس صوت مقدس سے مکیف ہوئی وہ کافرون کے ناپاک کانون تک جانا ہی پسند نہین کرسکتی واقعات بھی ہمارے اس یقین کی تائید کرتے ہین۔ اگرچہ مولوی صاحب مجاز واستعارہ کے دو آسان لفظ بول کر اُن واقعات کا بھی خاتمہ کردین گے۔

ہمنے احادیث مین یہ بھی پڑھا ہے کہ حضور وعظ فرمارہے ہین۔ کافر جمع ہین۔ آپ کے قریب ہی بیٹھے ہین مگر ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہہ رہے ہین؟ دوسرا کافر کہتا ہے کہ مجھے کچھ سنائی نہین دیتا صرف اسقدر دیکھ رہا ہون کہ انکے ہونٹ متحرک ہین[لہ]"

ہمنے صحیح ترین احادیث مین پڑھا ہے کہ ایک کافر اُس مظہر جمال الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہتا ہے کہ "ان سے زیادہ بدشکل اور کریہ منظر دنیا مین مین نے کسی کو نہین دیکھا" اور چند ساعت کے بعد جبکہ وہ اسلام لاتا ہے تو کہتا ہے کہ "قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے آپ سے زیادہ روے زمین پر کوئی حسین وجمیل اور کوئی محبوب نہین ہے"

جب احادیث مین یہ مضمون آئے گا کہ "ایک صحابی بیان کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اگر اس مقام پر کوئی کوتہ اندیش یہ شبہہ کرے کہ جب کافر آپ کی صوت مقدس سنتے ہی نہ تھے تو حجت الٰہی ان پر کیونکر قائم ہوتی تھی اور وہ مکذب آپ کے کیون کہے جاتے ہین؟ تو مختصر جواب یہ ہے کہ بطور اعجاز کے وہ لوگ کبھی احادیث کی سماعت سے مشرف ہو جاتے تھے۔ کما لوح الیہ کریمہ ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور۔ وتفصیل یوجب التطویل۔

جب مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی - اور جب آپ کی وفات ہوئی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی " تو مولوی صاحب یا تو حسب عادت اس مضمون کو غلط اور عاشقانہ مبالغہ سمجھکا درج ہی نہ کرینگے یا اسپر مجاز و استعارہ کا حاشیہ چڑھا دینگے -

مولوی صاحب تو محض راوی کی خوش اعتقادی سمجھین گے جب دیکھین گے کہ ایک صحابی فرماتے ہین کہ چاندنی رات تھی - بدر کامل نکلا ہوا تھا اور وہ آئینہ گاہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحن مین جلوہ افروز تھے - مین کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا کبھی آپ کے روے زیبا کی طرف آخر مین نے یہ فیصلہ کیا کہ واللہ وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی احسن من القمر - یعنی قسم اللہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھا "

مولوی صاحب کو کون سمجھائے کہ اُس سرورِ خوبان کو دوسرون پر قیاس نہ کرین - اُسکے افعال و اقوال و احوال کو اہل یورپ کے اصول سے نہ جانچین - اپنے فلسفۂ تاریخ کو معیار نہ قرار دین - تنقید روایات شوق سے کرین - مگر باصول اہل ایمان نہ اہل فرنگ و یونان - اہل ایمان نے جو قواعد تنقید روایت کے صدیون مین اپنی پیاری عمرین خرچ کرکے قائم کیے ہین اُن مین کیا کمی ہے کہ مولوی صاحب یورپ اور یونان کے صنمخانون مین جا یا کرتے ہین اور اُنکے آگے دریوزہ گری کرتے کرتے اپنے کو تباہ کیے دیتے ہین -

یہ بھی کوئی منع نہین کرتا کہ ملاحدہ یورپ کے اعتراض کا جواب نہ دیجیے - دیجیے اور خوب دیجیے - بلکہ جو اعتراضات اب تک ہوچکے ہین اُنھین کے جواب پر قناعت نہ کیجیے، آیندہ پیش آنیوالے اعتراضات کی بھی دربندی کیجیے - یہ تو عین مدعا ہے - مگر مولوی صاحب! آپ کو اس کام کے لیے غیرون سے بھیک مانگنے کی ضرورت نہین ہے - خود آپ کے گھر مین اسکا ذخیرہ موجود ہے اور ذخیرہ بھی ایسا کہ دیدہ نہ شنید - تعجب ہے کہ جسکے پاس کتاب لایاتیہ الباطل موجود ہو وہ غیرون کے آگے تسلیم خم کرے - برین عقل و دانش ببا ید گریست

مولوی صاحب؟ انبیا علیہم السلام کی شان تو بہت رفیع ہے - انکے متبعین کاملین کی

شان کا اندازہ بھی آپ کا فلسفۂ تاریخ نہین کرسکتا ۔

پاے استدلالیان چوبین بود
پائے چوبین سخت بے تمکین بود

اب مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون ۔ کہان تک لکھون اور کیا کیا لکھون ۔

سخن از حد خود بگذشت بس کن
نفس شد آتشین ضبط نفس کن

میرے ان مضامین پر مولوی صاحب کے بعض حامیون نے یہ تہمت لگائی کہ میرا مقصد ان مضامین سے یہ ہی کہ والیہ بھوپال مولوی صاحب کی تنخواہ بند کردین اور یہ کام انسے انتزاع کرکے میرے متعلق کرین ، گویا ان لوگون نے میرا دل چیر کر دیکھ لیا ہی ۔

مجھے اس تہمت سے برات کی چندان ضرورت نہین ۔ کیونکہ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہی کہ مین ایسی خواہش ہرگز نہین کرسکتا ۔ آخر اس مین میرا نفع کیا ہی ؟ نفع دینی کو اگر کہیے تو ثواب اُسی کام مین ملتا ہی جو محض حق جل جلالہٗ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے ۔ اور کسی امیر یا رئیس کی فرمایش کے بعد ہم ایسے ضعفا کیلیے مشکل ہی کہ اُسکی خوشی ناخوشی ۔ پسند یا ناپسند اور کم از کم اُسکے حکم کے توسط سے قطع نظر کرسکین ۔ لہذا ایسے کامون مین ثواب کی امید تو رخصت ہوچکی ۔ رہا نفع دنیاوی ۔ وہ بحمد اللہ تعالی مجھے گھر بیٹھے ۔ بغیر کسی کے منت و احسان کے خاطرخواہ مل رہا ہی ۔ عجب خبط بلکہ جنون ہوگا کہ مین اُسکو کسی کے منت و احسان سے آلودہ کرون ۔ ولنعم ماقیل

شاہ ما رادہ دہ منت نہد
رازق ما رزق بے منت دہد

المختصر میرا مقصد صرف اظہار حق ہی ۔ اگر والیۂ بھوپال متنبہ ہوجائین اور اس خالص نصیحت و خیرخواہی سے فائدہ اُٹھائین ۔ فبہا ۔ ورنہ ، ما علینا الا البلاغ ۔

مرزائی صاحبان کا اخبار الحق

اور

"النجم"

مدت سے مرزائی صاحبان "النجم" سے چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین۔ بڑے دنون سے انجمن مرزائیہ لکھنؤ کے سکرٹری صاحب نے خود دفتر النجم مین آکر مناظرہ تحریری طے کیا۔ تمام مراحل طے ہو گئے یہ بھی طے ہو گیا کہ بحث کی ابتدا اس امر سے ہو گی کہ مرزا غلام احمد صاحب کا اپنی نسبت کیا دعوے تھا۔ اور اُس دعوے کا کیا ثبوت اُنھون نے پیش کیا۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ فریقین کی بحث پوری پوری بدر و النجم دونون مین چھپا کرے۔

یہ سب کچھ طے تو ہو گیا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ بہت دنون کے بعد اس مبتدا کی خبر یہ نکلی کہ اڈیٹر صاحب بدر نے اس وادی مین آنے سے گریز فرمایا اور اس گریز کے دو عذر پیش کیے۔ ایک یہ کہ ناظرین بدر اس قسم کی بحثین بہت دیکھ چکے ہین۔ دوسرے یہ کہ بدر کے کالمون مین اس بحث کے اندراج کی گنجایش نہین۔ ان دونون عذرون کا معقول جواب النجم مین دیا گیا۔ اور عذر دوم کے متعلق تو یہان تک لکھا گیا کہ بدر مین کچھ صفحات بڑھا دیجیے۔ اور صفحات مزیدہ کی لکھائی چھپائی کاغذ کے دام دفتر النجم سے آپ کو دیے جائینگے۔ لیکن اس معقول جواب کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔

اسی درمیان مین چند اکابر قادیان لکھنؤ آئے۔ اور اُنھون نے اپنے مذہب کی خصوصیات بیان کرنے کیلیے جلسہ کا اشتہار بھی دیا۔ ان مین خواجہ کمال الدین صاحب اور مرزا محمود احمد صاحب فرزند مرزا غلام احمد صاحب بھی تھے۔ ناچیز مدیر النجم نے اولاً زبانی بعد ازان تحریری پیغام مناظرہ کا بھیجا۔ مگر اُن حضرات نے صاف انکار کر دیا کہ ہم مناظرہ نہ کرینگے۔ بلکہ میرے اس پیغام کے بعد اپنے اشتہار کی بھی پابندی نہ کی اور بغیر اپنے مذہب کی اشاعت کیے ہوے لکھنؤ سے تشریف لے گئے۔

پھر یہ خبر گرم ہوئی کہ مدیر النجم سے مناظرہ کرنے کیلیے خلیفہ صاحب نے ایک جماعت کو نامزد کیا ہو اور حکم دیا ہی کہ اس جماعت مین کوئی شخص منتخب کر لیا جائے - اس خبر کے ظہور کا انتظار کرتے کرتے طبیعت پریشان ہوگئی - ہائے خدا خدا کر کے ایک مدت کے بعد معلوم ہوا کہ میر قاسم علی صاحب خلیفہ ثانی وہوی ایڈیٹر الحق دہلی مجھ سے مناظرہ کیلیے متعین ہوگئے -

النجم مین بہت خوشی کے ساتھ رضامندی ظاہر کیگئی - مگر میر قاسم علی صاحب کی یہ ہمت نہوئی کہ طے شدہ مسائل پر بحث کرین - لہذا اُنھون نے بچون کی طرح یہ ضد شروع کی کہ بحث کی ابتدا وفات وحیات مسیح علیہ السّلام پر ہو - اتمام حجت کے لیے النجم مین اسکی منظوری بھی شائع کر دیگئی۔

اب تو ایڈیٹر صاحب الحق کو سخت پریشانی لاحق ہوئی - آخر اُنھون نے اس فرسودہ تدبیر سے کام لینا چاہا جو ایک زمانہ مین حکیم سبحان علیخان صاحب شیعی نے صاحب تحفہ اثنا عشریہ رحمۃ اللہ دار السّلام کے مقابلہ مین سوچی تھی - اور جسپر شیعون کے امام مولوی حامد حسین صاحب نے عمل کر کے کتاب استقصا تیار کی اور ادھر اُدھر کی رطب یابس قصے بھر کر نام کر دیا کہ تحفہ اثنا عشریہ کا جواب ہوگیا۔

اس تدبیر کو ایڈیٹر صاحب الحق نے اپنے لیے علق نفیس سمجھا اور آپ نے ایک طولانی فہرست سوالات کی پیش کی کہ پہلے ان سوالات کا جواب دیجیے تو بحث شروع ہو - مطلب یہ تھا کہ ان خارج از بحث باتون مین اُلجھکر اصل بحث غائب ہوجائے اور نام کر دیا جائے کہ مدیر النجم سے بحث ہورہی ہے، مگر افسوس کہ میر قاسم علی صاحب نے عقل سلیم سے کام نہ لیا اور یہ نہ سمجھے کہ جب صاحب استقصا جیسے کہنہ مشق کی تدبیرین بحول اللہ و قوتہ مدیر النجم نے برباد کر دین تو ایڈیٹر الحق کیونکر کامیابی حاصل کر سکتے تھے -

المختصر جب النجم مین اُن سوالات کے جواب سے یہ کہکر کہ اصل بحث سے انکو کچھ تعلق نہین اعراض کیا گیا تو اسی تدبیر پر اب ایک دوسرے پیرائے مین عمل کرنا چاہا -

وہ دوسرا پیرایہ یہ ہے | الحق مورخہ ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۲ء مین حسام الدین صاحب نیّر ۔ ۔ ۔

کا وہ اشتہار شائع کیا جو دو سال پہلے لکھنؤ مین شیعون کی دستگیری وحمایت یا انکی خوشامد کے لیے شایع کیا تھا۔ معلوم نہین مشتہر صاحب کو اس خوشامد کا معاوضہ بھی رؤسائے شیعہ سے ملا یا محض بمقتضای جنسیت انھون نے یہ کام کیا؟ اس اشتہار مین یہ کوشش کی گئی تھی کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ثابت کیا جائے۔

قرآن کریم کا یہ ایک عجیب وغریب معجزہ ہی کہ جو مضامین اس مین اس قسم کے بیان ہوے ہین کہ بغیر تجربہ اور مشاہدہ کے انکی بابت اطمینان قلبی ہر شخص کو حاصل نہین ہوتا۔ انکا ظہور ہر دور و ہر قرن مین ہوتا رہتا ہی۔ اسکی صدہا مثالین اسوقت مل سکتی ہین۔ جنمین سے دو تین بیان عرض کیجاتی ہین

(۱) قرآن مجید مین بیان ہوا ہی کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لواطت کا ارتکاب کرتی تھی۔ چونکہ یہ فعل فطرت انسانی کے خلاف ہی۔ صحابۂ کرام متعجب رہتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت مین ایک شخص نے اسکا ارتکاب کیا اور وہ گرفتار کیا گیا۔ حضرت علی مرتضی نے فرمایا کہ آج سے پہلے اگر قرآن مین اسکا تذکرہ نہ ہوا ہوتا تو ہم کو کبھی یقین نہ آتا کہ اس فعل کا ارتکاب کوئی انسان کرسکتا ہے ؟

(۲) قرآن مجید مین آیا ہی کہ کچھ کافر عہد نبوت مین ایسے تھے کہ باوجود معرفت حق حاصل ہوجانے کے اپنے مذہب باطل کو ترک نہ کرسکتے۔ ایک شخص تعجب کرسکتا تھا کہ یہ کیونکر ممکن ہی کہ کوئی شخص حق کو حق جان لے اور پھر اُسکی طرف رجوع نہ کرے؟ لہذا حق تعالی نے ہر زمانہ مین اسکے نمونے قائم فرمائے۔ اسوقت تمام فرقہاے باطل مین اسکی مثالین موجود ہین۔ شیعہ اور مرزائی ضلالت مآب مین اس قسم کے حضرات کا موجود ہونا عالم آشکار ہی۔ فرق قلت وکثرت کا ہی جنکی ضلالت زیادہ ہی اُسمین ایسے افراد بکثرت ہین۔ جسکی ضلالت کم ہی اُسمین ایسے اصحاب کی قلت ہی

(۳) قرآن کریم مین بیان ہوا ہی کہ عہد نبوت کے یہود ونصاری باوجودیکہ مسلمانون سے اور انسے بہ نسبت مشرکین مکہ کے اشتراک زیادہ تھا۔ مگر وہ مشرکین کو مسلمانون پر ترجیح دیتے تھے اور کہتے تھے ہٰؤلاء اہدیٰ من الذین آمنوا سبیلا۔ اور مسلمانون کے مقابلہ مین مشرکون کی مدد کیا

کرتے تھے۔ اس مضمون پر بھی کوئی شخص تعجب کرسکتا تھا کہ یہ کیونکر ممکن ہو کہ جس سے کچھ بھی ربط و اتحاد ہو۔ گو وہ کتنا ہی قلیل کیون نہ ہو بمقابلہ اسکے ایک شخص کی حمایت کیجائے جو بالکل غیر ہو۔ خصوصًا ایسی حالت مین کہ وہ غیر بر سر حق بھی نہ ہو۔

لہذا حق تعالی نے وہ نمونہ بھی قائم رکھا۔ اور اب سے دو برس پہلے حسام الدین صاحب فیض آبادی۔ اور آج ایڈیٹر الحق کو اس نمونہ کے زندہ رکھنے والون مین داخل فرمایا پوچھیے کہ آپ کو اس سے مطلب؟ شیعہ منکر قرآن ہین یا نہین ہین، اپ کو کیا؟ اگر کچھ مال و دولت اسکے معاوضہ مین ملا ہو۔ یا کچھ تقرب امراے شیعہ کے دربار مین حاصل ہوگیا ہو تو چاہے حسام الدین صاحب اُسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھین۔ مگر ایک عقلمند کے نزدیک ایسا مال و دولت جو حق فروشی کرکے حاصل کیا جائے کوڑے کرکٹ سے بدتر ہی

ایڈیٹر الحق کا مقصد اصلی اس اشتہار کے شائع کرنے سے صرف یہ ہی کہ اصل بحث کسی طرح غائب ہوجائے اور مرزا غلام احمد صاحب کے تناقض اور ظاہر البطلان دعوون کا پردہ فاش نہ ہو۔ مگر مین سچ کہتا ہون کہ یہ ناممکن ہی۔ اب وہ وقت آگیا ہی کہ آیہ کریمہ لتقطعن منہ الوتین کا معجزہ جو ایک خاص جماعت کے علم مین محدود ہی، النجم کے صفحات مین جلوہ افروز ہوکر تجلی عام فرمائے۔

لہذا اس اشتہار کے جواب سے بھی اعراض کیا جاتا ہی اور ایک مہینہ کی مہلت دیجاتی ہی۔ اگر اس درمیان مین ایڈیٹر الحق نے مرزا صاحب کے دعوون پر بحث شروع نہ کی تو انشاء اللہ تعالی سال آیندہ کے پہلے پرچہ سے یہ نادر بحث النجم مین شروع کردیجائے گی۔

حُسام الدین صاحب نے اس مضمون مین گو شیعون سے بھی مدد لی ہی مگر پھر بھی اُنھون نے شیعون کی حمایت مین بڑی محنت اُٹھائی۔ اور اپنی اس حمایت پر اُنکو ناز بھی ہی۔ لہذا ضروری ہی کہ مختصر طور پر اس مضمون کی سخافت پر اُنکو نہین۔ بلکہ ناظرین النجم کو مطلع کیا جائے۔

حسام الدین صاحب نے شیعون کے مومن بالقرآن ہونے کی تین دلیلین پیش کی ہین۔

اوّل یہ کہ شیعون کا ایمان اگر قرآن پر نہین ہی تو پھر کس چیز پر ہی ؟ -

دوم یہ کہ سترہ ہزار آیت والی روایت کی سند مجروح ہی -

سوم - شیعون کے فلان فلان عالم قرآن موجود کو کامل کہہ گئے ہین -

بس یہی تین دلیلین ہین جن کا سننا بھی ایک ذی علم عاقل کو گوارا نہین ہو سکتا - اب جواب سنیے۔
پہلی دلیل تو سبحان اللہ عجب نئی اور نرالی دلیل ہی - اور ایسی عجیب غریب کہ جس باطل مذہب کو چاہیے اسکے ذریعہ سے حق بنا دیجیے - دہریہ اور ملحد جو کوئی مذہب نہین رکھتے ، وجود الٰہی کے قائل نہین ہین کتب الٰہیہ پر ایمان کیا - انکو بھی اس دلیل سے مومن کامل بنا سکتے ہین کہ اگر انکا ایمان کتب الٰہیہ اور انبیا پر نہین ہی تو پھر کس چیز پر ہی ؟ **دوسری دلیل** کا جواب یہ ہی کہ اوّل تو اس روایت کا مجروح ہونا غیر مسلم ہی (دیکھیے مناظرہ حصہ اول) دوسرے صرف اسی ایک روایت کی بنا پر شیعون سے ایمان بالقرآن کی نفی نہین کیگئی بلکہ اور بہت سی روایتین ہین اور شیعون کا اقرار ہی کہ انھین روایتون کے موافق ہمارا عقیدہ بھی ہی - اور یہ بھی اقرار ہی کہ وہ روایتین صحیح ہین - پھر ان روایتون سے الگ ہو کر ایک قوی دلیل اور ہی جسکو تمام عالم جانتا ہی - اور وہ ایسی قطعی ہی کہ آپ بھی واقف ہین - **تیسری دلیل** کا جواب یہ ہی کہ گنتی کے دو چار شخص جو قرآن موجود کو کامل کہہ گئے انکے قول سے مذہب شیعہ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا - کیونکہ مذہب شیعہ ان گنتی کے دو چار شخصون کے اقوال کا نام نہین ہی - بلکہ بقول شیعہ انکے مذہب کی بنا ائمہ کے اقوال پر ہی - دوسرے یہ کہ ان دو چار شخصون نے کوئی دلیل موافق اصول مذہب شیعہ کے پیش نہین کی ، بلکہ اہل سنت کے دامن مین پناہ گزین ہوے ہین -
جس طرح مسلمانون مین اگر کوئی شخص خلاف قرآن وحدیث کے کوئی بات ایجاد کرے تو مسلمان اسکے ذمہ دار نہین ہو سکتے - عیسائیون مین اگر کوئی شخص کفارہ کا انکار کر جائے تو عیسائیون کو اس سے کوئی واسطہ نہین - اسی طرح شیعون کو ان گنتی کے دو چار آدمیون کے قول سے کیا تعلق ؟ بلکہ یہ لوگ خلاف احادیث ائمہ کے قرآن کے کامل ہونے کا عقیدہ اختیار کر کے مذہب شیعہ سے باہر ہو گئے -

باقی لطائف اس مضمون کے آیندہ نمبر مین انشاء اللہ تعالیٰ لکھے جائینگے -

مراسلات

محبی و مخدومی جناب مولنا محمد عبد الشکور صاحب دامت فیوضکم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ -
مین ناظرین النجم کے تفنن طبع اور حضرات شیعہ کی تسکین خاطر کے لیے اپنے والد ماجد کی کتاب **کشف التلبیس** سے (جو بجواب **نور ایمان** (شیعہ جو در حقیقت ظلمت کفر ہی) لکھی گئی تھی اور اتفاق سے اب تک شائع نہ ہو سکی اور جسکی اشاعت کے شائقین نہایت متمنی تھے۔ چنانچہ ایک حصہ جو خاص درباب متعہ ہی۔ جسکی نسبت بعض اکابر علماء نے تحریر فرمایا ہی کہ ایسی جامع اور مبرہن کتاب اس بحث مین نظر سے نہین گزری - فی الحال زیر طبع ہی اور انشاء اللہ تعالے تقریبًا دس جزو کی ضخامت کے ساتھ بہت جلد پیش ناظرین ہوگی - اور بقیہ جلدین بھی یکے بعد دیگرے انشاء اللہ جلد جلد شائع ہوتی رہینگی) ایک مضمون روانۂ خدمت گرامی کرتا ہون - براہ کرم درج اخبار فرما کر مشکور فرمائین

ایک مقام پر مطاعن خلفاے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کا جواب دیتے ہوے فرماتے ہین
"ایک طرف تو علماے شیعہ اس قسم کے خرافات بکتے ہین جن کے سننے سے آئینۂ سینہ کینہ کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہونگے - اور جہان کمالات مرتضوی کو بیان کرنے لگتے ہین تو پھر نہ پوچھیے - زمین و آسمان کے قلابے ملاتے اور اپنی پچھلی رام کہانیان ساری بھولجاتے ہین - اب **افادات مجلسی** کو ملاحظہ فرمائیے - حق الیقین صفحہ ۱۰۰ مین درباب طرق اثبات امامت ارقام فرماتے ہین " **چہارم** آنکہ حق تعالی دوست و دشمن را ہمہ محبور و مجبول بر تعظیم ایشان ساختہ حتی کہ خلفای جور و امرا ے ایشان کہ نہایت عداوت با ایشان داشتند تعظیم و توقیر ایشان مینمودند و انکار جلالت و فضل نمی نمودند چنانچہ خلفای ثلثہ با آنکہ غصب حق امیر المومنین نمودہ بودند در ایام امامت خود ظاہرا در عرض

واکرام آنحضرت وحسنین علیہم السلام نہایت مبالغہ می نمودند وتحسین عادیہ با آن کہ
بنائے کارش بر فساد وعناد بود بازانکار فضیلت ومناقب آنحضرت نمی نمود وبغیر شبہہ
در قتل عثمان نسبتے بآنحضرت نسبت نمیداد وبہمین قانع بود کہ حضرت امارت او را برآ
او باقی بدارد واقرار کند بخلافت آنحضرت وبیعت کند ومکرر مناقب وفضائل آنحضرت
را در حضور او مذکور ساختند وانکار نمی کرد انتہیٰ

نیز مجلسی آخر بحث مین لکھتا ہے۔ پس معلوم شد کہ از معجزات امام وشواہد امامت
آنست کہ حق تعالیٰ محبت ایشان در دل دوستان ومہابت ایشان را در دل دشمنان
می افگند کہ طوعاً وکرہاً در حیات وممات تعظیم ایشان می نمایند انتہیٰ"

کوئی عاقل اس جمع بین الضدین کو دیکھے۔ اگر مطاعن کو سچ مانیے تو معجزات امام
وشواہد امامت کا بطلان تسلیم کرنا پڑتا ہے اور معجزات کی تسلیم سے مطاعن کی تکذیب
اب فہولاء من اثنتی بلیتین فلیختار احدہما۔ مقتضای عقل ومحبت اہلبیت تو یہ ہے کہ ان معجزات
ودلائل امامت ہی کو تسلیم کیجیے اور خرافات ملاحدہ وزنادقہ پر خاک ڈالیے جسمین
آبرو تو خدا خدا کرکے بچے۔ خلافت نہ ملے تو بلا سے جانے دیجیے۔ یون تو خلافت
بھی گئی اور آبرو بھی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم ان ہی شواہد امامت ومعجزات امام کو بطریق قلب حقیت خلافت خلفاء ثلثہ
کی دلیل قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ باتین بابلغ وجوہ تمام وکمال خلفای ثلثہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل تھین۔ جس طرح حضرت معاویہؓ باانہمہ عناد قلبی (بقول
روافض) جناب امیر کی شان مین بزمانہ خلافت مرتضوی کلمات ناشایستہ استعمال
نہ کرسکے۔ اسی طرح جناب امیر کو بھی خلفاے ثلثہ کے خلافت راشدہ مین باانہمہ
شجاعت وبہادری بجز سکوت وتسلیم کے کوئی چارہ نہین تھا اور طوعاً وکرہاً تبع
خلفاے ثلثہ بنے رہے۔ عہد خلافت مین لب ہلانے کی جرأت نہ ہوئی (بلکہ اپنے

زمانہ خلافت مین بھی محامد خلفای راشدین {اگرچہ از راہ تقیہ ہی سہی} بیان فرماتے رہے
بخلاف جناب امیر و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے کہ ان کے باہمی مشاجرات و مقاتلات
محتاج بیان نہین ہین - ایسی واضح اور مسلمہ دلیل پہ بھی شیعے خلافت راشدہ کو
خلافت مغصوبہ کہین تو یہ خوبی عقل و فہم ہی - ـــه

اذا لم تکن للمرء عین صحیحۃ　　فلا غرو ان یرتاب و الصبح مسفر

سید احمد - غفر اللہ الصمد - از دیورہ - ضلع گیا

(۲)

متعلق ناول عالم برزخ مین واویلا

عنوان بالا کے نام سے جو دلچسپ تاریخی ناول ایک ہمدرد اسلام نے النجم مین شائع کرنے کیلیے
تیار کیا ہی جسکا ایک حصہ بطور نمونہ کے گزشتہ نمبر مین شائع ہوا ہی - اُسکو ناظرین النجم نے پسند کیا اور
بعض اصحاب نے اپنی پسندیدگی سے بذریعہ خطوط اطلاع بھی دی - چنانچہ دو خط اسوقت درج کیے
جاتے ہین -

(۱) جناب شاہ محمد زکریا صاحب خریدار النجم نمبر ۱۷۸ ضلع جونپور سے لکھتے ہین -
[illegible] رسالہ ۷ - ذیقعدہ النجم کو نخیف نے بغور پڑھا - جو لطف آیا اُسکا خدا علیم و [illegible]
یہ ناول ضرور آپ کے پرچہ کے ساتھ شائع ہو - اگر اسکے شایع ہونے مین چند رسالہ
کا اگر اضافہ ہو تو نہایت خوشی سے اُسکو منظور [illegible] ہون - جو صاحب ناول کے لکھنے
والے ہین اُنکو خداوند تعالی جزائے خیر دے - آمین ثم آمین - بہرحال مجھکو بڑی خوشی
ہوئی اس لیے آپ کو فوراً اپنے ارادے سے مطلع کرتا ہون - والتسلیم [illegible]

(۲) جناب احمد کریم خان صاحب ضلع رائچور دکن سے تحریر فرماتے ہین کہ اس ناول
کو سب لوگون نے پسند کیا - اس ناول کا شائع ہونا نہایت مفید اور ضروری ہے

(۳) ایک صاحب اور تحریر فرماتے ہین۔ کہ رسالہ شیعہ کے ایڈیٹر صاحب بڑی بیباکی سے عالم برزخ مین ہلچل والا ناول شائع کیا کرتے تھے۔ لیکن عالم برزخ مین وادیلا کے دیکھنے سے اُنکا شوق پورا ہوجائیگا۔ ناول وہ بھی لکھتے ہین اور ناول یہ بھی ہے۔ لیکن دونون ناولون مین جو فرق ہے اُسکو اہل نظر سمجھین گے ؎

ولِلزنبور والبازی جمیعا لدے الطیران اجنحۃ وخفق
ولٰکن بین ما یصطاد باز وما یصطادہ الزنبور فرق

زنبور اور باز دونون مین بوقت طیران پر اور بازو ہوتے ہین مگر باز کے شکار مین اور زنبور کے شکار مین بڑا فرق ہے۔

ایڈیٹر شیعہ کے ناول سے النجم کے ناول کو کیا نسبت ہے کہان نور کہان ظلمات۔ کہان وساوس و ہمیات۔ اور کہان آیات بینات۔ کہان شہد اور کہان حنظل۔ کہان آب حیات اور کہان زہر ہلاہل۔ کہان اسپ تازی اور کہان خر۔ کہان خیر محض اور کہان شر۔ حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور جو صاحب اس ناول کے مرتب کرنیوالے ہین اُنکو اس نیک عمل کا ثواب عنایت فرمائے۔ فی الواقع بڑی دلچسپ اور مفید چیز ہوگی۔ ضرور اسکو شائع ہونا چاہیے "

از مدیر النجم

انشاء اللہ تعالیٰ شروع سال سے جس کو تقریباً ایک مہینا باقی ہے یعنی محرم ۱۳۳۱ھ سے اس ناول کا سلسلہ شروع ہوگا۔ ناول کے مولف صاحب کو چاہیے کہ ایک حصہ کامل اُسکا دفتر النجم مین بھیجدین۔

میری رائے یہ بھی ہے کہ حاشیہ پر اُن کتابون کا حوالہ بہ نشان صفحہ وجلد دیدیا جائے جس سے مضمون کا اقتباس اس ناول مین کیا جائے۔ آیندہ جیسی مصلحت مؤلف صاحب کی ہو وہ مجھسے زیادہ اس کو سمجھ سکتے ہین۔

ایڈیٹر اصلاح کے فرار پر
ایک
دلچسپ گفتگو

ایک لائبریری ہے - جس میں اُردو انگریزی کے ہر قسم کے اخبار اور رسالے آتے ہیں - اور ہندو مسلمان سب اپنے اپنے فرصت اور تفریح کے اوقات میں وہاں جاتے ہیں - اور اپنے اپنے مذاق کے موافق رسالے اور اخبار دیکھتے ہیں - غالباً شیعون کا کوئی رسالہ وہاں نہیں جاتا - یا میری نظر سے نہ گذرا ہو - النجم بھی چند روز سے وہان جاتا ہے -

ایک روز کا ذکر ہے کہ کچھ ہندو اور کچھ شیعہ اور دو ایک سنی لائبریری میں کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے بیچ میں ایک لانبی میز تھی اسپر اخبار اور رسالے چنے ہوے تھے - اتفاقاً ایک ہندو صاحب کے سامنے رسالہ النجم رکھا ہوا تھا - انھون نے چاہا کہ میں اسکو دیکھون - جیسے ہی انھون نے اسکو اُٹھایا کہ انکی برابر کی کرسی پر جو شیعہ صاحب بیٹھے تھے - بولے " دیکھیے پنڈت جی کیا مزے کی خبر ہے" پنڈت جی چونکہ النجم کو ہاتھ مین لیے ہوے تھے ، چندان ملتفت نہ ہوے - شیعہ صاحب نے النجم کو انکے ہاتھ سے لینا چاہا اور فرمایا " پنڈت جی - آپ بھی کس واہیات رسالہ کو دیکھ رہے ہیں - یہ دیکھیے تازی تازی خبر [illegible]

مین نے یہ دیکھکر غیر طرفدارانہ لہجہ مین کہا کہ صاحب آپ کو اس سے کیا ؟ پنڈت جی کا اسوقت اسی رسالہ کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے - آپ کیون زبردستی کرتے ہیں ؟ شیعہ صاحب میری طرف دیکھکر خاموش ہو رہے - پنڈت جی تھوڑی دیر تک النجم کو دیکھتے رہے - یکایک ایک مرتبہ کہنے لگے

" یا تھولا دوست - اب مین سمجھا کہ آپ اس رسالہ کے دیکھنے سے کیون منع کرتے تھے - یار تو تو بڑی بے پر کی اُڑایا کرتا تھا کہ یدن ہمارے عالم سنیون کو ہرا دیتے ہیں اور یون جیت لیتے ہیں لکھنؤ مین جگہ مناظرہ ہوا - سنیون کے بڑے بڑے ذہل ہو ہونی بجاگ گئے - اور اب کوئی سامنے نہین آتا - ب

یہ کیا ہے؟ ایڈیٹر اصلاح کا قرار اس مین تو لکھا ہوا ہے -

شیعہ صاحب - پنڈت جی یہ سب غلط ہے - ہان مین اسلیے منع کرتا تھا کہ اسکا بڑا قصہ ہے آپ کا وقت مفت مین ضائع ہوگا اور آپ نہ سمجھین گے "

پنڈت جی - واہ میر صاحب واہ - کیا کہنا ہے - ہو آخر لکھنؤ کے - کہان تک اثر نہ ہو - پہرو ن سنیون کے بھاگنے کے قصے جو مجھ سے بیان کرتے تھے اُسمین میرا وقت ضائع نہوا تھا - اب ایک تمھارے مولوی کے بھاگنے کا نام آیا تو اس مین بڑا قصہ ہوگیا اور اب میرا وقت بھی ضائع ہوگا ، اور مین سمجھونگا بھی نہین - یار - اب مین نہ مانونگا - تم نے میرا بہت سر کھایا ہے - اب بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے - مین تو سمجھتا ہون تم سب جھوٹ کہا کرتے تھے اصل مین بھگوڑے تمھارے مولوی ہین "

شیعہ صاحب - دیکھیے پنڈت جی علماے دین کو اس طرح نہ کہیے ہمین بگڑ جائیگی - ہنسی دل لگی ہر موقع پر اچھی نہین ہوتی "

پنڈت جی - یار تم تو عجب آدمی ہو - رونے لگے ؟ سنیون کے مولویون کو تم بھگوڑا کہتے تھے کیا وہ علماے دین نہ تھے - دوست پہلے کچھ ہو، آج مین گھر تک تمھارا پیچھا نچھوڑونگا - مجھکو بھی تم پنڈت جگت پرشاد سمجھو -

شیعہ صاحب - پنڈت جی - یہ سب جھوٹھ ہے - ایڈیٹر صاحب اصلاح بھلا اس بدی سے کیا بھاگتے - یہ شخص اپنے رسالہ کو ترقی دینے کے لیے ایسی جھوٹھی جھوٹھی باتین اکثر چھاپ دیا کرتا ہے - یہ بڑا مفسد ہے - جب سے یہ رسالہ نکلا ہے شیعہ سُنی مین فساد پڑ گیا - اسکی ایک بات بھی سچ نہین ہوتی "

مین - جناب میر صاحب! کیا واقعی یہ سب جھوٹھ ہے ؟ نہ ایڈیٹر اصلاح نے ایڈیٹر النجم کو دعوت دی - نہ ایڈیٹر النجم نے کوئی جسٹری شدہ خط بھیجا - نہ ایڈیٹر اصلاح نے یہ دونو نکمی اور خلاف ... شرطین لگا کر مناظرے سے معافی مانگی ہے "

شیعہ صاحب جی ہان - یہ سب غلط اور بالکل جھوٹھ ہے !

مین اجی میر صاحب دن دہاڑے تو آنکھون مین خاک نہ ڈالیے - دیکھیے کہین بہت

پھٹ پڑے۔ میں آپ کو اسی وقت یہ سب باتیں جن کو آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں پرچہ اصلاح میں دکھا سکتا ہوں۔

شیعہ صاحب۔ جناب میری اور آپ کی گفتگو نہیں ہے۔ پنڈت جی میرے ملنے والے ہیں میری اور انکی باتیں ہو رہی ہیں۔ آپ کو بیچ میں بولنے کا کیا حق ہے۔

میں۔ اجی جناب مجھے کیا معنی۔ واہ چلتون کو بولنے کا حق ہے۔ ایسی غلط باتیں آپ کہیں تو درد و ہو۔ آپ کو ٹوک دینگے۔

پنڈت جی۔ دوست بگڑتے کیوں ہو معقول جواب دو روٹھتے کیوں دیتے ہو۔ اب تو سب قلعی کھل گئی۔ بڑی شیخیاں بگھارا کرتے تھے۔

شیعہ صاحب۔ پنڈت جی دیکھیے، میری اور آپ کی باتیں اور رنگ کی ہیں۔ اب انہیں دوسرا رنگ پیدا ہو گیا۔ اب اس گفتگو کو موقوف کیجیے۔ ورنہ آج سے میری آپکی صاحب سلامت میں فرق آ جائیگا

پنڈت جی۔ واہ میاں۔ بس تم اتنے ہی تھے (میری طرف مخاطب ہو کر) یہ میر صاحب روز میرے ہاں آیا کرتے تھے۔ میرا سائیس سنی مذہب کا ایک نوجوان لڑکا ہے۔ مہینوں سے اسکے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ تو شیعہ ہو جا۔ تیرا ادھر رہنا گھر بیٹھے مقرر کرا دینگے تیری شادی کرا دینگے۔ وہ بھی کچھ راضی ہو چلا تھا کہ مجھے خبر ہو گئی۔ میں نے میر صاحب کو ڈانٹا کہ اچھی دوستی کا حق ادا کر رہے ہو۔ ایک آدمی یا میرا ہی اسے بھی بھگائے دیتے ہو۔ اچھا تم اسکو شیعہ بنانا چاہتے ہو تو پہلے یہ بتاؤ کہ اسکے پہلے دھرم میں کیا خرابی ہے۔ بس اسی کے متعلق مجھ سے ان سے مہینوں سے گفتگو ہو رہی ہے۔ پرچہ اصلاح کی کئی مرتبہ انھوں نے مجھ سے تعریف کی کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور مناظرہ خوب جانتے ہیں۔ سنیوں میں کوئی انکا جواب دینے والا نہیں ہے۔ آج ساری قلعی میاں جی کی کھل گئی۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ صاحب سلامت بند۔ بھئی اور کچھ مجھے دیتے ہوں نہ دیں۔ خانہ آباد دولت زیادہ۔ میں آج تک ایک الائچی کا شرمندہ نہیں۔

میں۔ اچھا میر صاحب فرمایئے تو میں رسالہ اصلاح میں یہ سب باتیں آپ کو دکھاؤں۔

شیعہ صاحب۔ جناب میں کچھ نہیں جانتا۔ میں لاہریری سے رپورٹ کرتا ہوں کہ دیکھیے

گفتگو کرتے ہین، آپ کو اگر بڑا شوق ہی تو میرے ساتھ چلیے - جناب کی خدمت مین چل کر آپ کی سب باتون کا جواب مل جائیگا -

مین - میر صاحب چلیے آپ بھی کیا یاد کیجیے گا - اُٹھیے "

(باقی آیندہ)

راقم ایک نامہ نگار لکھنوی

تقریض رسالہ ابانۃ المحجہ

حکیم حافظ عبد المجید صاحب لکھنوی نے ایک رسالہ ابانۃ المحجہ لمن سلک الطریقۃ المعوجہ تالیف فرمایا ہی حکیم صاحب موصوف جھوائی ٹولہ کے مشہور طبی خاندان سے ہین جناب حکیم عبد الحفیظ صاحب کے فرزند صالح ہین -

میرے پاس یہ رسالہ اسلیے آیا ہی کہ مین اسکے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرون - گو اس وجہ سے کہ یہ رسالہ فن طب کے متعلق ہی اور میرا توغل اس فن مین نہین ہی مجھے اسکے متعلق کچھ نہ لکھنا چاہیے تاہم اس رسالہ کے موضوع اور اسکے مبحث کو جہان تک مین سمجھ سکا ہون ظاہر کر دینا اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہون - حال ہی مین جناب حکیم اجمل خان صاحب دہلوی ملقب بہ حاذق الملک نے پانچ طبی مسائل کے متعلق جمہور اطباء سلف کی تغلیط کی تھی اور اسی ضمن مین اُنکا یہ دعوے بھی تھا کہ مین نے جس قدر مخالفت اطباء سابقین کی کی ہی اگر وہ سب بیان کیجائے تو جزو مین نہ سمائے لہذا اس رسالہ مین ان پانچ مسائل کے متعلق بحث کر کے یہ دکھایا گیا ہی کہ حاذق الملک صاحب کا اجتہاد سقیم اور جمہور کا مسلک قوی و مستقیم ہی - میرے خیال مین بھی یہ بات زیبا نہین ہی کہ سلف کا اس طرح تخطیہ کیا جائے خاصکر اس زمانے مین جبکہ قوت علمیہ کی قلت قابل بیان نہین ہی - اختلاف کے لیے نوع من الاجتہاد کی ضرورت ہی (کم از کم اجتہاد فی المذہب ہی سہی - اس قسم کے مضامین میرے خیال مین حاذق الملک صاحب کی معقودہ کانفرنس کے لیے بھی مضر ہونگے.

یہ رسالہ صرف درخواست کے ساتھ محصول ڈاک بھیجدینے پر مفت ملتا ہی - پتہ کے لیے (حکیم حافظ عبد المجید صاحب - لکھنؤ - جھوائی ٹولہ) کافی ہے - اصل رسالہ عربی مین ہی اور ساتھ ساتھ مقابل اسکے ترجمہ بھی ہی - عربی زبان کی سلاست و فصاحت بھی قابل تعریف ہی -

ان تفسخ والذی یدل علیٰ ہذا التفصیل ما اخبرنی بہ الشیخ رحمہ اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن سعد بن عبد اللہ عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عثمان بن عبد الملک عن ابی سعید المکاری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا وقعت الفارۃ فی البئر فتسلخت فانزح منہا سبع دلاء فجاء ہذا الخبر مفسراً للاخبار کلہا فاما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن الحسن عن عبد الرحمن بن ابی ہاشم عن ابی خدیجہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سئل عن الفارۃ تقع فی البئر قال اذا ماتت ولم تنتن فاربعین دلواً و اذا انتفخت فیہ و نتنت نزح الماء کلہ فانا … فیہا … ہذا الخبر من الامر بنزح الاربعین دلواً اذا لم تنتفخ علیٰ ضرب من الاستحباب دون الفرض والایجاب لان الوجوب فی ہذا القدر ولم یعتبر احد من اصحابنا فاما ما رواہ احمد بن محمد بن عیسیٰ عن علی بن حدید

پھٹے۔ اس تفصیل کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو مجھ سے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سعد بن عبد اللہ سے انھوں نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے علی بن الحکم سے انھوں نے عثمان بن عبد الملک سے انھوں نے ابو سعید مکاری سے اُنھوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے جب چوہیا کنوین مین گرجائے اور اُسکی کھال پھٹ جائے تو اُس سے سات ڈول نکال ڈالو۔ پس یہ حدیث تمام حدیثون کی مفسر ہے۔ لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن حسن سے اُنھوں نے عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے اُنھوں نے ابو خدیجہ سے اُنھوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان سے چوہیا کے بابت پوچھا گیا کہ کنوین مین گرجائے تو کیا کیا جائے؟ تو امام نے فرمایا کہ اگر وہ مرجائے اور سڑی نہ ہو تو چالیس ڈول نکال ڈالو اور اگر وہ پھول گئی اور سڑ گئی ہو تو کل پانی نکال ڈالا جائے۔ پس مطلب یہ ہے کہ اس حدیث مین چالیس ڈول کا حکم … ضرورت … کے ایک قسم کے استحباب پر محمول ہے نہ فرض و وجوب پر۔ … مقدار کے واجب ہونے کا ہمارے اصحاب مین کسی نے اعتبار نہین کیا لیکن وہ حدیث جو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حدید …

لہ معلوم ہوا کہ جوبات جمیع اصحاب امامیہ کے خلاف ہو وہ کسی حدیث سے مراد نہین ہوسکتی۔ دیکھیے حدیث مین کوئی قرینہ اس امر کا نہین ہے کہ چالیس ڈول کا حکم استحباباً برمحمول کیا جائے مگر چونکہ چالیس ڈول کے وجوب کا علماے امامیہ مین کوئی قائل نہین لہٰذا استحباب پر حمل کیا گیا۔

عن بعض اصحابنا قال اذا کنت مع ابی عبد اللہ ع فی طریق مکۃ فصرنا الی بئر فاستقی غلام ابی عبد اللہ علیہ السلام دلواً فخرج فیہ فارتان فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام ارقہ فاستقی اخر فخرج فیہ فارۃ فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام ارقہ فاستقی الثالث فلم یخرج فیہ شیئ فقال صبہ فی الاناء فصبہ فی الاناء فاول ما فی ہذا الخبر انہ مرسل و راویہ ضعیف وہو علی بن حدید وہذا یضعف الاحتجاج بخبرہ ویحتمل مع تسلیمہ ان یکون المراد بالبئر المصنع الذی فیہ من الماء ما یزید مقدارہ علی الکر فلا یجب نزح شیئ منہ و ذلک ہو المعتاد فی طریق مکۃ مع انہ لیس فی الخبر انہ توضأ بذلک الماء بل فیہ انہ امرہ بصبہ فی الاناء ولیس فی ذلک دلیل علی جواز استعمال ما ہذا حکمہ فی الوضوء ویجوز ان یکون انما امرہ بالصب فی الاناء لاحتیاجہم

انھون نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ایک مرتبہ ہم (امام) ابو عبد اللہ علیہ السلام کے ہمراہ مکہ کے راستہ مین تھے ہم لوگ ایک کنوین کی طرف گئے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام کے غلام نے ایک ڈول پانی بھرا اس مین دو چوہیان نکلین امام نے فرمایا اس پانی کو پھینکدو۔ غلام نے دوسرا ڈول بھرا۔ اس مین ایک چوہیا نکلی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پانی کو بھی پھینکدو۔ غلام نے تیسرا ڈول بھرا اوس مین کوئی چیز نہ نکلی۔ امام نے فرمایا کہ یہ پانی برتن مین ڈالو۔ پس سب سے پہلی بات جو اس روایت مین ہو وہ یہ ہو کہ یہ روایت مرسل ہو۔ راوی اسکا علی بن حدید ضعیف ہو۔ اور اسکی روایت کی ہوئی حدیث سے سند لینا کمزور ہو۔ اور اگر ہم اس حدیث کی صحت کو مان لین تو بھی تو یہ احتمال ہوتا ہو کہ شاید کنوین سے مراد وہ حوض ہو جس مین اس قدر پانی آجائے کہ اُسکی مقدار ایک کُر سے زائد ہو۔ پس ایسی صورت مین کچھ پانی نکالنا بھی ضروری نہین۔ اور مکہ کے راستہ مین ایسے ہی حوض ہوتے بھی ہین۔ ان سب احتمالات کے باوجود اس روایت مین یہ مذکور نہین ہو کہ امام نے اس پانی سے وضو کیا۔ بلکہ اپنے غلام سے یہ فرمایا کہ اسکو برتن[1] مین ڈالدو۔ یہ دلیل اس بات کی نہین ہو سکتا کہ اس قسم کے پانی کا استعمال وضو مین جائز ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہو کہ برتن مین ڈالدینے کا حکم اس لیے دیا ہو کہ اس قسم کی پانی کی ضرورت

[1] برتن مین ڈالنے کا حکم صراحۃً دلالت کرتا ہو کہ وہ پانی پاک تھا ورنہ جس طرح پہلے دو ڈولون کا پانی پھینکنے کا حکم دیا اسکے بھی پھینکنے کا حکم دیتے۔ اچھا امام نے وضو بھی نہ کیا ہو مگر کیون مان لیا جائے کہ امام نے نجس پانی برتن مین ڈلوایا ۱۲

الیہ لسقی الدواب والابل والمشرب عند الضرورۃ الداعیۃ الیہ وذلک سایغ ویحتمل ایضا ان یکون الفارتان خرجا حیتین فاذا کان کذلک جاز استعمال ما بقی من الماء لان ذلک لا ینجس الماء علی ما تقدم فیما مضے ویزیدہ بیانا ما اخبرنی بہ الشیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ عن ابی جعفر محمد [illegible] بن الحسن [illegible] ابیہ عن محمد بن یحیی عن محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن [illegible] ابی الخطاب [illegible] بن موسی [illegible] زید بن اسحاق [illegible] حمزۃ الغنوی [illegible] علیہ السلام [illegible] قال [illegible] الفارۃ و [illegible] اشباہ ذلک [illegible] [illegible] الماء

جانورون کے اور اونٹون کے پلانے کے واسطے لوگون کو رہتی ہے اور یہ بات برابر رائج ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ دو چوہیان جو نکلین وہ دونون زندہ رہی ہون اور اگر یہ بات ہو تو باقی پانی کا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ زندہ نکلنے سے پانی نجس نہین ہوتا۔ جیساکہ اوپر بیان ہو چکا۔ اسکی زیادہ توضیح اُس روایت سے ہوتی ہے جو مجھ سے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے ابو جعفر یعنی محمد بن علی بن حسین بن [illegible] سے اپنے والد سے انھون نے محمد بن یحیی سے انھون نے محمد بن احمد بن یحیی سے انھون نے محمد بن ابو الخطاب سے اور حسن بن موسی خشاب سے روایت کر کے بیان کیا وہ یزید بن اسحاق سے وہ ہارون بن حمزہ غنوی سے وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہین وہ کہتے تھے مین نے امام ممدوح سے پوچھا کہ چوہیا بچھو اور اسکے مثل دوسری چیزین پانی مین گر جائین پھر زندہ نکل آئین تو کیا وہ پانی پیا جائے اور اُس سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا تین مرتبہ وہ پانی پھینک دیا جائے اور قلیل و کثیر سب کا ایک حکم ہے مابعد اسکے اُس سے پیا جائے۔ اور وضو کیا جا[illegible] سو[illegible] [illegible]کہ وہ جس پانی مین گر جائے اُس سے نفع اٹھایا [illegible]۔

ا[illegible] اگر نجس پانی کا اپنے جانورون کو استعمال کرانا جائز ہے [illegible] پہلے ڈولون کا پانی کیون پھکوا دیا؟ اور اگر نجس پانی کا استعما[ل] جانورون کے لیے بھی نہ چاہیے تو اشکال بدستور قائم رہا۔ مصنف صاحب خود بھی جانتے ہین کہ یہ تاویلات سقیم ہین۔ مگر کیا کرین احادیث امامیہ کا اختلاف مجبور کر کے ہر نا کردنی کرا لیتا ہے۔

یتوضأ منہ قال یسکب ثلث مرات وقلیلہ وکثیرہ بمنزلۃ واحدۃ ثم یشرب منہ ویتوضأ منہ [illegible] الوزغ [illegible] [illegible]

وہذا الخبر قد تکلمنا علیہ فیما مضی **اخبرنی** الحسین بن عبید اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن محمد بن علی بن محبوب عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن ابان عن یعقوب بن عثیم قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام سام ابرص وجدناہ قد تفسخ فی البئر قال انما علیک ان تنزح منہا سبع دلاء فاما ما رواہ جابر بن یزید الجعفی قال سألت ابا جعفر علیہ السلام عن السام ابرص یقع فی البئر فقال لیس بشیٔ حرک الماء بالدلو فی البئر فلا ینافی الخبر الاول لان الخبر الاول محمول علی الاستحباب وہذا الخبر مطابق لما قدمناہ من الاخبار من ان ما لیس لہ نفس سائلۃ لا ینفسد بموتہ الماء والسام ابرص من ذلک

باب البئر یقع فیہا العذرۃ الیابسۃ او الرطبۃ **اخبرنی** الشیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن سعد بن عبد اللہ

اس حدیث پر ہم اوپر بحث کر چکے ہین۔ **مجھے** حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے انھون نے علی بن حکم سے انھون نے ابان سے اُنھون نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے چھپکلی کی بابت پوچھا کہ ہمنے اُسکو کنوین کے اندر پیٹ پھٹا ہوا پایا۔ امام نے فرمایا تمھارے اوپر صرف یہ لازم ہے کہ اُس سے سات ڈول نکال ڈالو۔ **لیکن** وہ حدیث جو جابر بن یزید جعفی نے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا مین نے ابو جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ چھپکلی کنوین مین گر پڑے تو کیا کیا جائے؟ امام نے فرمایا۔ کچھ نہین ڈول کنوین مین ڈال کر پانی کو حرکت دے دو۔

پس یہ حدیث پہلی حدیث کے منافی نہین ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث استحباب پر محمول ہے۔ اور دوسری حدیث ان حدیثون کے موافق ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ جن چیزون مین خون جاری نہ ہو اُن کے مرنے سے پانی نجس نہین ہوتا اور چھپکلی بھی اسی قسم کے جانورون مین سے ہے۔

باب ۔جس کنوین مین خشک یا تر گوبر۔لید گر جائے (تو کیا کیا جائے)

مجھے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے سعد بن عبد اللہ سے

مضمون نگاری کے قواعد

گو ہمیں مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہے مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی ضروری ہے بوجہ ان قواعد کی پابندی نہو سکنے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج کا اید ہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے

وہ قواعد یہ ہین

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اس بحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔

(۲) جو مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گا یون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کر مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اردو ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو۔

(۴) خط صاف ہو کر پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ اور معاوضہ کے آرزومند نہون۔ ان اجرهم الا علی الله

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔

(۸) جو مضمون حسن و خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے اسکے لکھنے والے کو ہر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجا جایا کریگا۔

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نرکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین۔

(۱۰) ہر مضمون زیادہ از زیادہ ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی صورت کو محفوظ رکھکر شائع ہو جائیگا اور اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔

ماء اللحم انگوری

دو آتشہ

پار سال یہ ما اللحم بہیں کشید ہوا اور شائقین کے درخواستوں پر عذر کر دیا گیا اس سال ابھی سے
ان حضرات کا اصرار شروع ہو گیا جو اسکے فوائد اور بےنظیر فوائد کا تجربہ کر چکے ہیں لہذا تمام شائقین کو
اطلاع دیجاتی ہے کہ ماء اللحم تیار ہے۔ فی الواقع طب یونانی کو اپنی اس ایجاد پر جس قدر ناز ہو بجا ہے
اس زمانہ میں جب کہ ہر چیز کے جواہر اور عرق کھنچ رہے ہیں ڈاکٹری حد کمال کو پہونچ چکی ہے مگر ماء اللحم
کے مثل کوئی چیز ایجاد نہ ہو سکی۔

ماء اللحم۔ ایسی ہی چیز ہے کہ اگر اسمیں ایمانداری سے سب اجزا شریک کیے جائیں اور باقاعدہ
کشید کیا جائے تو اس سے بہتر خون صالح کی پیدا کرنیوالی، خون فاسد کی اصلاح کرنیوالی دل و دماغ
و معدہ اور تمام اعضاے رئیسہ اور علی الخصوص ارواح ثلثہ کو قوت دینے والی کوئی چیز اس سے
بہتر نہیں ہو سکتی۔ اب اس امر کے باور کرانے کے لیے کہ اس ماء اللحم میں تمام اجزا اور میوہ جات
شامل کیے گئے ہیں یہ بات کافی ہے کہ یہ ماء اللحم کارخانہ النجم میں خاص اہتمام سے کشید کیا گیا ہے
کئی قسم کے گوشت سیب۔ انار۔ انگور مشک زعفران اور دوسری مفرح ہیں تولید خون کی یہ کیفیت ہے
کہ صرف تین روز پینے کے بعد آپ اپنے جسم کا وزن کرائیں تو وزن سابق سے بہت کچھ فرق ہوگا۔

اس ماء اللحم کی قیمت

باوجود ان تمام خوبیوں کے صرف ۱۲ فی بوتل ہے۔ ۶ بوتلوں کے خریدار سے صرف ۵ لیے جائینگے محصولڈاک یا محصول
ریلوے بہر حال خریدار کے ذمہ رہیگا فی ۔ خط و کتابت میں پتہ صاف ہو قریب کے ریلوے اسٹیشن یا ڈاکخانہ کا نام
بہت صاف ہو ڈاکخانہ کیلیے ضلع اور ریلوے اسٹیشن کیلیے ضلع اور لین کا نام ہونا نہایت ضروری ہے۔

راقم منیجر النجم لکھنو عمدۃ المطابع پاٹا نالہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وبالنجم ہم یہتدون

النجم لکھنؤ

رسالہ ماہوار

جلد ۸ | فہرست مضامین — ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ — نومبر سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاءاللہ شائع ہوا کریگا

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۲۴ صفحہ کا ہوگا اور عندالضرورت اس سے بھی زیادہ ہوسکیگا

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	سے
ششماہی	عہ
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت میں محرم سے اسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائیں اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین۔

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے ہوں انکو اختیار ہوگا چاہیں ایک سال کیلیے اپنے نام رسالہ جاری کرائیں چاہیں ۳ روپیہ قیمت کی کتاب فخر النجم سے لیلین۔

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب دو روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے۔ مسلمانوں کو عقائد و خیالات۔ خصائل و عادات عبادات و معاملات کی صحیح اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کو حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جاوے اس ذیل مین انشاءاللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات دیکھے اور بہت سے مفید موثر نصائح و حالات بدیہ ناظرین ہونگے

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق ہو

(۳) غیر مذہب اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ میں کچھ حصہ جدید جدید اسلامی خبروں کا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جاینگی

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاءاللہ بزرگان سلف صالحین میں سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی۔

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	سے	شلعہ	للعہ	سعہ
ایک کالم	حہ	للعہ	عمہ	للعہ
پورا صفحہ	لعہ	عہ	صہ	للعہ

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ اجرت ضمیمہ فیصدی بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

النجم لکھنؤ یوم دوشنبہ

۷۔ ذیحجہ ۱۳۳۰ھ

عید اضحی کی نماز لکھنؤ اور لکھنؤ کے اطراف مین یوم پنجشنبہ دہم ذیحجہ کو پڑھی گئی۔

النجم کا یہ نمبر اس سال کا آخری نمبر ہے۔ آیندہ پرچہ انشاءاللہ تعالی سال نو یعنی ۱۳۳۱ھ کا پہلا نمبر ہوگا۔

۲۱۔ ذیحجہ کا پرچہ حسب معمول قدیم بوجہ تعطیل عید اضحی شائع نہ ہوگا۔ النجم کے لیے سال بھر مین یہی دو تعطیلین رکھی گئی ہین ایک عید الفطر کی۔ دوسری عید اضحی کی۔ اسکے علاوہ نہ سالگرہ کی تعطیل ہوتی ہے نہ اور کوئی۔ یہ دونون تعطیلین بھی محض اس لیے قائم کی گئین کہ ان سے شعائر اسلامیہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

آیندہ مہینہ مین سالانہ چندہ کے ویلیو روانہ ہونگے، زمانہ کا مذاق دیکھتے ہوئے یہ توکیا امید کیجائے کہ ویلیوون کی واپسی بالکل نہ ہوگی۔ لیکن اگر یہ واپسی فی صدی دس سے متجاوز نہ ہوئی تو امید ہے کہ آیندہ سال النجم کی ترقی کا سال ہوگا۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی کے لحاظ سے بھی مضامین کے لحاظ سے بھی اور پابندی وقت کے لحاظ سے بھی۔

ناظرین النجم سے قوی امید ہے کہ وہ اس مضمون کو سرسری نظر سے نہ دیکھین گے اور اس بات کی کوشش کرین گے کہ النجم کی ترقی کا ذریعہ بنین نہ تنزل کا۔ جس کے دل مین کچھ بھی درد ہو اسکے لیے اسی قدر

لکھنا کافی ہے ورنہ بڑے بڑے دفتر بے سود ہیں - جن اصحاب کو کوئی عذر واقعی ہو اور وہ اسکے سبب سے چند روز کی مہلت مانگنا چاہیں یا آیندہ انکو خریداری منظور نہ ہو تو براہ کرم اس مضمون کے دیکھتے ہی ایک اطلاعی کارڈ دفتر ہذا میں بھیجدیں -

مرزائی صاحبان اور شیعونکی حمایت

اگرچہ مرزائی صاحبان سے شیعون کی حمایت کا سرزد ہونا نہایت بعید تھا کیونکہ اس فرقہ کے اکابر مثل مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ کے اس فرقہ کے رد کرنیوالے اور اسکو ہندوؤن کلمہ گو یان اسلام مین سمجھنے والے تھے مگر حسام الدین صاحب فیض آبادی اور ایڈیٹر صاحب الحق نے ثابت کر دیا کہ حق سے مقابلہ کرتے وقت ہر نا کردنی کر گزرنے کیلئے تیار رہیں - النجم کے گزشتہ نمبر مین صاحب صوف کی تحریر پر کچھ لکھا گیا تھا اور بعض لطائف کا حوالہ نمبر ہذا پر کیا گیا تھا چنانچہ مختصراً ایک لطیفہ درج ہے

حسام الدین صاحب فیض آبادی یہ چاہتے ہین کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ثابت کر دین اور انکی صحیح ترین روایات اور انکے اکابر کے حقائق سے آنکھ بند کر لینے ہی پر قناعت نہ کرین بلکہ ایک زبردست اور بدیہی دلیل کو بھی مکابرہ کے غبار مین چھپا دین وہ **زبردست دلیل** یہ ہے کہ قرآن موجود جمع کیا ہوا خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور شیعون کے اعتقاد کے موافق معاذ اللہ حضرات خلفای ثلثہ دیانت و امانت سے بالکل بے بہرہ تھے اور ہرگز کسی طرح قابل اعتبار و اعتماد نہ تھے لہذا انکے جمع کیے ہوے قرآن پر شیعونکو ہرگز اعتبار نہین ہو سکتا۔

اس زبردست دلیل کو حسام الدین صاحب اس طرح مٹانا چاہتے ہین کہ فرماتے ہین "قرآن کو خدا نے کتاب کہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عہد رسالت ہی مین لکھ گیا تھا خلفای ثلثہ نے اسکو نہین جمع کیا"

کیا حسام الدین صاحب یہ بھی نہین جانتے کہ گو عہد رسالت مین کتابت قرآن کا انکار نہین ہے بلکہ ہیأت کذائی جمع و ترتیب [illegible] کی البتہ خلفای ثلاثہ کا خصیصہ ہے - مگر لفظ کتاب کا اطلاق اس بات سے بالکل [illegible] [illegible] زمانہ نبوت مین کتابت ہو جانے پر دلالت نہین کرتا - بلکہ لفظ کتاب کا اطلاق [illegible] تھا کہ [illegible] مین صلاحیت کتابت کی ہو - خواہ وہ صلاحیت کسی زمانہ مین [illegible] - فقط

زہد و رقائق

سلسلہ کے لیے انجم ... خطر ...

کور ہو جائیں چشم بینا ن
دزد شب کو نہ کامیابی ہو
مہ کو ہو گا کلنگ کا ٹیکا
آپ نے یہ علی سے فرمایا
بے خطر میری اوڑھ لو چادر
مالکوں کو تم اونکے دیدینا
جاتے اب ہم ہیں کہہ یا حافظ
منتظر تھے خروج سرور کے
پھینکدی ہاتھ سے سو کفار
کافروں کو نہ آئے آپ نظر
فی المثل آنکھ نے تھی آگے ناک
گرنہ گردش دونکی تھی سر پر
قصہ کوتہ سدھارے جب سرور
کیا ہر اک نے مغالطا ہر
رکتے وہ تو اس مکان سے سفر
کھٹک آنکھوں میں خاک کی پائی
کہتے تھے ہم کھڑے تھے در پر
جھانک کر کی نظر جو بستہ
پوچھا تنہا پڑے ہو تم کیونکر

شاہ دین کو نہ دیکھیں بینایاں
چشم انجم کی دیدبانی ہو
بال اونکا اگر گیا بیکا
لب معجز نما پہ یہ آیا
تم کو کفار سے نہ ہو گا ضرر
اور راہ مدینہ پھر لینا
گھر تے آواز دی خدا حافظ
آنکھیں پھیلائیں وہ بردر کے
بسر و چشم ہر اولی الابصا
مردم دیدہ رہ گئے ششدر
کو چشموں کو سوجھتا کیا خاک
کی پئے قتل مشورت کیونکر
کر گئے کافروں کو خاک بسر
تھے پئے قتل مصطفےٰ حاضر
تم کھڑے ہی رہے ہوئے نہ خبر
وجہ نادیدگی یہ ہاتھ آئی
آپ اندر سے اٹھ گئے باہر
دیکھا بیٹھا کسی کو بستر پہ
کچھ کہو اپنے ابن عم کی خبر

صاف اس گھر سے وہ نکل جائیں
رات میں گل ہوا جو دینکا چراغ
الغرض جب یہ ہو چکا سامان
کہ نہ تنہائی پہ ہو رنجیدہ
لوگوں کی کچھ امانتیں بھی ہیں
طیبہ میں آ کے ہو ملتے پاس
نکلے گھر سے مخاطب یسین
آپ نے لیکے ایک مشت طین
جھونک کر دو چشم و سر پہ لگا
کیسے وہ دیکھتے رخ حضرت
آنکھوں میں خاک کر گئی تھی کام
اونکے دیدے تھے عین دیدہ نا
آیا ابلیس اور یہ پوچھا
بولا وہ تو نکل گئے بیباک
آکے شیطان نے یہ سوجھایا جب
لیا یوں ہی طرح ہوا نہ یقین
یاں سے تشریف لیگئے کیسے
جاگے جب جانے خواب کو بھی
آگئے شب میں کہاں تھے [illegible]

حفظ حق میں نہ کچھ خلل آئے
صاف آجائیگا تم میں داغ
گھیرا ان کافروں نے آکے مکان
میرے بستر پہ تم ہو خوابیدہ
جو امانتیں میری رکھی ہیں
کافروں سے نہ کچھ ہو سواس
پیش دروازہ کافران لعین
پڑھتے لا یبصرون تک یسین
آپ وانسے نکل گئے بیباک
نور سے ناریوں کو کیا نسبت
سر پہ تھی انکے گردش ایام
ہوئی کوری انھیں پسندیدہ
کس لیے تم کھڑے ہو فکر کیا
جھونک کر تم سبھوں کی آنکھ میں خاک
ہاتھ پھیرا سبھوں نے منہ پر تب
خیرہ کو عقل تھے کم میں
سب کے آگے چلے گئے [illegible]
ذلت [illegible] باب کو دیکھا
[illegible] آپ

وان دیا وحشت سے نبی کو آزار
آپ بو غار ہین جو کوئی شے
مدتون سے ہی غار تیرہ و تار
صاف کر دونمین سارا گرد و غبار
کہ کے یہ غار کے گئے اندر
پھاڑ کر اپنی جو بہا چادر
پاسے بند اوسکو استوار کیا
رکھکے پا چشم غار مین سرور
سو گئے جاتے ہی وہ نیر جہاب
یار کو اپنے سرفراز کیا
پھر وہ دیدہ رخ پسندیدہ
بوے گیسو نے اوسکو مست کیا
پاون مین یار غار کے کاٹا
نوجہ کی زخم مار کی وہ خلش
لیکن تکلیف کا ہوا جو وفور
ہوئی بارش سرشک کی ہر سو
سبب گریہ آپ نے پوچھا
فوراً آب دہن سے پائی شفا
غار مین اپنے یار جانی کی

اور با صد ادب یہ کی گفتار
آپ کی جان سے وہ دور رہے
ہوگیا ہوگا جا بجا سوراخ
بند کردون ہر ایک ثقبہ غار
غار کو صاف کردیا آ کر
بند سوراخ کردیے کیسر
واہ کیا بندوبست غار کیا
چشم بد دور جب گئے اندر
آگیا چشم نرگسین مین خواب
استراحت کو پا دراز کیا
مردم دیدہ آئے در دیدہ
اپنی بانبی سے اونسے جست کیا
کنجہ افعی نے مار کے کاٹا
پیر کو مطلقاً نہ دی جنبش
صدمہ روح نے کیا مجبور
رخ سرور پہ بھی گرے آنسو
سانپ کے کاٹنے کا حال سنا
تھا وہ عیسوی لبو نپہ فدا
حفظ حق نے نگاہبانی کی
قدرت کبریا ہویدا تھی

آن ذرا آپ بھی رہین باہر
میری ہی جان فدائے حضرت ہو
عزم سے چشم غار ہے منیور
پس ابوبکر صاحب اخلاص
تھے جو سوراخ غار مین جو جو
ایک سوراخ رہگیا باقی
بعد ازان دی حضور کو تکلیف
آپ اندر سے تک پہنچے تھا
زانوئے یار کو کیا بالین
غار تھا عین دیدہ عشاق
ایک سوراخ تھا جو پاؤن سے بند
باہر آنے کی اسنے خواہش کی
رہے ثابت قدم مگر صدیق
استراحت مین تا نہ آئے خلل
اثر زہر جب ہوا طاری
آنسو ونسے جو تر ہو چہرہ
زخم کی جا لگایا آب دہن
اثر زہر ہوگیا زائل
سن چکے حال اندرون غار
سب حفاظت کی بات پیدا تھی

پہلے مین جاؤن غار کے اندر
پہنچے مجھکو جو کچھ مصیبت ہو
ثقبون کا دیکھنا ہے مجھکو ضرور
جان نثاری تھا جنکا شیوہ خاص
بند کرگئے انھین کیا نابود
اور نہ کپڑا رہا ذرا باقی
یعنی اب آپ آئیے تشریف
خواب کا وقت آن پہنچا تھا
پردۂ چشم غار رہتا تھا یہین
مردم دیدہ تھے نہ بیتاب ق
رہتا تھا اوسمین ایک مار زنم
سدرہ چہرہ کے کاوش کی
واہ جب یون ہوا بافق شاہ عربیہ
خواب خوش مین نہ آپ ہون بیکل
اشک آنکھون سے ہوگئے جاری
خواب سے آپ ہوگئے بیدار
آب دیدہ تھی وہ لعاب دہن
طرفہ تریاق تھی یہ الحاصل
اب سنو حالت برون غار

ایڈیٹر اصلاح کے فرار پر
ایک
دلچسپ گفتگو
۲

ایک دوسرا شیعہ - جناب کی خدمت مین جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اُنکو ایسی باتون مین تکلیف دینا داخلِ گستاخی ہے۔ کوئی بڑا اہم معاملہ ہوتا جس کے فیصلہ مین معمولی علما کو دقت درپیش ہوتی تو البتہ اُنکو تکلیف دینا مناسب تھا"

پنڈت جی - کیون صاحب! یہ جناب کیا کسی کا نام ہے؟"

مین - نام تو نہین ہے۔ مگر آپ سمجھ لیجیے کہ شیعہ حضرات کو شروع ہی سے لقب دینے کی بڑی مشق ہے جس کو جو لقب چاہتے ہین دیتے ہین۔ جس کو چاہا امام بنالیا جس کو چاہا شہید کا لقب دیدیا۔ ان کے یہان ایک مولوی ناصر حسین ہین اُنکے یہان تین پشت سے رد اہل سنت کا کام ہوتا ہے۔ اور اسی کام مین رات دن مشغول رہتے ہین۔ اس خدمت کے صلہ مین اُن کو جناب کا لقب دیا گیا ہے"

پہلا شیعہ - کیون صاحب! ہمنے کس کو امام کا لقب دیا اور کس کو شہید کا لقب دیا؟ یہ القاب تو خدا کی طرف سے جسکو ملے ہین ملے ہین۔ ہم کون دینے والے ہے"

مین ہان اس کا ثابت کرنا میرے ذمہ ہے۔ مین آپ کو دکھا دونگا کہ آپ نے کیسے کیسے لوگون کو [illegible] مثل انکے دوسرے القاب دیے ہین۔ مگر براہِ کرم ایک تھوڑا سا صبر فرمایئے پہلے وہ مرحلہ طے ہوجانا چاہیے جس پر گفتگو شروع ہوئی تھی"

دوسرا شیعہ - حضرت۔ وہ مرحلہ تو طے ہوا ہی نہ ہوگا۔ تیرہ سو برس گزر گئے [illegible] نہ ہوا تو اب کیا طے ہوسکا"

مین - صاحب وہ تو کوئی ایسی بات نہین - صرف یہ ہے کہ مین پرچہ اصلاح مین آپکو دکھا دون کہ اڈیٹر اصلاح نے اڈیٹر النجم کو دعوت مناظرہ دی اور اڈیٹر النجم مستعد ہوے اڈیٹر اصلاح سے وقت و تاریخ دریافت کی جس کا جواب اُنھون نے یہ دیا کہ جس وقت اور جب چاہے آئیے باستثنائے یوم حسینی پھر مین آپ کو اصلاح مین یہ بھی دکھا دون کہ اڈیٹر اصلاح نے شوال کے پرچہ مین دو شرطین بڑھا دین اول یہ کہ ۱۵ شوال تک لکھنؤ پہونچ جائیے - دوسرے یہ کہ فلان فلان دو اشخاص کو حکم بنا کر اپنے ساتھ لائیے ؛ اور یہ اشخاص ایسے ہین کہ ہرگز اڈیٹر صاحب النجم کا کوئی اختیار و اقتدار ان پر نہین اور بعض تو ایسے ہین کہ ہرگز وہ کسی طرح اس کام کیلیے راضی نہ ہونگے - بس یہ مضامین مین اصلاح مین دکھا دون جیسے قصہ فیصل - اور جبکہ آپ جانتے ہین کہ یہ قصہ نہ طے ہوا ہے نہ ہوگا تو پھر آپ ناواقف سنیون کو چھیڑتے کیون ہین - پنڈت جی کے سائیس کو آپ نے کیون چھیڑا ؟ اُسے شیعہ ہونے کی کیون ترغیب دی -

دوسرا شیعہ - حضرت یہ ان کی (پہلے شیعہ کیطرف اشارہ کرکے) نادانی ہے - اب معاف کیجیے اور اس گفتگو کو جانے دیجیے - ان باتون مین اچھے دل بُرے ہوجاتے ہین -

مین - صاحب - کوئی معاف کرنے کی بات نہین - نہ آپ نے میرا کچھ قصور کیا ہے نہ انھون نے اور میرے خیال مین تو اس گفتگو سے بُرے دل اچھے ہوجانے چاہیین نہ برعکس -

پنڈت جی - واقعی آپ سچ کہتے ہین - اس مین کسی کے برا ماننے کی بات نہین - اصل بات یہی کہ میر صاحب مجھ سے کہا کرتے تھے کہ مباحثہ مین سنیون کے مولوی بھاگ جاتے ہین - اس کا حال اب مجھے معلوم ہوگیا کہ سنیون کے مولوی نہین بھاگتے بلکہ شیعون کے مولوی بھاگ جاتے ہین ؛

پہلا شیعہ - واہ پنڈت جی واہ - خوب حق دوستی ادا کیا - یہ اک طرفہ فیصلہ ؟

پنڈت جی - میان جی - مجھ سے تو تم صاحب سلامت تک بند کرچکے - حق دوستی کیا - اور کیا حق دوستی کا تمھارے یہان یہی مطلب ہے کہ بے ایمانی کرکے خواہ مخواہ تمھاری طرفداری کرون - اور یکطرفہ فیصلہ تو مین نے نہین کیا - مین نے تو تمھاری بھی تقریر سنی اور انکی بھی -

اس گفتگو میں اور بھی بہت سی متفرق باتیں ہوئیں جو مجھے یاد نہیں رہیں - وقت لائبریری کا ختم ہوگیا - اور جلسہ برخاست ہوا -

دوسرے دن پھر میں لائبریری گیا - پنڈت جی تو تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے - مگر وہ شیعہ صاحب نہ آئے - پنڈت جی نے مجھ سے کہا کہ صاحب آج صبح کو بڑے سویرے وہ میر صاحب میرے گھر پہنچے اور کل کی باتوں کا پھر اعادہ کیا - میں نے کہا یہ بتاؤ ایڈیٹر اصلاح کے حوالہ سے جو باتیں سنی صاحب نے بیان کی تھیں وہ صحیح تھیں کہ نہیں ؟ میر صاحب نے اقرار کیا کہ ہاں وہ باتیں صحیح تھیں بے شک ایڈیٹر اصلاح نے خود ہی دعوت دی اور خود ہی مناظرہ کو ٹال گئے - مگر اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ اول تو ایڈیٹر النجم لسان بہت ہیں - اور آپ جانتے ہیں کہ اسی لسانی کی بدولت جھوٹا مقدمہ سچا اور سچا جھوٹا ہو جاتا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ جلسہ ہوتا تو بڑا فساد ہو جاتا - اور ہم لوگ فساد کے پاس نہیں جاتے "

میں نے انکو بہت قائل معقول کیا کہ اگر یہی بات تھی تو پہلے دعوت کیوں دی - کیا پہلے سے ایڈیٹر النجم کی لسانی سے واقف نہ تھے ؟ کیا پہلے سے نہ جانتے تھے کہ جلسہ ہوگا تو فساد ہو جائیگا - اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھے تھے کہ ایڈیٹر النجم پرائے گھر میں مباحثہ کیلیے کیوں جانے لگے مثل مشہور ہے کہ کتا بھی اپنے گھر میں شیر ہوتا ہے - مگر جب ایڈیٹر النجم نے اسکو بھی منظور کر لیا تو لگے بیان بغلیں جھانکنے - آخر بھاگ کھڑے ہوئے بس میر صاحب بس - اب باتیں نہ بناؤ - مجھے معلوم ہوگیا - تمھارے مذہب میں کچھ جان نہیں ہے" یہ کہکر میں نے اپنے سئیس کو آواز دی - اور انھیں میر صاحب کے سامنے سب قصہ اسے سنایا - اور کہا کہ تمھارا دھرم بڑا طاقت دار ہے - تم ہرگز اسکو نہ چھوڑنا اور کسی کے بہکانے میں نہ آنا -

پنڈت جی کی یہ گفتگو سنکر میں نے شکریہ ادا کیا - اور اُنسے اجازت مانگی کہ اس گفتگو کو شائع کردیا جائے پنڈت جی نے اجازت دی - مگر اپنا اور ان شیعہ صاحبوں کا نام مخفی رکھنے کی تاکید کر دی - اور مجھے انکے نام معلوم بھی نہ تھے -

راقم - ایک نامہ نگار لکھنوی -

قصۂ قرطاس و مسئلہ غصب خلافت

پر

سرسری نظر

خدا کی قدرت ایک طرف شیعون کے عام اعتراضات اور دوسری طرف ائمہ پاک اہلبیت علیہم الصلوۃ والسلام کی احادیث و روایات پر جہان تک غور و خوض کیا جائے تو یہ افسوسناک نتیجہ عقل رسا اور ادراک نکتہ سنج پر زیادہ عرصہ تک مخفی نہین رہ سکتا کہ یہ گروہ ایک حد تک فاش غلطیون اور غلط فہمیون کا شکار ہوتا رہا ہے۔ من جملہ اُن بڑی بڑی غلط فہمیون کے جو صدہا برس سے نزاع شیعہ و سنی کا باعث ہو رہی ہین۔ ایک غلط فہمی مسئلہ خلافت کے متعلق بھی ہے یعنی شیعہ کہتے ہین کہ "حق خلافت بلا فصل جناب علیؓ کا تھا، حضرت عمرؓ نے مزاحمت کی اور ان کا حق چھین کر ابو بکرؓ کو دیدیا" اور بنا اس غصب کی قصۂ قرطاس پر ہے۔ اتفاق سے ایک دو روایات بخاری میں بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہین۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مرض الموت مین قلم دوات منگائی تھی۔ اس ارادہ سے، کہ ایک ایسی وصیت لکھ جائین جس سے مسلمان گمراہ نہ ہون۔ لیکن بعض صحابہؓ نے کہدیا کہ ہم مین کتاب خدا موجود ہے اور وہی ہدایت کے لیے کافی ہے، اسلیے وصیت لکھنے لکھانے کی تکالیف اس نازک وقت مین رسول پاک کو دینا مناسب نہین، وغیرہ وغیرہ۔ شیعون کو اس روایت سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ وصیت مذکورہ خاص حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کی غرض سے ہی لکھی جاتی تھی۔ اور جن صحابہؓ نے اسکی مخالفت کی انکو بھی یہ غرض معلوم ہو چکی تھی۔ اور ان مخالفین کے سرغنہ عمرؓ ہی تھے"۔

باوجودیکہ بخاری کی روایت کیا بلحاظ اصول محدثین اور کیا بلحاظ خود مضمون حدیث کے قرآن مجید اور شان رسول کریم کے منافی ہے پھر بھی شیعہ اسکو منزلہ حدیث متواتر قطعی الصدور کے

مانتے ہین ہس قصۂ قرطاس کو انھون نے یہانتک مشتہر کر دیا ہی کہ اب اس سے انکار کرنا گویا امر واقع کا انکار ہی۔ شعرائے شیعہ اسکو اپنے کلام مین منظوم بھی کر چکے ہین چنانچہ ایک لکھنوی شاعر کہتا ہی

خط وہ لکھتا ہی تو لکھنے نہین دیتے ہین رقیب

ماجرا یہ بھی کم از قصۂ قرطاس نہین

اس تمہید کے بعد ذیل مین چند ایسی حدیثین ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین جس سے قصۂ قرطاس اور غصب خلافت دونون شبہات ایک آن مین انشاء اللہ رفع ہو جائین - وہو ہذا

اول - کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ مصنفہ شیخ صدوق مین ایک لمبی حدیث ہی جس کا مطلب لحصا بقدر الحاجۃ یہ ہی کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کو پورا کر چکے اور اپنے ایام (حیات) کو کامل گذار چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ یا محمد قد قضیت نبوتک و استکملت ایامک فاجعل العلم الذی عندک والایمان والاسم الاکبر ومیراث العلم وآثار النبوۃ عند علی ابن ابیطالب علیہ السلام فانی لم اقطع العلم والایمان والاسم الاکبر ومیراث العلم وآثار علم النبوۃ من العقب من ذریتک کما لم اقطعہا من بیوتات الانبیاء الذی کانوا بینک وبین ابیک آدم الخ یعنی اے محمد تم نے اپنی نبوت کو پورا کر دیا اور اپنے ایام کو کامل، پس جو علم اور ایمان اور اسم اکبر اور میراث علم اور ترکات انبیاء تمھارے پاس ہین۔ سب علی ابن ابی طالب کو حوالہ کردو۔ تحقیق مین اُس علم اور ایمان اور اسم اکبر اور میراث علم اور آثار علم نبوت کو پیچھے تیری اولاد مین بھی قطع نہین کرونگا جیسے کہ مین نے اُن انبیا کے گھرانون سے قطع نہین کیا جو کہ تیرے اور تیرے باپ آدم کے درمیان مین گذرے ہین۔

اکمال الدین مطبوعہ ایران ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۰۵ -

دوم - ملا باقر مجلسی فرماتے ہین در احادیث بسیار از ائمہ اطہار صلوات اللہ علیہم منقول است که حق تعالیٰ علوم ہمہ پیغمبران را از برائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع کرد وآنحضرت ہمہ ابا و صیائے خود بمیراث داد وبآنحضرت رسید توریت وانجیل وزبور وصحف آدم وشیث وادریس وابراہیم وکتابہائے ہمہ پیغمبران صلوات اللہ علیہم اجمعین الخ یعنی ائمہ اطہار کی بہت سی حدیثون مین آیا ہی کہ خدا وند کریم نے

سب پیغمبرون کے علوم آنحضرت صلعم کے لیے جمع کیے اور آنحضرت علیہ السلام نے وہ سب کے سب اپنے اوصیاؤن کو میراث مین دیے اور آنحضرت کو پہونچین توریت انجیل زبور آدم و شیث اور ادریس اور ابراہیم کے صحیفے غرض سب پیغمبرونکی کتابین"۔ حیات القلوب - جلد ۲ باب ۱۲ -

سوم - ملا باقر مجلسی فرماتے ہین - وبعد ازین خواہد آمد احادیث بسیار کہ پیراہن یوسف کہ حق تعالی برائے ابراہیم فرستادہ وقتیکہ اورا باتش انداختند وعصاء وسنگ موسی وانگشتر سلیمان وطشت قربانی وتابوت سکینہ وغیر انہا از آثار پیغمبران بآنحضرت رسید واز آنحضرت بائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم منتقل گردید - حیات القلوب جلد ۲ باب ۱ -

یعنی اس کے بعد بہت سی حدیثین آئینگی کہ قمیص یوسف کی جو خدا نے اُن سے پہلے حضرت ابراہیم کی خاطر بھیجی تھی جبکہ دشمنون نے انکو آگ مین ڈالدیا تھا - اور موسی کا عصا اور پتھر (جسکے بارہ چشمے پھوٹ کر بہ نکلے تھے) اور سلیمان کی انگوٹھی اور قربانی کا طشت اور تابوت سکینہ وغیرہ سابقہ پیغمبرون کے ترکے آنحضرت نے پائے تھے اور پھر آنحضرت سے امامان پاک کے سپرد کیے گئے -

چہارم - مجلسی اس باب ۱۲ مین تمام اوصیاے انبیا کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہین - وبردہ وصیت ہا وکتابہا بن تسلیم نمود و من بتو تسلیم میکنم - یا علی - وتو بہ وصی تسلیم کن تا اوصیاے تو از فرزندان تو تسلیم نماید کہ ہر یک بدیگرے برسند تا برسد بامام دوازدہم کہ بہترین اہل زمین ست بعد از تو - حیات القلوب جلد ۲ -

یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ بردہ نے وصیتین اور کتابین مجھے سونپ دین اور اے علی مین تیرے حوالہ کرتا ہون اور تم اپنے وصی کے حوالہ کرنا تا وہ تیرے اوصیاء کے حوالہ کرے جو تیرے فرزندون سے ہون - تاکہ ایک دوسرے کو دیتا جائے - یہان تک کہ بارھوین امام کو پہونچین جو تیرے بعد تمام اہل زمین سے بہتر ہو -

پنجم - اصول کافی مین ایک حدیث ہے لما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الوفاۃ دعا

العباس بن عبد المطلب و امیر المومنین الخ اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۱۴۴

یعنی جب آنحضرت صلعم کا وقت وفات نزدیک ہوا تو آپ نے حضرت عباس اور جناب علی کو طلب فرمایا۔ پہلے حضرت عباس کو چاہا کہ میرے خلیفہ ہو۔ میرے قرض کو ادا کردینا تو حضرت عباس نے عذر کیا کہ مین بڈھا ہون اور عیالدار۔ اسپر جناب رسول صلعم نے حضرت علی کو مخاطب فرماکر ارشاد فرمایا کہ آؤ تم میرے وصی ہو۔ میرے قرض کو ادا کرو۔ میرے وعدون کو پورا کرو۔ وغیرہ وغیرہ

ششم ۔ ملا باقر مجلسی نے اس روایت کو حیات القلوب مین بھی بیان کیا ہے۔ حضرت عباس کے انکار کے بعد جب جناب علی نے وصی اور خلیفۂ رسول ہونا منظور کیا تو آنحضرت نے اُنسے یون خطاب فرمایا "یا علی توئی برادر دنیا و در آخرت ووصی و خلیفۂ من در اہل و امت من"

پھر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ ہماری ذیل کی چیزین لاؤ۔ خود ۔ جسکو ذو الجبین بھی کہتے ہین ۔ زرہ ۔ جسکو ذات الفضول کہتے ہین ۔ رایت جسکو عقاب اور شمشیر جسکو ذو الفقار اور عمامہ جسکو سحاب ۔ اور دوسرا عمامہ جسکو تحمیہ کہتے ہین ۔ چادر اور ابرق اور چھوٹا عصا اور چوب دست جسکو ممشوق کہتے ہین ۔ دو جفت نعل عربی ۔ جنمین سے ایک کو پیوند لگا ہے اور دوسرے کے نہین ۔ اور وہ پیراہن جسے شب معراج مین پہنا تھا ۔ اور وہ پیراہن جسکو جنگ احد مین پہنا تھا ۔ اور وہ تین کلاہ جن مین سے ایک سفر مین دوسری عید کے دن اور تیسری اپنے اصحاب مین بیٹھنے کے وقت پہنتے تھے ۔ اور دو واسترجن کے نام شہبا اور دلدل ہین ۔ اور دو اونٹنیان عضباء اور صہبا ۔ اور دو گھوڑے جناح اور خیزوم ۔ اور وہ گدھا جسکو یعفور کہتے ہین ۔

حضرت بلال نے جب یہ سب چیزین لاکر جمع کین تو آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ اے علی اٹھو اور ان چیزون پر قبضہ کرو میرے جیتے جی ۔ تاکہ یہ لوگ جو حاضر ہین سب گواہ ہون ۔ اور میرے بعد کوئی کسی قسم کا تنازع نہ کرے ۔ حضرت علی فرماتے ہین کہ مین اُٹھا اور میرے پانون مین چلنے کے لیے طاقت نہ تھی ۔ پس بڑی مشکل سے مین گیا ۔ اور سب چیزون کو اپنے ساتھ گھر لیگیا ۔ اور پھر واپس آگیا اور آن حضرت صلعم کی خدمت مین آکر کھڑا ہوگیا ۔ جب آپ کی نظر مبارک مجھپر پڑی آنحضرت صلعم نے اپنی انگشتری

اپنے دست حق پرست سے اتاری اور میرے ہاتھ میں ڈالدی۔ اُسوقت سارا گھر بنی ہاشم اور سب مسلمانون سے بھرا ہوا تھا۔ اور باوجود اُس ضعف کے کہ سر مو کو بھی اب سنبھال نہ سکتے تھے اور آنحضرت کا سر مبارک کبھی داہنی حرکت کرتا کبھی بائین آپ نے اسقدر آواز بلند فرمائی کہ سبھون نے سن لی۔ آپ نے فرمایا۔

اے گروہ مسلمانان۔ علی برادر من ووصی من وخلیفۂ من ست در اہل و امت من و علی ادا میکند دین مرا۔ و وفا میکند بوعدہائے من۔ اے گروہ فرزندان ہاشم و فرزندان عبد المطلب و اے گروہ مسلمانان دشمنی با علی مکنید و مخالفت امراو منمائید کہ گمراہ شوید و حسد برو مبرید و از جانب او بسوے دیگرے رغبت منمائید کہ کافر می شوید" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۰۲۔

ہفتم۔ اصول کافی مین امام صادق علیہ السلام سے ایک حدیث ہو کہ آپ نے فرمایا کہ ہم مین جو رسول صلعم کے سلاح ہین اُنکی مثال ایسی ہو جیسے بنی اسرائیل مین تابوت (سکینہ) تھا جس گھرانے کے سامنے تابوت پایا جاتا تھا۔ وہی نبوت پاتا تھا۔ پس ہم مین سے جس کے پاس سلاح (رسول) ہون اُسی کو امامت کا وارث سمجھنا چاہیے۔ اصول کافی صفحہ ۱۴۵۔

ایک دوسری حدیث بھی قابل غور ہو۔ انما دار التابوت دار الملک و انما دار السلاح فینا دار العلم یعنی بنی اسرائیل مین جہان جہان تابوت پھرتا وہین صاحب مملکت بھی ہوتے جاتے۔ اور ہم مین جدھر جدھر (رسول کے) ہتھیار پھرتے ہین علم بھی وہین پھرتا آتا ہو۔ صفحہ ۱۴۶۔

ہشتم۔ اصول کافی اور کتاب گوہر مراد ملا عبد الرزاق لاہجی فصل ۱۲ مین نص و صفات و علامات ائمہ علیہم الصلوۃ والسلام مین ذکر کیا ہو کہ وہ قرآن مجید کے تمام علوم و احکام پر حاوی ہوتے ہین۔ انکو اسم اعظم کے ۷۲ حروف دیے گئے ہین۔ اور عصای موسیٰ و حجر موسیٰ کہ چشمہاے آب ازان می تراوید۔ و قمیص آدمؑ و خاتم سلیمانؑ اور سلاح رسولؐ و درع رسولؐ۔ ہر کہ نزد او بہ بیت سلاح رسول اللہ پیش او باشد امامت از وست" اور جفر احمر اور جفر ابیض و جامعہ و مصحف

فاطمہ وصحیفۃ الی غیر ذلک مما ہو مذکور فی کتب حدیثنا المرویۃ عنہم علیہم السلام"

نہم - اصول کافی مین امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ قال خرج امیر المومنین ذات لیلۃ بعد عتمۃ و ہو یقول ہمہمۃ ہمہمۃ ولیلۃ مظلمۃ خرج علیکم الامام علیہ قمیص آدم و فی یدہ خاتم سلیمان و عصا موسیٰ - اصول کافی کتاب الحجۃ - صفحہ ۱۴۲

یعنی ایک رات جناب علی باہر کو نکلے اور آپ فرماتے تھے ہمہمہ ہمہمہ (شیر کی گرج) اور رات اندھیری ہے - یہ لو تمھارا امام تیر نکلا ہے - وہ آدم کی قمیص پہنے ہوے ہے اور سلیمان کی انگوٹھی اور عصا موسیٰ کا اُسکے ہاتھ مین ہے -

دہم - کتاب مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستری مین بحوالہ کتاب مختار ، سعید الاعرج التیمی الکوفی کے حال مین اُس سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس مین دو شخص زیدی آئے تھے اور دریافت کیا تھا کہ آیا تم مین سے کوئی امام مفترض الطاعۃ ہے ؟ امام صادق نے فرمایا کہ " چنین کسی درمیان خود نمی شناسیم " (ص۱۶۵) پھر وہ چلے گئے تو امام نے فرمایا - کیون بھئی انکو پہچانتے ہو - کون تھے ؟ حاضرین نے عرض کیا - ہان زیدی تھے - اور انکا گمان ہے کہ حضرت رسول کی شمشیر عبداللہ بن حسن کے پاس ہے ،، امام نے فرمایا " جھوٹ کہتے ہین " اور تین بار انپر لعنت کر کے فرمایا " واللہ آن شمشیر را عبداللہ نہ دیدہ است و بدست پدر او نیز نہ رسیدہ مگر آنکہ از دور آنرا حمایل علی ابن الحسین دیدہ باشند - و اگر راست میگویند از ایشان بپرس کہ آن شمشیر چہ علامت دارد"
یعنی خدا کی قسم عبداللہ نے وہ شمشیر نہین دیکھی بلکہ اُسکے باپ کو بھی نہین پہونچی - البتہ دور سے اگر امام زین العابدین کے پاس دیکھ پائی ہو تو دوسری بات ہے - اور اگر سچ کہتے ہین تو اُن سے دریافت تو کرو کہ اُس شمشیر کی علامت کیا ہے ؟

اسکے بعد امام نے فرمایا کہ واللہ سیف رسول اللہ اور علم ہمارے پاس ہے - اور خدا کی قسم ہمارے پاس ہین الواح موسیٰ اور انکا عصا - اور تحقیق ہمارے پاس ہے خاتم سلیمان بن داود اور ہمارے پاس ہے وہ طشت قربانی اور تابوت سکینہ اور جناب رسول کی زرہ اور تحقیق ہمارے پاس ہے علم

(مہدی) جب رسول کی زرہ پہنیں گے تو اُنکو پوری آجائیگی۔ اور امام باقر نے پہنی تھی اور پوری آگئی تھی۔ اور میں نے بھی اُسے پہنا ہے وہ ٹھیک آگئی تھی۔" مجالس المومنین مطبوعہ طہران صفحہ ۱۲۶ ترجمہ سعید الاعرج۔

یازدہم۔ کتاب ناسخ التواریخ جو شیعوں کی اکلوتی تاریخ ہے۔ اسمیں لکھا ہے کہ جب جناب علی علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو روسا بنی ہاشم اور شیعون کی مجلس منعقد فرمائی۔ اور اپنی کتاب اور سلاح امام حسن علیہ السلام کو عطا فرمائے۔ ثم قال یا بنی امرنی رسول اللہ ان اوصی الیک وان ادفع الیک کتبی وسلاحی کما اوصی الی رسول اللہ ودفع الی کتبہ وسلاحہ وامرنی ان امرک اذا حضرک الموت ان تدفعہ الی اخیک الحسین ثم اقبل علی ابنہ الحسین الخ۔ ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ۱۳۱۰ھ صفحہ ۲۷۔

یعنی فرمایا اے میرے بیٹے مجھے رسول اللہ نے امر فرمایا تھا کہ میں تجکو وصی کرون اور اپنی کتابیں اور ہتھیار تجکو دیدوں۔ جس طرح خود رسول اللہ نے مجھے وصی بنایا اور اپنی کتابیں اور اپنے ہتھیار میرے حوالہ فرمائے تھے اور پھر مجکو حکم دیا تھا کہ جب تم (امام حسن) کو وقت مرگ آجائے تو اسی طرح یہ چیزیں اپنے بھائی امام حسین کے حوالہ کرنا۔ چنانچہ اسی روایت میں ہے کہ جب امام حسن فوت ہونے لگے تو اُنھوں نے واقعی کتابیں اور ہتھیار اور اثاثہ امامت اور مواریث انبیا اور اسم اعظم اُن (امام حسین) کے حوالہ کردیا۔ یہ واقعہ ۲۸ صفر ۵۰ھ ہجری کو ہوا تھا۔

اصل عبارت کتاب مذکور "لاجرم چون حسن علیہ السلام را وفات رسید حسین علیہ السلام را وصی خویش فرمود وکتب وسلاح را باو گذاشت واثاثۂ امامت باو تفویض فرمود ومواریث انبیا واسم اعظم او را داد واین واقعہ در بیست وہشتم شہر صفر المظفر در سال پنجاہم ہجری بود۔ و این اول روزیست کہ حسین علیہ السلام بصورت ظاہر متصدی امامت وہدایت اُمت گشت ومحمد بن حنفیہ وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر ودیگر صنادید قریش وعلمای اصحاب وزعماء شیعیان اطاعت حضرتش را متقلد ومتابعت ورا متفق گشتند در معضلات فرائض ومشکلات سنن

جنابش را بنا بندہ آمدند صفحہ ۳۷ ناسخ التواریخ۔

دوازدہم ۔ بحار الانوار مین بحوالہ کتاب منتخب البصائر بروایت حسین بن ہمدانی ایک روایت مرقوم ہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ رجعت مین جناب امام حسین علیہ السلام مع اصحاب ولشکر کے کوفہ مین وارد ہون گے ۔ اور اُسوقت بہت سے لوگ روے زمین سے ہاں اکٹھا ہونگے امام حسین کوفہ مین پہونچین گے اور اسی کو اپنا صدر مقام تجویز فرمائین گے ۔ اسی اثنا مین امام حسین اور اُنکے اصحاب کو امام مہدی کی خبر کوفہ مین پہونچے گی ۔ آپ کے اصحاب آپ سے دریافت کرین گے کہ یہ کون ہی جو ہماری مملکت مین آگیا ہی؟ امام حسین فرمائینگے کہ آؤ باہر چلین اور دیکھین کہ یہ شخص کون ہی اور اسکا مطلب کیا ہی" درآن حال امام حسین گوید کہ اگر تو مہدی آل محمد ی پس کو عصای جدت رسول خدا ۔ وانگشتر ولباس وعمامہ واسپ او واسترش غضباء نام واسترش دُلدُل نام والاغش یعفور نام واسپش براق نام وتاجش وقرآنے کہ امیر المومنین جمع کردہ کہ بے تغییر وتبدل است ۔ دران حال قائم سلہ احضار می فرماید کہ ہمہ آنہا دران دران می باشد۔ صادق فرمود کہ دران سلہ می باشد ہمہ انبیا و متروکات ہمہ پیغمبران حتی عصاے آدم ونوح وترکہ ہود وصالح ومجموعہ ابراہیم وپیمانہ یوسف وپیمانہ وترازوے شعیب وعصاے موسی وتابوت او کہ بقیہ ترکہ موسیٰ وآل ہارون ست وآنرا الملائکہ برمیدارند وزرہ داؤد وانگشتر سلیمان وتاجش واسباب واثاث سیاے عیسے ومیراث ہمہ انبیا ومرسلین دراین سلہ می باشد" الخ ۔ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۳۶۹ ۔

اشیاے مندرجہ نمبر ہذا کا ترجمہ تقریباً نمبر ششم مین آگیا ہی ۔ اس روایت مین صرف ایک لفظ سلہ ہی ۔ غیاث اللغات مین سلہ کے معنی پٹاری کے لکھے ہین ۔ گویا یہ تمام چیزین امام حسین کے معائنہ کے لیے امام مہدی ایک پٹاری سے نکال کر دکھائینگے ۔

فوائد

احادیث مذکورۂ صدر سے بہت سے استدلال ہوسکتے ہین گمر ذیل کے چند استدلال پر

اکتفا کیا جاتا ہی :-

اول یہ کہ مثل مشہور ہی کہ عقلمند کے لیے ایک اشارہ کافی ہی - مین نے خدا کے فضل سے ایک چھوڑ بارہ احادیث صحیح اور متواتر کو کتب معتبرۂ شیعہ سے جمع کیا اور انکو اس ترتیب سے قلمبند کردیا ہی کہ مطالب مطلوبہ خاص و عام ناظرین کے ذہن نشین ہو سکے - یہ بارہ احادیث کیا ہین گویا بارہ اماموں کی وصیت کی مختصر مگر مدلل تاریخ ہی - امید نہین کہ کسی خوش اعتقاد شیعہ کے دل مین ازین بعد قصہ قرطاس کا وسواس خطور کرے -

دوم - بخاری کی روایت قرطاس اول تو احاد ہی - کیونکہ اس کے راوی صرف ابن عباسؓ ہی ہین - اور جو کہ وفات آنحضرت صلعم کے وقت بقول محققین اہل سنت دس بارہ برس کے بچے ہی تھے - پھر اگر صحیح بھی مانا جائے جب بھی وہ مجمل ہی - یعنی اس سے یہ ثابت کرنا محال ہی کہ وصیت لکھوانے سے آنحضرت صلعم کا دلی منشا کیا تھا اور وہ کس قسم کی وصیت تھی ؟ پس ایسی مجمل روایت متنازعہ فیہ بنانا معقولیت کے منافی ہی - البتہ اسکے مقابلہ مین معترضین کی اپنی معتمد علیہ کتابون کی اسی موقع و محل کی احادیث و روایات بہرحال قابل توجہ ہین -

سوم - یہ کہ تمہید مین جو خاکسار نے معترضین کو اکثر غلط فہمیون کا شکار قرار دیا تھا - اُس کی خاصی تصدیق ہوگئی - کیونکہ جب یہ امر ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو واقعی اپنا وصی بنا دیا تھا - اور وصی بھی نہ صرف زبانی جیسے غزوۂ تبوک یا خم غدیر مین خاص اوقات ضرورت مین - بلکہ اس موقع پر اثاثۂ نبوت و خلافت و امامت بھی حوالہ کیا گیا - اور وہ بھی خواب مین نہین نہ کسی خلوت یا تاریک کوٹھری مین - بلکہ دن دہاڑے سب بنی ہاشم اور سب مسلمانون کے روبرو - اور اپنے سامنے اُن سب چیزون پر (جن کی تفصیل احادیث مذکورہ مین ہی) جناب علی کا پورا قبضہ و تصرف کرا دیا - اور وہ اُن چیزون کو اپنے گھر بھی لے آئے - اور اس طریق تکمیل وصیت کی غایۃ بھی آنحضرت صلعم نے خود ہی بیان فرما دی تاکہ بعد مین اس بارے مین کوئی مدعی خویش و بیگانہ حضرت علی سے تنازعہ نہ کرے - باوجود اس کے پھر بھی اگر شیعہ قصہ قرطاس پر جھگڑا قائم کیے جائین تو یہ کسقدر غلط فہمی ہی -

چہارم - وہ جو جناب صدیقؓ اور جناب فاروقؓ کو غصب خلافت کا الزام دیا جاتا ہے اسکی تغلیط اور تردید کما حقہ ہوگئی - کیونکہ جب ثابت ہوگیا کہ ناتہ خلافت و امامت حضرت علیؓ کے پاس محفوظ رہا - جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہی ناتہ بعینہ و تمامہ تمام ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے پاس منتقل ہوتا رہا اور وہ اس پر بکمال احتیاط قابض و متصرف رہے، اور کیونکر نہ رہتے - کیونکہ اس ناتہ کی تملیک و تصرف ہی اُنکے امام برحق ہونے کی دلیل تھی - اگر یہ ناتہ نہوتا تو وہ امام برحق نہ ہوسکتے - ایسی تمام تصریحات خود ائمہ کرام کی احادیث میں موجود ہیں - جن سے شیعیان علی کا بے خبر رہنا نہایت تعجب کی بات ہے -

پنجم - چونکہ معترضین غصب خلافت نے اب تک ثابت نہیں کیا ہے کہ آخر غاصبین نے کونسی چیز حضرت علی سے چھین لی؟ کیا عصاے موسیٰ چھین لیا تھا یا انگشتری سلیمان انکے ہاتھ سے اُتار لی تھی - یا تابوت سکینہ کو دھکیا دھینگی اپنے گھر کے سامنے لا کھڑا کیا تھا؟ اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی اس غصب کی ماہیت کو بیان کر سکتا ہے - کیونکہ ضروری ہے کہ ناتہ خلافت کی سب چیزیں محفوظ رہیں - اگر ایک چیز بھی ضائع ہوئی تو پھر امام کی امامت دُبدھا میں پڑجائیگی -

ششم - وصیت کا وقوع اور اُسکا عملدرآمد کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت اور اُسکے ساتھ ہی اُنکے عقیدہ کے برخلاف بھی نہیں - بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جبکو اس عمل درآمد پر یقین کلی نہ ہوسکے وہ خوش اعتقاد اور پکا شیعہ شاید نہ رہ سکیگا - اور قصہ قرطاس ظنی اور مجمل ہونے کے باعث ایسے امر واقعہ کے بکلی منافی ہے - اس واسطے شیعوں کو تو بلکہ یہ تذکرہ زبان پر لانا ہی ناجائز ہوگا - کیونکہ اسکے اگر وہ معنی کیے جائیں جو شیعہ کرتے ہیں تو نہ صرف بعض صحابہؓ یا حضرت عمرؓ کی نافرمانی نکلے گی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان اور کامل وکامیاب نبی کی موت ناکامی کی موت اور حضرت علی جیسے عالیشان امام کی خفت اور ہمیشہ کے لیے خیرالامۃ کو بھی ابدی گمراہی میں مبتلا ماننا پڑتا ہے -

ہفتم - جب بفضلہ تعالیٰ اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ حضرت علی کی خلافت کو نہ تو صحابہ میں سے کسی نے غصب کیا اور نہ کوئی غصب کر سکتا تھا - اور بقول اڈیٹر صاحب اصلاح خلفاء کی خلافت تو محض

دنیوی تھی، جو خلافت جناب علی کو ملی تھی وہی اصلی خلافت اور اعلیٰ درجہ کی خلافت تھی۔ پس جب دونوں خلافتوں کی نوعیت ہی جدا جدا ہے تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو کیا پڑی تھی کہ حضرت علی کی خلافت کو غصب کرنے کے درپے ہوتے۔ اور وہ بیچارے جرأت ہی کس طرح کر سکتے تھے جب جانتے تھے کہ غصب کرینگے تو خلیفۂ روحانی عصائے موسیٰ کو اژدہا بنا کر ہم پر چھوڑ دینگے یا انگشتری سلیمان پہن کر پھر بادشاہ بنجائینگے

پس ہر پہلو سے ثابت ہوگیا کہ قصۂ قرطاس اور غصب خلافت کا اعتراض شیعوں کو کچھ مفید نہیں ہے۔ بلکہ خود بیسیوں مشکلات کا باعث ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین۔ خادم۔ بھیروی

از مدیر النجم عافاہ اللہ تعالیٰ

لائق مضمون نگار نے قصۂ قرطاس پر جس حیثیت سے بحث کی ہے کافی ووافی بلکہ لائق تحسین ہے۔
باقی رہا یہ کہ اس قصہ پر حسب اصول اہل سنت کیا تقریر ہو سکتی ہے؟ اسکو علمائے اہل سنت مثل صاحب تحفہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم خوب بیان کر چکے ہیں۔

سب سے بڑا طعن یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے معاذ اللہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت کی۔ مگر آج تک کسی شیعہ کو توفیق نہ ہوئی کہ اہل سنت کی کسی معتبر روایت میں لفظ **ہجر** کا مقولۂ حضرت فاروق ہونا دکھاتا۔ ثانیاً بر سبیل تنزل لفظ ہجر کے معنی میں شیعوں نے صریح مغالطہ دیا ہے۔ اس لفظ کے معنی یہاں ہذیان کے کسی طرح ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اول تو حضرت نے کوئی بات خلاف عقل فرمائی تھی جس کو ہذیان سے تعبیر کیا جا سکے۔ دوسرے ہذیان والے سے پھر استفہام چہ معنی؟ حالانکہ اس حدیث میں ہے **استفہموہ** لہذا ایا تو اس لفظ کے معنی جدائی کے ہیں ہجر مقابل وصل کے شائع وذائع ہے۔ یعنی یہ مضمون شرکاء صحابہ نے کہا "معلوم ہوتا ہے اب حضرت ہم سے جدا ہوتے ہیں" اور یا اس لفظ کے شروع میں ہمزۂ استفہام جو بعض روایات میں راوی سے رہ گیا ہے یعنی استفہام انکاری ہے۔ اور یہ مقولہ ان لوگوں کا ہے جو لکھوانے کے موید تھے۔ یعنی حضرت کو ہذیان نہیں ہوا ضرور لکھوانا چاہیے۔ والبسط لا یقتضیہ المقام۔

جنگ بلقان اور سلطنت ترکی

آج کل اسلامی سلطنتوں کو جن مصائب و حوادث سے مقابلہ پڑا ہی مخفی نہیں ہی۔ ناموس آل دولت علیہ عثمانیہ جس کے ساتھ حرمین شریفین کی حفاظت اور دین اسلام کی شوکت و قوت وابستہ ہی ایک مدت سے ان پریشانیوں مین مبتلا ہی۔ ابھی جنگ طرابلس سے فرصت نہ ہوئی تھی کہ اور چند قومین متفق ہوکر آمادہ جنگ ہوگئین۔ اور سخت خونریز لڑائی شروع ہوگئی۔ اب دشمنوں کی یہ کوشش ہی کہ اگر اور زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم سرزمین یورپ سے اسلام کو خارج کر دیا جائے۔

ایسی حالت مین مسلمانون اور خاص کر ہندوستان کے مسلمانون کو کیا کرنا چاہیے؟ ظاہر ہی کہ اپنی امکانی مدد سے دریغ نہ ہونا چاہیے۔ جس شخص سے جو کچھ ہو سکے چندہ جمع کرے اور انجمن ہلال احمر مین بھیجدے۔ انجمن مذکور سے براہ راست چندہ کی رقم قسطنطنیہ بھیجدیجاتی ہی۔

لڑائی کی خبرین جس قدر اخبارون مین چھپتی ہین اگرچہ انکا بڑا حصہ ایک خاص سازش سے تیار کیا ہوا ہوتا ہی لیکن پھر بھی سمجھنے والے اصل بات کا سراغ لگا لیتے ہین۔

اسوقت خوش قسمتی سے تمام ہندوستان کے علما جنگ بلقان کے لیے چندہ کی کوشش کر رہے ہین سب نے اسکے متعلق فتوے لکھے ہین۔ اعلانات دیے ہین۔ چنانچہ علماے دیوبند کا شائع کیا ہوا ایک فتویٰ درج ذیل کیا جاتا ہی۔

بعض لوگون نے اس موقع پر یہان تک غلو کیا کہ ایک فتوے اپنی طرف سے اس مضمون کا چھاپدیا کہ مسلمان قربانی مطلق ترک کردین اور جو روپیہ قربانی مین صرف ہوتا وہ ہلال احمر مین بھیجدین۔ ان حضرات نے گویا شارع مستقل بننے کا ارادہ کیا ہی مگر کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ انکی پہلی کارروائی نہین ہی لیس ہذا اول قارورۃ کسرت۔ اِس فتوے کے دینے والے مولوی شبلی صاحب ہین۔ خیر اب یہ موقع اسکے متعلق زیادہ لکھنے کا نہین ہی۔

مسلمان اگر چاہین تو فرائض کے ادا کرنے کے بعد بھی بہت کچھ دے سکتے ہین۔ آخر روپیہ کس کام کے لیے ہی؟

زر از بہر خیرے خریدن نکوست   نشاید خریدن ہ از ناز دوست

ہلال احمر

کے متعلق

علماے اسلام کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیا - عثمانیہ سلطنت دنیا مین مسلمانون کی بڑی سلطنت ہی جو محافظ حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے مسلمانانِ عالم کی ہمدردی کی مستحق ہی - اسوقت اس سلطنت کو ایک تحت خونریز جنگ سے سابقہ پڑا ہی - جس مین مجروحون اور شہیدون کی تعداد بہت زیادہ ہوگی -

تمام مہذب سلطنتین مجروحون کی مرہم پٹی اور شہیدون کی پس ماندہ یتیم و بیوہ کی امداد کیلیے چندہ دینا انسانی فرض خیال کرتی ہین -

مسلمانون مین قسطنطنیہ سے لیکر ہندوستان کے چھوٹے بڑے شہرون تک اس مطلب کے لیے جس قدر انجمنین روپیہ جمع کر رہی ہین سب ہلال احمر کہلاتی ہین

ہلال احمر قسطنطنیہ کے صدر حسین حلمی پاشا ہند کے تمام مسلمانون سے ہلال احمر کے لیے چندہ مانگ رہے ہین ۲۸ - اکتوبر کا تار جو انھون نے کلکتہ مین دیا اسکے بعض الفاظ یہ ہین " ہم مسلمانان ہند کی گرم جوشانہ ہمدردی اور خیر خواہی کے پورے طور پر متیقن ہین - اور اسی طرح ہم کو اپنے کثیر التعداد زخمیون کی راحت کیلیے مالی امداد کا کچھ کم یقین نہین - تمہاری سلطنت عثمانیہ اور مسلمانان انگلستان ہمکو چار شفاخانون کا ضروری سامان بھیج رہے ہین - انجمن ہلال احمر کو امید ہی کہ ہندوستان کے مسلمان بھائی بھی ہسپتالون کے اخراجات پورے کرنے مین شرکت کرین گے -

جنگ طرابلس کے شروع مین ہز ایکسلنسی ویسرائے اسی قسم کے چندون کے متعلق اپنی رضا مندی ظاہر کر چکے ہین اور بمبئی کے ۲۶ - اکتوبر کے جلسہ مین پولیس کمشنر بمبئی جیسا ذمہ دار افسر ہمدردی کیلیے شریک ہوا

اور تین سو روپیہ چندہ دیا۔ ایسے حالات دیکھکر مسلمانون کو شرعی حکم سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہون اس لیے علمای اسلام سے عموماً اور علمای دیوبند سے خصوصاً امید ہی کہ مفصلہ ذیل صورتون کا جواب شرح و بسط صاف صاف لکھدین تاکہ تمام مسلمانون کو اپنے فرض ادا کرنیکی طرف توجہ ہو۔

(الف) ہلال احمر مین چندہ دینا ہر ایک مسلمان کے ذمہ کس درجہ ضروری ہی۔

(ب) زکوۃ اور صدقات واجبہ اور چرم قربانی ہلال احمر کیلئے کس طرح دیے جا سکتے ہین۔

(ج) عام مساکین اور محتاج یا علمی تحریکین (قومی ہون یا مذہبی) جہان اب تک صدقات وغیرہ مختلف قسم کے چندے صرف کیے جاتے ہین ہلال احمر کے مقابلہ مین مستحق سمجھے جائینگے یا نہین

شیخ عبد الرحیم حیدرآباد سندھ - ۲۰ - ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱ - نومبر ۱۹۱۲ء

الجواب

(الف) ہلال احمر یعنی مجروحین اہل اسلام اور انکی بیوگان اور یتیم بچون کیلیے مسلمانون کو چندہ دینا اور اپنا مال بھیجکر انکی مدد کرنا فرض ہی" خواہ مال سے یا زخمیون کی مرہم پٹی اور انکے کھانے پینے کی خبرگیری سے

احادیث معتبرہ کثیرہ اسکی بابت صریح موجود ہین۔ من انفق نفقۃ فی سبیل اللہ کتب سبع مائۃ ضعف"

افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل اللہ ومنحۃ خادم فی سبیل اللہ او طروقۃ فحل فی سبیل اللہ من ارسل نفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درہم سبعمائۃ درہم - خلاصہ روایات مذکورہ کا یہی ہی کہ جب دشمن مسلمانون پر لڑنے کو موجود ہون اور" انپر ظلم کرنا چاہین" تو سب صدقات مین افضل صدقہ یہ ہی کہ اُن مسلمانون کی مدد جس طرح ہوسکے فرض ہی خواہ انکو سایہ کے لیے خیمہ دیدے یا خدمت کرنیکو کوئی خادم بھیجدے یا سواری کو اونٹنی دیدے اور ایک درہم سے ہمدردی کریگا تو سات سو درہم کا ثواب ملیگا۔

اس فرض ہونے کا یہ مطلب ہی کہ جب تک ترکون کے پاس ہلال احمر کے مصارف کیواسطے کافی روپیہ نہ ہوگا اُس حد تک یہ فرضیت برابر چلی جائیگی۔ مثلاً مسلمانان ہند اگر روپیہ کافی جمع کردین تو یہ فرضیت آگے کو نہ چلیگی۔ ورنہ اسی طرح شرقاً غرباً یہ فرضیت تمام دنیا کے مسلمانون پر عام ہوگی اب ہندوستان کے مسلمان دیکھ لین کہ ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہی یا نہین۔ اگر حاجت ہی تو پھر ہلال احمر کی

مالی امداد فرض عین نہ ہوگی اگر مالی امداد کرینگے تو حسب روایات سابقہ ثواب عظیم ہوگا اور اگر نہ کرینگے تو گنہگار نہ ہونگے۔ اور اگر ہلال احمر کو امداد مالی کی حاجت ہے تو جس مسلمان کو یہ خبر پہونچیگی اُسپر فرض عین ہوگا کہ اُنکی اعانت مالی کرے اور سب مسلمانون پر فرض ہوگا کہ حسب روایات فقہیہ مال اور جان سے جس طرح ممکن ہو اُنکی اعانت کرین۔ اور جو مسئلہ سے واقف ہین وہ ناواقفون کو اس حکم فرض عین سے مطلع کردین ورنہ گنہگار ہونگے۔

(ب) زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل صدقۃ الفطر وغیرہ اور چرم قربانی ان سب کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ کسی کو مالک بنا دیا جائے۔ اگر کسی ایسے مصرف خیر مین صرف کیے جاوینگے جس مین تملیک نہ ہو تو ادا نہ ہونگے مثلاً تعمیر مسجد یا خرید کتب وقفیہ برائے استعمال طلبہ اس لیے اُسکی سہل صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کسی ایسے حاجتمند کو بطریق تملیک دیدیے جاوین کہ وہ اپنی رضا سے اُن کو چندۂ ہلال احمر مین دیدے۔ اور چرم قربانی مین فقیر کی تخصیص نہین غنی کو بھی تملیک کرسکتے ہین چنانچہ جملہ مدارس اسلامیہ مین ان صدقات و زکوٰۃ کو اسی صورت سے صرف کرتے ہین اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت مین بہی یہی امر افضل ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کو اس طریقہ سے ہلال احمر کے چندہ مین دیا جاوے۔

(ج) عام مساکین اور علمی سلسلے خواہ قومی ہون یا مذہبی اُن سب کے مقابلہ مین اس ضرورت شدیدکیحالت مین ہلال احمر بیشک مستحق تر ہے۔ جیساکہ روایات حدیث و فقہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے مسلمانان ہند کو ضروری ہے کہ جبتک ضرورت موجود باقی رہے اُسوقت تک صدقات مذکورہ مین چندۂ ہلال احمر کو دیگر موقعون سے مقدم سمجھین و ہان کوئی موقع فوری ضرورت کا ہو۔ مثلاً کوئی آنکھون کے سامنے بھوکا مرتا ہو اوسکا استثنا ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلیٰ

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب حق لاریب فیہ
محمد احمد مہتمم مدرسہ
دیوبند

الجواب حق صریح
بندہ محمود عفی عنہ
دیوبندی

الجواب صحیح ابو محمد انور کشمیری
عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ
دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد مرتضیٰ
حسن عفی عنہ خادم
طلبہ مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح
خلیل احمد عفی عنہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب صحیح
حبیب الرحمٰن کان اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المومنین مدرس
مدرسہ عالیہ

الجواب صواب۔ احقر محمد حسن سہسوانی مدرس شاہی مسجد مراد آباد

الجواب صحیح عبید اللہ عفی عنہ ناظم جمعیۃ الانصار

الجواب صحیح۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جواب عین صواب ہے۔ اور ب میں جو تملیک کی شرط ہے وہ بہت زیادہ قابل اہتمام ہے۔ اور احقر کا معمول تملیک میں ایک خاص طریق ہے۔ جسکو میں راجح سمجھتا ہون وہ یہ کہ اول کوئی مسکین کسی سے قرض لیکر چندہ میں دیدے۔ پھر صدقہ دینے والا اپنی رقم اسکو تملیک حقیقی دیدے اور پھر وہ مسکین اس سے اپنا قرض ادا کردے تو اس طریق سے حیلہ کا فی ارتکاب کرنا نہیں پڑتا۔ اشرفعلی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ

حسب دستور قدیم

۲۱ ذیحجہ کا پرچہ بوجہ تعطیل عید الاضحی کے شائع نہوگا

نیجر النجم لکھنؤ

ہنگامہ اجودھیا و فیض آباد

ہنود باوجودیکہ خوب جانتے ہین کہ گاؤکشی کسی طرح انسداد نہین ہوسکتا خود گورنمنٹ اسکی حامی ہے اور گورنمنٹ کی فوج کا روزینہ یہی ہے مگر مسلمانوں کی قربانی مین مزاحمت سے باز نہین آتے انہین چند سالون مین نہ معلوم کتنے خونریز ہنگامے ہندوستان مین ہوچکے۔ اور ناحق مسلمانون غریب مسلمانوں کی عزیز جانین ہلاکت مین پڑین۔ ابکی مرتبہ عید اضحی کے موقع پر اجودھیا و فیض آباد مین جو خونریز ہنگامہ ہوا وہ مسلمانون کو خون کے آنسو رولا رہا ہے خود گورنمنٹ کی اجازت سے مسلمانون نے اجودھیا مین قربانی گاؤ کا سامان کیا گائین خریدین مسلمان ابھی نماز سے بھی فارغ نہوے تھے کہ یکایک ہندوؤن کی فوج ان پر ٹوٹ پڑی اجودھیا و فیض آباد دونون مقامون مین چند مسلمان شہید ہوے۔ مسلمان مطمئن تھے کہ گورنمنٹ کا انتظام ہے ورنہ یہ حالت نہ پیش آتی۔ گورنمنٹ کی فوج نے مقابلہ کیا کچھ فیر بھی کیے گئے مگر کوئی ہندو مرا نہین۔ چار آدمی زخمی ہوے۔ اب مقدمہ قائم ہے سرکار مدعی ہے ہندو مفسد گرفتار ہین۔ اگر گورنمنٹ نے کافی تدارک نہ کیا تو کیا امید ہے کہ امن قائم ہو لیکن مسلمانون کو امید رکھنا چاہیے کہ گورنمنٹ انصاف کریگی۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ کچھ یورپین حکام ضلع بھی ہندوؤن کے ہاتھ سے اس موقع پر زخمی ہوے مفصل کیفیت آیندہ درج کیجاویگی،

و الصفار جمیعا عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن عبداللہ بن یحیی عن ابن مسکان قال حدثنی ابو بصیر قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن البئر یقع فی البئر فقال ینزح منها عشرون دلوا فان ذابت فاربعون او خمسون دلوا قال و رواہ سعد بن عبد اللہ عن احمد بن الحسن عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقة عن عمار قال سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن البئر یقع فیها زنبیل عذرة یابسة او رطبة فقال لا باس اذا کان فیها ماء کثیر و رواہ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن موسی بن القاسم عن علی بن جعفر عن اخیه موسی بن جعفر علیه السلام قال سالته عن بئر وقع فیها زنبیل من عذرة یابسة او رطبة او زنبیل من سرقین ایصلح الوضوء منها

اور صفار سے ان دونوں نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے عبداللہ بن یحییٰ سے اُنھوں نے ابن مسکان سے روایت کرکے خبر دی۔ وہ کہتے تھے میں نے ابو بصیر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ گوبر کنوئیں میں گرجائے (توکیا کیا جائے) امام نے فرمایا بیس ڈول نکالے جائیں اور اگر گھل گیا ہو تو چالیس یا پچاس ڈول۔

لیکن وہ حدیث جو سعد بن عبداللہ نے احمد بن حسن سے اُنھوں نے عمرو بن سعید سے اُنھوں نے مصدق بن صدقہ سے اُنھوں نے عمار سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کنوئیں میں اگر ایک زنبیل خشک یا تر گوبر کی گرجائے (توکیا کیا جائے) امام نے فرمایا کچھ حرج نہیں جبکہ اُس میں پانی بہت ہو۔

اور وہ حدیث جو محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے اُنھوں نے موسیٰ بن قاسم سے اُنھوں نے علی بن جعفر سے اُنھوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے اُن سے پوچھا کہ پانی کے کنوئیں میں ایک زنبیل خشک یا تر گوبر کی یا ایک زنبیل پاخانہ کی گرجائے تو کیا اُس سے وضو ہو سکتا ہے امام نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

۵۵ کچھ حرج نہیں کی لفظ جو اس حدیث اور نیز اسکے بعد کی حدیث میں ہے صاف بتاتی ہے کہ اس کنوئیں کی طہارت بدستور باقی ہے اور اشیاء مذکورہ ... نہیں کرتیں۔ مگر مصنف چاہتے ہیں کہ اس لفظ کی تاویل کریں تاویل کی ... انشاء اللہ آئندہ معلوم ہوگی ۱۲

ہذین الخبرین احد شیئین احدھما ان یکون المراد بہ انہ لاباس بہ بعد نزح خمسین دلواً حسبما تضمنہ الخبر الاول والثانی ان یکون المراد بالبئر المصنع الذی یکون فیہ من الماء اکثر من کر ولاجل ہذا فقال لاباس بہ اذا کان فیہا ماء کثیراً لان ذلک ہو الذی یعتبر فیہ القلۃ والکثرۃ دون الابار المعینۃ فاما ما رواہ سعد بن عبد اللہ عن موسی بن الحسن عن ابی القاسم عبد الرحمن بن حماد الکوفی عن بشیر عن ابی مریم الانصاری قال کنت مع ابی عبد اللہ علیہ السلام فی حائط لہ فحضرت الصلوۃ فنزح دلواً للوضوء من رکی لہ فخرج علیہ قطعۃ من عذرۃ یابسۃ فاکفی راسہا وتوضأ بالباقی فہذا الخبر یحتمل شیئین ایضاً احدھما ما ذکرناہ فی الخبرین من ان یکون المراد بالرکی المصنع الذی فیہ الماء الکثیر والثانی ان تحمل العذرۃ علی انہا کانت عذرۃ ما یوکل لحمہ وذلک لا ینجس الماء علی کل حال

پس مطلب ان دونون حدیثون کا یا تو یہ ہے کہ کچھ حرج نہ ہونے سے مراد یہ ہو کہ بعد پچاس ڈول نکالنے کے۔ جیسا کہ پہلے حدیث مین مذکور ہوا۔ اور یا یہ ہے کہ مراد کنوئین سے [ل] وہ حوض ہو جسمین پانی ایک کر سے زیادہ آجاتا ہو۔ اور اسی وجہ سے امام نے فرمایا کہ کچھ حرج نہین جبکہ اوسمین پانی زیادہ ہو۔ کیونکہ حوض ہی مین پانی کی قلت وکثرت کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ مقررہ کنوئین مین۔

مگر وہ حدیث جو سعد بن عبد اللہ نے موسی بن حسن سے اونھون نے ابو القاسم یعنے عبد الرحمن بن حماد کوفی سے اُنھون نے بشیر سے اونھون نے ابو مریم انصاری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین ابو عبد اللہ علیہ السلام کے ساتھ اُنکے ایک باغ مین تھا نماز کا وقت آیا تو اُنھون نے ایک ڈول اپنے کنوئین سے نکالا۔ اُسمین ایک ٹکڑا خشک گوبر کا نکلا۔ تو اُنھون نے ڈول کا سرا جھکا دیا (کہ وہ گوبر نکل گیا) اور باقی پانی سے وضو کر لیا۔ پس اس حدیث مین بھی دو احتمال ہین۔ اوّل وہی جو ہم پہلی دونون حدیثون کے متعلق بیان کر چکے ہین کہ کنوئین سے مراد حوض ہو کہ جس مین بہت پانی آجاتا ہے۔ دوم یہ کہ گوبر سے مراد اُس جانور کا گوبر لیا جائے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کیونکہ وہ کسی حال مین پانی کو نجس نہین کرتا۔

[ل] یہ سب تاویلات غیر معقول ہین۔ خصوصاً یہ تاویل کہ کنوئین سے مراد حوض ہے۔ کنوئین سے حوض مراد لینا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ لغت عرب مین اس قسم کے استعمال پہلے مصنف صاحب دکھا دیتے۔ مگر مصنف نے ایسا نہین کیا ۱۲۔

اما ما رواه الحسین بن سعید عن محمد بن ابی عمیر عن کردویہ قال سالت ابا الحسن علیہ السلام عن بئر یدخلها ماء الطریق فیہ البول و

قی یہی وہ حدیث جو حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے اُنھوں نے کردویہ سے
روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ کنوئیں میں
مینھ کا پانی چلا جائے جس میں پیشاب اور گوبر اور چوپایوں کا پیشاب اور لید اور کتوں
کا پاخانہ ملا ہوا ہو (تو کیا کیا جائے) تو امام نے فرمایا کہ اُس سے تیس ڈول نکالڈالو
اگرچہ وہ پانی بدبودار ہو۔ پس یہ حدیث بھی منافی اسکے نہیں ہے جو ہم ذریعہ پچاس
ڈول کی حد مقرر کر چکے ہیں۔ کیونکہ یہ حدیث مینھ کے پانی کے ساتھ مخصوص ہے جس میں
ان نجاستوں میں سے کوئی چیز مل گئی ہو۔ پھر وہ پانی کنوئیں میں چلا جائے تو اُس
وقت میں اس کا استعمال تیس ڈول کے بعد جائز ہے۔ اور وہ حدیثیں جو ہم اوپر
بیان کر چکے ہیں۔ اُس صورت کے لیے ہیں جبکہ خود گوبر کنوئیں میں گر جائے۔ لہذا
ان حدیثوں میں باہم کسی طرح مخالفت نہیں ہے۔

باب - مرغی یا اسکے مثل کوئی چیز کنوئیں میں گر جائے (تو کیا کیا جائے)

مجھے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حسین بن
حسن سے اُنھوں نے حسین بن سعید سے اُنھوں نے قاسم سے اُنھوں نے علی سے
روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ چوہیا
کنوئیں میں گر جائے (تو کیا کیا جائے) امام نے فرمایا کہ سات ڈول نکال ڈالے جائیں
نیز وہ کہتے تھے کہ میں نے امام سے پوچھا کہ پرند

العذرة وابوال الدواب
وروثها وخرء الكلاب
قال ينزح منها ثلاثون
دلوا ولو كانت مبخرة فلا
ينافي هذا الخبر ما حددناه
من نزح خمسين دلوا لان
هذا الخبر مختص بماء المطر يختلط
به هذه الاشياء من النجاسات
ثم تدخل البئر فحينئذ يستعمل
بعد نزح الاربعين والخبر
الذي قدمناه تضمن ما اذا
كانت العذرة نفسها
تقع في البئر فلا تنافي بينهما
على كل حال باب
الدجاجة وما اشبهها تموت
في البئر اخبرني الشيخ
رحمه الله عن احمد بن محمد عن
ابيه عن الحسين بن الحسن
بن ابان عن الحسين بن

لہ یہ تاویل بھی نہایت عجیب و غریب ہے۔ نجاست مینھ کے ساتھ مخلوط ہو کر
کنوئیں میں گری یا بغیر مخلوط ہوئے گری دونوں میں فرق کیا ہے۔ بلکہ مخلوط ہو کر
گرنے میں نجاست زیادہ ہونی چاہیے کہ وہ تمام پانی میں سرایت کر جائیگی ۱۲

سعید عن القاسم عن علی قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الفارة تقع فی البئر قال سبع دلاء قال و سالتہ عن الطیر

والدجاجۃ یقع فی البئر قال سبع دلاء فاما مارواہ محمد بن احمد بن یحیی عن الحسن بن موسی الخشاب عن غیاث بن کلوب عن اسحق بن عمار عن ابی عبداللہ علیہ السلام عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول فی الدجاجۃ ومثلھا تموت فی البئر ینزح منہا دلوان او ثلثۃ فاذا کانت شاۃ وما اشبہہا فتسعۃ او عشرۃ فالوجہ فی ہذا الخبر ان نحملہ علی الجواز والاول علی الفضل والاستحباب ...

اور مرغی کنوئین مین گرجائین توکیا؟ امام نے فرمایا کہ سات ڈول۔

لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے حسن بن موسیٰ خشاب سے اُنھون نے غیاث بن کلوب سے اُنھون نے اسحاق بن عمار سے اُنھون نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ مرغی یا اُسکے مثل اور کوئی جانور کنوئین مین گرکر مرجائے تو اس سے دُو ڈول یا تین ڈول نکالڈالے جائین۔ اور اگر بکری یا اسکے مثل کوئی جانور ہو تو نو ڈول یا دس ڈول پس مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ ہم اس کو جواز پر محمول کرین اور پہلی حدیث کو فضیلت اور استحباب پر۔ اور عمل پہلی ہی حدیث پر کیا جائے۔ کیونکہ ہم جب اُس پر عمل کرینگے تو دوسری حدیث پر بھی عمل ہوجائیگا اور عمل ہمارا احتیاط کے ساتھ ہوگا اور ہمکو طہارت کا یقین ہوجائیگا۔ اور اگر ہم دوسری حدیث پر عمل کرین تو ہمکو طہارت کا وثوق نہ ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ پہلی حدیث اُس حالت کے لیے ہو جبکہ جانور پھول کر پھٹ جائے اور دوسری حدیث اسی حالت کے لیے ہو جبکہ وہ جانور مرنے کے بعد فوراً نکال لیا گیا ہو۔

باب۔ کنوئین مین تھوڑا یا بہت خون گرجائے (توکیا کیا جائے)

مجھے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے محمد بن احمد بن یحیی اشعری سے اُنھون نے عمرکی سے انھون نے علی بن جعفر سے

۱ ـ یہ عجب ماجرا ہی۔ جب حدیث کی صحت مسلم ہوچکی تو اُس پر وثوق نہ ہونے کے معنی۔ یہ اور اس قسم کی دوسری تاویلین ایک قسم کی سوء ادب سے خالی نہیں ہین ۱۲

الاکثیر ... باب البئر یقع فیہا الدم القلیل ... اخبرنی الحسین بن عبیداللہ عن احمد بن محمد بن یحیی عن ابیہ عن محمد بن احمد بن یحیی الاشعری عن العمرکی عن علی بن جعفر

عن اخیہ موسی بن جعفر علیہ السلام قال سألتہ عن رجل ذبح شاۃ فاضطربت فی بئر ماء واوداجہا تشخب دما ہل یتوضأ من تلک البئر قال ینزح منہا ما بین الثلثین الی الاربعین دلواً ثم یتوضأ ولا بأس قال وسألتہ عن رجل ذبح دجاجۃ او حمامۃ فوقعت فی بئر ہل یصلح ان یتوضأ منہا قال ینزح منہا دلاء یسیرۃ ثم یتوضأ منہا وسألتہ عن رجل یستقی من بئر فرعف فیہا ہل یتوضأ منہا قال ینزح منہا دلاء یسیرۃ فاما ما رواہ احمد بن محمد عن محمد بن اسمعیل بن بزیع قال کتبت الی رجل اسألہ ان یسأل ابا الحسن الرضا علیہ السلام عن البئر تکون فی المنزل للوضوء فیقطر فیہا قطرات من بول او دم او یسقط فیہا شیء من غیرہ کالبعرۃ او نحوہا ما الذی یطہرہا حتی یحل الوضوء منہا للصلوۃ فوقع علیہ السلام فی کتابہ بخطہ ینزح منہا دلاء فالوجہ فی ہذا الخبر ان

انھون نے اپنے بھائی موسی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین نے امام ممدوح سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک بکری ذبح کی اور وہ بکری تڑپ کر پانی کے ایک کنوئین مین گر پڑی۔ اُسکی گردن کی رگون سے خون جاری تھا۔ تو کیا اس کنوئین سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا کہ اُس سے تیس ڈول سے لیکر چالیس ڈول تک پانی نکال ڈالا جائے پھر کچھ حرج نہین۔ نیز وہ کہتے تھے کہ مین نے امام ممدوح سے پوچھا کہ کسی شخص نے مرغی یا کبوتر ذبح کیا اور وہ کنوئین مین گر گیا۔ آیا اُس کنوئین سے وضو ہو سکتا ہے؟ امام نے فرمایا اُس سے چند ڈول نکال ڈالے جائین پھر اس سے وضو کیا جائے۔ نیز وہ کہتے تھے مین نے امام سے پوچھا کہ ایک شخص کنوئین سے پانی بھر رہا تھا اُسکی نکسیر اُسمین پھوٹ گئی۔ کیا اُس سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا اُس سے چند ڈول نکال ڈالے جائین۔

لیکن وہ حدیث جو احمد بن محمد نے محمد بن اسمعیل بن بزیع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین نے ایک شخص کو لکھا کہ تم امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے پوچھو کہ جو کنوئین گھرون مین وضو کے لیے ہوتے ہین اُن مین اگر چند قطرے پیشاب کے یا خون کے گر جائین یا اور کوئی چیز اسی قسم کی مثل اونٹ کی مینگنی وغیرہ کے گر جائے تو یہ کنوئین کس طرح پاک کیے جائین کہ وضو نماز کا ان سے جائز ہو جائے۔ تو امام نے میرے خط پر اپنے قلم سے لکھدیا کہ ان کنوؤن سے چند[1] ڈول نکال ڈالے جائین۔

[1] چند ڈول سے کوئی عدد خاص مفہوم نہین ہوتا۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو عجب کیفیت ہے۔ غالباً یہ فتوے بھی عجیب فتوے ہوگا۔ جس سے سائل کو سوا حیرت و تردد کے کچھ حاصل نہین ہو سکتا ۱۲

نحمله على انه اذا كان الدم قليلا لانه كذا سأله الا ترى انه قال يقطر فيها قطرات من دم وذلك يستفاد بالقلة وما تضمن الخبر من ثلثين الى الاربعين دلوا محمول على انه اذا اكثر الدم ولاجل ذلك قرنه بذبح شاة وقعت فى البئر وهى تشخب دما والمعتاد من ذلك الكثرة واما قوله فى دم الدجاجة والحمامة او الرعاف اجابة ينزح منها دلاء يسيرة وذلك مفصل فى الخبر الاول مشروح فاما ما رواه الحسين بن سعيد عن محمد بن زياد عن كردويه قال سألت ابا الحسن عليه السلام عن البئر تقع فيها قطرة دم او نبيذ مسكر او بول او خمر قال ينزح منها ثلثون دلوا فهذا الخبر شاذ نادر قد تكلمنا عليه فيما تقدم لانه تضمن ذكر الخمر والنبيذ المسكر الذى يوجب نزح جميع الماء منها فاما ذكر الدم وقد بينا الوجه فيه ويمكن ان نحمل فيما يتعلق بقطرة دم ان نحمله على ضرب من الاستحباب و ما قدمناه من الاخبار

پس مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ہم اسکو اس حالت پر محمول کرین جبکہ خون کم ہو۔ کیونکہ سائل نے ایسا ہی پوچھا ہے۔ دیکھو وہ کہتا ہے کہ چند قطرے خون کے اسمین ٹپک جائین۔ اس سے قلت ظاہر ہورہی ہے۔ اور جس حدیث مین تیس سے لیکر چالیس ڈول تک کا حکم ہے اسکو اس حالت پر محمول کرین جبکہ خون زیادہ ہو۔ اسی واسطے سائل نے اسکو اس طرح پوچھا ہے کہ اس نے بکری ذبح کی اور اس سے خون جاری تھا اور اس سے خون کی کثرت مفہوم ہوتی ہے۔ چونکہ مرغی یا کبوتر یا نکسیر مین خون کم ہوتا ہے لہذا امام نے جائز کر دیا کہ اس سے چند ڈول نکال ڈالے جائین۔ یہ مضمون پہلی حدیث مین شرح وبسط کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ **لیکن** وہ روایت جو حسین بن سعید نے محمد بن زیاد سے انھون نے کردویہ سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا مین نے ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ کنوئین مین اگر ایک قطرہ خون کا یا نبید مسکر کا یا پیشاب کا یا شراب کا گرجائے (تو کیا کرنا چاہیے) امام نے فرمایا اس سے تیس ڈول نکال ڈالے جائین **پس** یہ حدیث شاذ نادر ہے اسپر ہم پہلے بحث کر چکے ہین۔ کیونکہ اس حدیث مین خون کے ساتھ شراب[1] اور نبیذ مسکر کا بھی ذکر ہے جس کی وجہ سے تمام پانی کا نکالنا ضروری ہے۔ اور ہم اس حدیث کا مطلب بیان کر چکے ہین۔ اور ممکن ہے کہ قطرہ خون کے متعلق جو حدیث ہے اسکو ہم ایک قسم کے استحباب پر محمول کرین اور گزشتہ حدیثون کو وجوب پر۔ تاکہ حدیثون مین باہم مخالفت نہ رہے۔

[1] شراب اور نبیذ مسکر کا ذکر ہرگز اس حدیث کے شاذ نادر ہونے کی دلیل نہین ہو سکتا۔ کیونکہ شراب و نبیذ کی طہارت دوسری احادیث مین بھی آئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ظاہر ہوگا۔ ۱۲

علی الوجوب لما تینا قض الاخبار باب مقدار ما یکون بین البئر والبالوعة - اخبرنی الشیخ ابو عبد الله رحمه الله عن احمد بن محمد عن ابیه عن الصفار عن احمد بن محمد عن محمد بن سنان عن الحسن بن رباط عن ابی عبد الله علیه السلام قال سألته عن البالوعة تکون فی البئر قال اذا کانت اسفل من البئر فخمسة اذرع وان کانت فوق البئر فسبعة اذرع من کل ناحیة وذلک کثیر احمد بن محمد عن محمد بن اسمعیل عن ابی اسمعیل السراج عن عبد الله بن عثمان عن قدامة بن ابی زید الجمال عن بعض اصحابنا عن ابی عبد الله علیه السلام قال سألته کم ادنی ما بین البئر والبالوعة فقال ان کان سهلا فسبعة اذرع وان کان جبلا فخمسة اذرع ثم قال یجری الماء الی القبلة الی یمین ویجری عن یمین القبلة الی یسار القبلة ویجری عن یسار القبلة الی یمین القبلة ولا یجری من القبلة الی دبر القبلة واخبرنی الحسین بن عبید الله عن ابی محمد الحسن بن حمزة العلوی عن علی بن ابراهیم بن هاشم عن ابیه عن حماد عن حریز عن زرارة ومحمد بن مسلم وابی بصیر قالوا قلنا له بئر توضأ منها یجری البول قریبا منها اینجسها

باب - کنوئیں اور چہ بچہ کے درمیان مین کسقدر فاصلہ ہونا چاہیے -

مجھے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے صفار سے اُنھون نے احمد بن محمد سے اُنھون نے محمد بن سنان سے انھون نے حسن بن رباط سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرکے خبر دی وہ کہتے تھے کہ مین نے امام ممدوح سے چہ بچہ کے بابت پوچھا جو کنوئین سے اونچا ہو۔ امام نے فرمایا کہ اگر کنوئین سے نیچا ہو تو پانچ گز اور اگر کنوئین سے اونچا ہو تو ہر طرف سے سات گز ہونا چاہیے اور یہ بہت ہے۔ احمد بن محمد نے محمد بن اسمعیل سے اُنھون نے ابو اسمعیل سراج سے انھون نے عبد اللہ بن عثمان سے اُنھون نے قدامہ بن ابی زید جمال سے اُنھون نے ہمارے بعض اصحاب سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مینے امام ممدوح سے پوچھا کہ کنوئین اور چہ بچہ کے درمیان کس قدر فاصلہ ہونا چاہیے امام نے فرمایا اگر زمین نرم ہو تو سات گز اور اگر پہاڑی ہو تو پانچ گز۔ پھر فرمایا کہ پانی قبلہ سے داہنی سمت بہ جائے اور قبلہ کی داہنی سمت سے قبلہ کی بائین طرف بہ جائے اور قبلہ کی بائین جانب سے قبلہ کی داہنی طرف بہ جائے اور قبلہ سے پشت قبلہ کی طرف نہ۔ اور مجھے حسین بن عبید اللہ نے ابو محمد یعنی حسن بن حمزہ علوی سے انھون نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حماد سے اُنھون نے حریز سے اُنھون نے زرارہ اور ابو بصیر اور محمد بن مسلم سے روایت کرکے خبر دی یہ لوگ کہتے تھے کہ ہمنے امام سے پوچھا کہ ایک کنوان ہے جس سے وضو کیا جاتا ہے اور اُس سے قریب ہی پیشاب بہتا ہے۔ کیا وہ اُس کنوئین کو نجس کر دیگا۔ امام نے فرمایا اگر وہ کنوان اُس وادی کی بلندی پر ہو اور وادی مین پیشاب نیچے سے بہتا ہو اور اُسکے اور کنوئین کے درمیان مین تین گز کا فاصلہ ہو

قال فقال اذا كانت البئر في اعلى الوادي والوادي يجري فيه البول من تحتها وكان بينهما قدر ثلاثة اذرع لم ينجس ذلك شئ وان كانت البئر في اسفل الوادي ويمر

الماء عليها وكان بين البئر وبينه سبعة اذرع لم ينجسها وكان اقل من ذلك لم يتوضأ منه قال زرارة فقلت له فان كان يجري بلزقها وكان لا يلبث على الارض فقال ما لم يكن له قرار فليس به بأس فان استقر منه قليل فانه لا يثقب الارض ولا يغوله حتى يبلغ البئر فليس على البئر منه بأس فتوضأ منه انما ذلك اذا استنقع كله واخبرني الشيخ ابو عبد الله عن ابي محمد الحسن بن حمزة العلوي عن احمد بن ادريس عن احمد بن محمد بن يحيى عن عباد بن سليمان عن سعد بن سعد عن محمد بن القاسم عن ابي الحسن عليه السلام في البئر يكون بينها وبين الكنيف خمسة اذرع واقل واكثر يتوضأ منها قال ليس يكره من قرب ولا بعد يتوضأ منها ويغتسل ما لم يتغير الماء وقال محمد بن الحسن هذا الخبر يدل على

تو وہ نجس نہیں کریگا اور اگر کنواں وادی کے نشیب میں ہو اور پانی اُسکے اوپر سے بہتا ہوا ورکنوئیں کے اور اسکے درمیان میں سات گز کا فاصلہ ہو تب بھی نجس نکریگا ہاں اس سے کم ہو تو اُس سے وضو نہ کیا جائے۔ زرارہ کہتے تھے کہ میں نے امام سے کہا کہ اگر وہ پیشاب اُس کنوئیں سے ملا ہوا بہتا ہو مگر زمین پر ٹھہرتا نہ ہو تو امام نے فرمایا جب تک اُسکو زمین پر قرار نہ ہو اُس وقت تک کچھ حرج نہیں اور اگر کچھ مقدار قلیل اس کی ٹھہر بھی جائے گی تو وہ اس قدر نہ ہوگی کہ زمین میں سوراخ کرکے کنوئیں تک پہونچ جائے اس نجاست سے کنوئیں میں کوئی خرابی نہ آئیگی تم اُس سے وضو کرو۔ ہاں اگر کل پانی رنگین ہو جائے تو البتہ۔ اور مجھے شیخ ابو عبداللہ نے ابو محمد یعنے حسن بن حمزہ علوی سے اُنھوں نے احمد بن ادریس سے اُنھوں نے محمد بن احمد بن یحیی سے اُنھوں نے عباد بن سلیمان سے اُنھوں نے سعد بن سعد سے اُنھوں نے محمد بن قاسم سے اُنھوں نے ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کرکے خبر دی کہ جس کنوئیں اور پاخانہ کے درمیان پانچ گز یا اس سے کم زیادہ کا فاصلہ ہو اُس سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا قرب یا بُعد میں کچھ خرابی نہیں ہے اُس سے وضو کیا جائے اور غسل کیا جائے جب تک پانی متغیر نہ ہو۔ محمد بن حسن نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گذشتہ سب حدیثیں استحباب پر محمول ہیں نہ حرمت یا وجوب پر۔

ترجمۂ استبصار کی پہلی جلد ختم کی گئی اور انشاء اللہ تعالیٰ

جلد دوم ابواب استنجا سے شروع ہوگی

والحمد للہ تعالےٰ

اولاً و آخراً

ان الاخبار المتقدمة كلها محمولة على الاستحباب دون الحظر والايجاب۔

مضمون نگاری کے قواعد

النجم کو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی ضروری ہی اور جو حضرات قواعد کی پابندی نہو سکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج کی جوابدہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا مصرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے۔

وہ قواعد یہ ہین

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اس بحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔

(۲) جو مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق والزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گالیون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس و ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو انکا ترجمہ بھی جانب

(۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جاسکتے ہین

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ اور معاوضہ کے آرزومند نہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو انکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی انکو بھی ملتی رہینگی۔

(۸) جو مضمون حسن و خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے اسکے... فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آرڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نرکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین۔

(۱۰) ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو محفوظ رکھکر شائع ہوجائیگا اور اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔